وَمَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ

عظمتِ سیّدُالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم



مبلغِ اسلام ابواحمد محمد مقصود مدنی

چشتی کتب خانہ فیصل آباد

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ

عظمتِ سیّدُ الکونین

مبلغِ اسلام ابو احمد محمد مقصود مدنی

چشتی کتب خانہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد — سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

0300 7681230 0300 6674752

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	عظمتِ سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
مصنف	ابو احمد محمد مقصود مدنی
پہلی بار	جولائی 2014ء
کمپوزنگ	چشتی کمپوزرز 03226232632
طابع	صاحبزادہ محمد شفیق مجاہد چشتی
ٹائٹل	محمد حسنین حیدر
ہدیہ	700/-

اِس کتاب میں اگر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اُسے معاف فرماتے ہوئے اصلاح فرمادیں تاکہ اگلے ایڈیشن میں درستگی کرلی جائے۔

ملنے کے پتے

جامعہ نور الاسلام مدینہ منزل گلی نمبر 1 بغدادی چوک حاکم علی روڈ الٰہی آباد فیصل آباد 0300 7903711 . 0300 6690097

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فداک کل شیءٍ یا رسول اللہ

دُرودِ مدنی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاٰبَائِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَآ اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

السّلام اے سیّد الکونین السّلام
السّلام اے مالکِ دارین السّلام

محمد مقصود مدنی

انتساب

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

اَجداد واَولاد کے نام

نذرِ عقیدت

سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سیرت نگاروں

کے حضور

محمد مقصود مدنی

بفیضانِ نظر

غوثِ زماں، قطبِ دوراں، محقق عصر، نائب مجدد الف ثانی
مقبولِ بارگاہِ غوثِ یزدانی، پیرحقانی، واقف اسرارِ ربانی،
اولادِ رسول، جگر گوشۂ بتول، خواجۂ خواجگان حضور قبلہ گاہی پیر چوراہی
حضرت پیر سیّد محمد منظور آصف طاہر بادشاہ مدظلہ العالی
زیب سجادہ چورہ شریف

ایصالِ رحمت

مخدومہ ملّتِ اسلامیہ، ولیہ کاملہ، اُم سید الاولیاء جدۂ نقیب الاولیاء
حضرت پیر سید علی طاہر بادشاہ المعروف علی پیر دستگیر مدظلہ العالی
جگر پارہ تاجدارِ چورہ شریف

اور

اپنے والدین، ساس ماں و سسر رحمۃ اللہ علیہم

تعارف

مبلغ اسلام، شاعرِ اہلِ سُنّت، محقق و مصنف

ابو احمد محمد مقصود مدنی

محبت، عشق، درد جیسی خوبیوں کے مالک کا ذکر جہاں پر آئے تو ایک نام ضرور ذہن میں گردش کرے گا۔ وہ نام محمد مقصود مدنی ہے جو محبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سرشار ہے، در دِاہلِ بیت میں گم ہے عشقِ اولیاء میں محو ہے۔

آپ مفکرِ اسلام، مفسر قرآن، شاعرِ اہلسنت، فنافی الرسول حضرت علامہ الحاج صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مقرب شاگردوں میں سے ہیں آپ نے دین، حکمت، شعر و ادب تبلیغ اور تمام شعبوں میں نمایاں کام کیا ہے۔

محمد مقصود مدنی کی تربیت والدِ گرامی کی زیرِ نگرانی ہوئی، دینی، طبی اور روحانی تعلیم کا آغاز اپنے والدِ گرامی سے کیا آپ کی والدہ محترمہ نہایت خدا رسیدہ خاتون تھیں جن کی تربیت نے اِنہیں اولیاء اللہ کی محبت عطا کی۔ شاعری اور ادب میں محب اہل بیت فنافی الرسول حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمذ حاصل کیا حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کئی وُجوہ سے مدنی صاحب سے خصوصی محبت فرمائی، محمد مقصود مدنی سچے عاشقِ رسول ہیں اِن کے جذبۂ عشق کو مہمیز مدینہ طیبہ کی حاضریوں سے ہوئی۔

محمد مقصود مدنی تعلیم کے بعد پاکستان لوٹے تو ان کے والدین کریمین رحمۃ اللہ علیہما نے شیخ کامل کی تلاش کا حکم دیا اِسی حوالہ سے مدنی صاحب آستانہ عالیہ چورہ شریف سے منسلک ہو گئے جو برصغیر پاک و ہند میں رُوحانی حوالہ سے محترم سمجھا جاتا ہے، میری مراد آستانہ عالیہ نوریہ چوراہیہ سے ہے آپ نائب مجدد الف ثانی قطب دوراں غوث زماں محقق عصر فخر الاولیاء حضرت سیّد محمد منظور آصف طاہر سجادہ نشین آستانہ عالیہ چورہ شریف کے دستِ حق پرست پر بیعت ہو گئے شیخ کامل نے چاروں سلاسل کی خلافت عطا فرما کر یورپ میں تبلیغ اور اشاعتِ سلسلہ نوریہ چوراہیہ کا حکم اِرشاد فرمایا۔

عصرِ حاضر کی عظیم شخصیات نے آپ کو خلافت و اجازت عطا فرمائی ہے مثلاً محمد مقصود مدنی کو بیعت و خلافت سلسلہ نقشبندیہ چوراہیہ میں عطا ہوئی۔ پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت حضرت پیر وارث علی جیلانی شاہ صاحب سے چشتیہ نظامیہ قادریہ رزاقیہ نقشبندیہ میں خلافت عطا ہوئی۔

اولادِ رسول جگر گوشۂ بتول حضرت پیر سیّد سخی محمد شاہ صاحب کاظمی مدظلہ العالی سے خلافت حاصل ہوئی۔

مفکرِ اسلام، مفسرِ قرآن، فناء فی الرسول حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے سلسلہ چشتیہ نظامیہ میں بیعت و خلافت عطا ہوئی۔

حضرت مولانا عبدالرشید رحمۃ اللہ علیہ سمندری شریف سے سلسلہ قادری رضوی میں خلافت ملی۔ حضرت جناب مولوی سلیمان عبداللہ لاکھو قادری قلندری دادو شریف سندھ سے خلافت ملی۔ اِسی طرح جناب حضرت مفتی عبدالحلیم ناگپور شریف سے سلسلہ قادریہ رضویہ کی خلافت ملی۔

آستانہ چشتیہ پر منعقدہ محفل میلاد میں حضرت پیر سید محمد سلیم المعروف بلّے شاہ صاحب نے مدنی صاحب کو "وکیلِ اہلِ بیت" کا خطاب دیا۔

آپ کے اساتذہ جنھوں نے آپ کی رُوحانی تربیت کی ان میں جناب حضرت محمد اویس القرنی الجہنی (صومالیہ حال مقیم جدہ شریف) الشیخ محمد حسن مندیلی مکی (سعودی عرب) الشیخ محمد جمیل مندیلی (مکہ شریف) مولانا خلیل احمد بنگالی (حال مقیم مکہ معظمہ) الشیخ بحر اسحاق سوڈانی (حال مقیم جدہ سعودی عرب) حضرت علامہ غازی غلام رسول سیالوی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ نے فاضل طب و جراحت جامعہ طیبہ کالج سے کیا اور طب میں گولڈ میڈل حاصل کیا ابتدائی تعلیم کے بعد سعودی عرب میں دینی و روحانی تعلیم حاصل کی۔

آپ نے اپنے بھائیوں حاجی محمد حنیف مدنی صاحب اور جناب محمد یعقوب مدنی صاحب کی زیرِ نگرانی پرورش پائی۔ مدنی نام کے کے حوالے سے ایک خاص واقعہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چشتیاں شریف سے ایک سیّد زادے محمد مقصود مدنی کے ساتھ تشریف لائے تو شاہ صاحب نے محمد مقصود کو مدنی کہہ کر مخاطب کیا تو باباجی سرکار کو بھی یہ نام پسند تو آپ نے کہا ہاں ہمارا مقصود "مدنی" ہے کیونکہ اِس نے مدینہ شریف میں کافی وقت گزا ہے۔ اِسی طرح جھنگ بازار کی ایک محفل میں باباجی سرکار نے فرمایا کہ "مقصود مدنی تو میرا"

مقصود بن گیا ہے"

اِسی طرح مرشدِ گرامی حضرت صاحبزادہ سیّد محمد منظور آصف طاہر بادشاہ بھی انہیں مدنی کے نام سے بلاتے ہیں آپ پر چورہ شریف والوں کی خاص عنایات ہیں جنہوں نے آپ کو بیعت و خلافت سے بھی نوازا اور تبلیغ کے سلسلہ میں یورپ بھی بھیجا۔ حضرت صاحبزادہ سیّد محمد منظور آصف طاہر صاحب مولانا محمد مقصود مدنی سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔ سندھ میں حضرت مولوی سلیمان عبداللہ لاکھو جو کہ دادو شریف میں دین کے حوالے سے بہت کام کر رہے ہیں وہ بھی آپ سے بے پناہ محبت رکھتے ہیں۔

محمد مقصود مدنی صاحب اِس وقت پیرس میں تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں مقیم ہیں اور آستانہ عالیہ مدنیہ چوراہیہ فیصل آباد میں بھی اہلِ اسلام کی روحانی تربیت فرما رہے ہیں۔ آپ کی روحانی تربیت الحافظ القاری حاجی محمد صدیق صاحب مدظلہ العالی آف وہاڑی نے فرمائی ہے آپ نے باپ کی شفقت بھی عطا فرمائی اور دُنیا میں رہنے کا ڈھنگ بھی سکھایا۔ جناب محمد مقصود مدنی تبلیغ اسلام کے لئے کوشاں ہیں اور اِس مقصد کے تحت بچوں کے لیے حفظ و ناظرہ اور بچیوں کے لئے حفظ و ناظرہ ترجمہ و تفسیر القرآن، فاضل عربی، درسِ نظامی اور دورہ حدیث شریف کے حوالہ سے "جامعہ نور الاسلام" کے نام سے ادارہ چلا رہے ہیں۔

نعت خوانوں کی فنی تربیت کے لئے جامعہ نور الاسلام میں خصوصی شعبہ قائم ہے اِس شعبہ کے تحت ہفتہ وار ماہانہ محافل کا اہتمام ہوتا ہے ان محافل میں معروف نعت خوان حضرات شرکت فرماتے ہیں۔ جن میں سے چند کے اسماء یہ ہیں۔ محمد شعیب مدنی، محمد حبیب رضا عطاری مدنی، فنافی الوارث الحاج اشفاق احمد وارثی، محمد شہباز حسن مدنی، ساجد علی معصومی مدنی، الحاج شبیر حسین قادری مدنی اور چوہدری ساجد محمود مدنی، الحاج عبدالقیوم مدنی المعروف سائیں مسکین سائیں، جناب محمد شہباز حسین مدنی، جناب حیدر علی مدنی، جناب حسن علی مدنی، جناب ندیم ارشاد چوہدری، لعل حسین مدنی، محمد اکرم چشتی، حافظ مزمل رضا، عبدالقادر چشتی اور حافظ ظفر اقبال سعیدی، محمد رضا مدنی، عثمان فرزند مدنی، ظفر اقبال نقشبندی، سید محمد ریحان رضا قادری کراچی، فیصل عرفان مدنی

جناب محمد مقصود مدنی کے کلام پر مشتمل کئی آڈیو کیسٹ اور سی ڈیز ریکارڈ ہو کر ریلیز ہو چکی ہیں۔ آپ نے شعر و ادب، تحقیق اور نعت کے حوالے سے بھی کافی کام کیا ہے علمی شخصیات نے آپ کے متعلق آراء دی ہیں۔ حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں !

مقصود جب اہل محبت کا مقصود بن جائے تو پھر اسے اپنے مقصود کو حاصل کرنے کے لئے منزلِ مقصود کا تعین کرنا پڑتا ہے۔

پیر طریقت، رہبر شریعت، ماہِ ولایت، آفتابِ نقشبندیت حضرت جناب پیر سیّد محمد منظور آصف طاہر صاحب سجادہ نشین دربارِ عالیہ چورہ شریف فرماتے ہیں۔

" اللہ کریم عزیزم محمد مقصود مدنی کو اپنے نیک مقاصد میں کامیاب فرمائے کوشش یہ ہے کہ یورپ اور امریکہ کا مسلمان وہاں رہ کر اپنا اسلامی تشخص گم نہ کردے اگر ایسا ہو تو وہ بہت خسارے میں رہیں گے۔" اللہ کریم سب مسلمانوں کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اور ابو احمد محمد مقصود مدنی خلیفہ دربار چورہ شریف کو یورپ میں مسلمانوں کو بیدار کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ پیر طریقت، رہبر شریعت، عالم ربانی، مرشدِ حقانی حضرت پیر سیّد وارث علی جیلانی مدظلہ العالی فاضل مکہ مکرمہ فاضل بریلی شریف تنظیم المدارس جامعہ پنجاب فرماتے ہیں۔

" محمد مقصود مدنی صاحب کی ظاہری و باطنی اور اخلاقی و روحانی تربیت شاعر اہلبیت، مفسر قرآن، فنا فی الرسول حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی مرہون منت ہے۔"

جناب محمد مقصود مدنی تحقیق و تالیف کے میدان میں گراں قدر خدمات سرانجام دے رہے ہیں آپ نے مختلف موضوعات پر تحقیقی کتاب تصنیف فرمائی ہیں۔

عظمتِ سید الکونین ﷺ، آئینہ سنت مصطفیٰ ﷺ، عظمتِ درود شریف، عظمتِ والدین مصطفیٰ ﷺ، عظمت حضرت عبداللہ علیہ السلام، عظمت سیدہ آمنہ، عظمت سیدہ حلیمہ، عظمتِ شہزادیٔ کونین عظمت حضرت ابو طالب، عظمتِ بارہ امام، عظمتِ صحابہ کرام، عظمت اعلیٰ حضرت، خطباتِ مدنیہ، عظمت ارکان خمسہ، میرے محسن، عظمتِ موئے مبارک،

جناب محمد مقصود مدنی نے ان تحقیقی کتابوں کے علاوہ کئی منظوم کتب بھی تحریر فرمائی ہیں جن میں مقصودِ دوعالم، آمنہ پاک دا لال، مدنی دیاں رباعیاں، حسنِ نعت (مرتب محمد شعیب احسن مدنی) گوہر مقصود، کلیات مقصود مدنی (اول دوم)، مقصودِ کونین، مقصودِ جاں، گوہر مقصود، نوائے مقصود قاسم پیا (مناقب سائیں مشوری)، تصویر درد (دوہڑے)، عظمت مرشد انوار چوراہی

محمد عثمان چشتی ایم اے

انچارج علامہ صائم چشتی ریسرچ سنٹر فیصل آباد

دیباچہ

یہ اللہ تعالیٰ کا بے پایاں فضل وکرم ہے کہ اُس نے مجھ جیسے حقیر کو اپنے دین کی خدمت کا موقع عطا فرمایا، سرکارِ دو عالم، نُورِ مجسم، جدالحسنین سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ رحمت سے دینِ متین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے مصروفِ عمل ہوں۔

سید الکونین جد الحسن والحسین مولانا و مولا الثقلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بے پناہ احسانات ہیں جنہوں نے مجھ پر اپنی رحمتوں کے دروازے ہمیشہ کھلے رکھے ہیں آپ کی بے پایاں عنایات کا شکر ادا کرنا ممکن نہیں مجھ جیسا بے ہنر اور بے مایا شخص جس کے پاس نہ علمی وسعت ہے نہ ایسے لفظ جن سے اپنے آقا و مولا محبوبِ خدا سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت وشان بیان کر سکے اور نہ میرے قلم میں وہ طاقت ہے کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن و جمال اور فضل وکمال کو احاطۂ تحریر میں لا سکے۔

صدیاں گزر گئیں اہلِ علم و دانش اور قلم کار اپنے اپنے فہم کے مطابق سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت و اُسوہ اور آپ کے سراپا مبارک پر کتب تحریر کرتے چلے آئے ہیں۔ صدیاں بیت گئیں، لاکھوں کتب تحریر ہو چکی ہیں لیکن آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصاف و کمالات بیان نہیں کئے جا سکے اِس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات انسانی سوچ اور اِدراک میں آ سکیں، ممکن نہیں۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اُمت پر احسانِ عظیم فرمایا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حُسن و جمال فضل وکمال اور سیرت و اُسوہ کے ایسے پھُولوں کی لڑیاں پروئیں اور محبت کے ستاروں کی کہکشائیں فضائے عشق میں بکھیری ہیں کہ جن سے اہلِ محبت کے مشامِ جان و روح معطر و معنبر ہو رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کا ذکر خود بلند فرما رکھا ہے اور آپ کا ذکر لحہ لحہ بلند ہو رہا ہے تو پھر کسی انسان کا مقدور کہاں کہ آپ کا ذکر بلند کر سکے لیکن یہ ایمان کا تقاضا اور

محبت کا اصول ہے کہ جس نبیء محترم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہر حال میں ہمیں یاد رکھا ہے ہم بھی اُن کو یاد رکھیں۔ جس آقا نے ہمیں اتنی محبتیں دیں ہم بھی اُن سے محبت کریں۔ جس آقا نے ہمارے لئے دن اور رات کا چین وقرار قربان کیا اُن کی یادوں کو اپنے قلب وجان میں بسائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اُسوہ وسیرت کا مطالعہ کرکے دُنیوی واُخروی کامیابی حاصل کریں۔

میں خراجِ عقیدت پیش کرتا ہوں اُن عاشقانِ رسول علمائے حقہ کو جنہوں نے اپنے اپنے عہد میں سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں خراجِ عقیدت ومحبت پیش کرکے اہلِ اسلام پر احسانِ عظیم فرمایا، بالخصوص اُن سیرت نگار محدثین ومورخین کو سلامِ عقیدت پیش کرتا ہوں جنہوں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نورانی سراپا مبارک کے حوالہ سے تحقیقی کتب تحریر کرکے ہمارے لئے محبت وعشق کی راہ متعین فرمائی۔

میں اُن مبارک ہستیوں کو سلامِ عقیدت پیش کرتا ہوں جنہوں نے عشقِ رسول ومحبتِ اہلِ بیت کی وہ شمع جلائی ہے جس سے اہلِ محبت کے قلوب واذہان منور ہو رہے ہیں۔

میری مراد پیرِ طریقت رہبرِ شریعت ماہِ ولایت آفتابِ نقشبندیت محقق العصر، اولادِ رسول جگر گوشۂ بتول تاجدارِ چورہ شریف حضرت جناب پیر سیّد محمد منظور آصف طاہر بادشاہ مدظلہ العالی ہیں۔ میرے پیشوا سیدی ومرشدی مدظلہ العالی نے مجھے اپنے خصوصی فیوض وبرکات سے نوازا اور خصوصی کرم نوازی فرماکر خلافت واجازت سے نوازا، آپ کے حکم سے دُنیا کے مختلف ممالک میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ چوراہیہ کا پیغامِ طریقت پہنچانے کی سعادت حاصل کررہا ہوں۔

میں دُعاگو ہوں اپنے آقائے نعمت فنافی الرسول، نائبِ حسان حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے جنہوں نے میرے وجود کے ریشہ ریشہ میں جذبۂ عشق ومحبت کو راسخ فرمادیا، بفضلہ تعالیٰ میں اُن کے مشن کے حوالہ سے یہ تحقیقی اور تخلیقی کام سرانجام دے رہا ہوں۔ آج بھی آپ میری رہنمائی فرمارہے ہیں اور آج بھی آپ کے خوانِ کرم سے نعمتِ عشق عطا ہو رہی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے۔

ہزاروں رحمتیں ہوں میرے والدین کریمین رحمۃ اللہ علیہما پر جن کی دُعائیں اور عطائیں آج بھی میرا سرمایۂ حیات ہیں ان مبارک ہستیوں نے جس طرح مجھے اپنی محبتوں سے نوازا وہ کبھی میرے قلب وروح سے جدا نہیں ہوسکتیں۔ میں ہر لمحہ اُن کا ممنونِ احسان ہوں۔

میں مشکور ہوں اپنے اخی الکبیر، قاسمِ فیضانِ صائم، شبیہہِ صائم حضرت صاحبزادہ محمد لطیف ساجد چشتی مدظلہ العالی اور صاحبزادہ محمد شفیق مجاہد چشتی، صاحبزادہ محمد توصیف حیدر چشتی کا جو میری تخلیقات کو خوبصورت انداز میں آپ تک پہنچانے کے لئے دن رات کوشاں ہیں۔

میں دُعا گو ہوں اپنے اہلِ خانہ، اہلیہ اور بیٹے بیٹیوں، محبین، متوسلین، مریدین اور جملہ مدنی برادران کے لئے جو ہمیشہ میرے لئے دُعا گو رہتے ہیں اور میرے مشن میں میرا ساتھ دیتے ہیں۔

میں اللہ تبارک وتعالیٰ کا مشکور ہوں جس نے "اِدارہ نُورالاسلام" کو اپنی خصوصی رحمتوں سے سرچشمہءِ نور وہدایت بنادیا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ میری اِن کاوشوں کو اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر میرے لئے سرمایہءِ آخرت بنائے۔ آمین

اس کتاب میں میری کم علمی کی بناء پر کوئی غلطی رہ گئی ہو تو براہِ کرم مطلع فرمادیں تا کہ آئندہ ایڈیشن میں دُرستگی کرلی جائے۔

محمد مقصود مدنی

تقریظِ عالیہ

پیرِ طریقت رہبرِ شریعت ماہِ ولایت آفتابِ نقشبندیت محقق العصر

اولادِ رسول جگر گوشۂ بتول حضرت جناب پیر سیّد محمد منظور آصف طاہر بادشاہ مدظلہ العالی

درگاہِ عالیہ نوریہ چورہ شریف

محمد مقصود مدنی عنایاتِ الٰہیہ، احسانات نبویہ اور فیوضاتِ سلسلہ نوریہ چوراہیہ سے بہرہ مند ہو کر عشقِ الٰہی کی منزلوں کا راہی بن چکا ہے توحید کے نغمات اِس کے ہونٹوں پر ہیں اور نعت محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیوان اِس کے قلم سے انشاء ہو رہے ہیں۔

محمد مقصود مدنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور اولیائے کاملین کے مناقب لکھ کر روحوں کی تازگی کا سامان فراہم کر رہا ہے یہی نہیں اِس کے قلم کی جولانیاں نثر میں بھی جاری ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے محبت وعقیدت کا والہانہ اظہار اس کی تحریروں سے ہو رہا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُسوۂ حسنہ آپ کے اہلِ بیت کی مودّۃ، صحابہ کرام کی فضیلت اور اولیائے کاملین کی سیرت پر اِس نے ایسے پھولوں کی لڑیاں پروئی ہیں جن سے مسلمانوں کے قلوب واذہان معطر ہو رہے ہیں۔

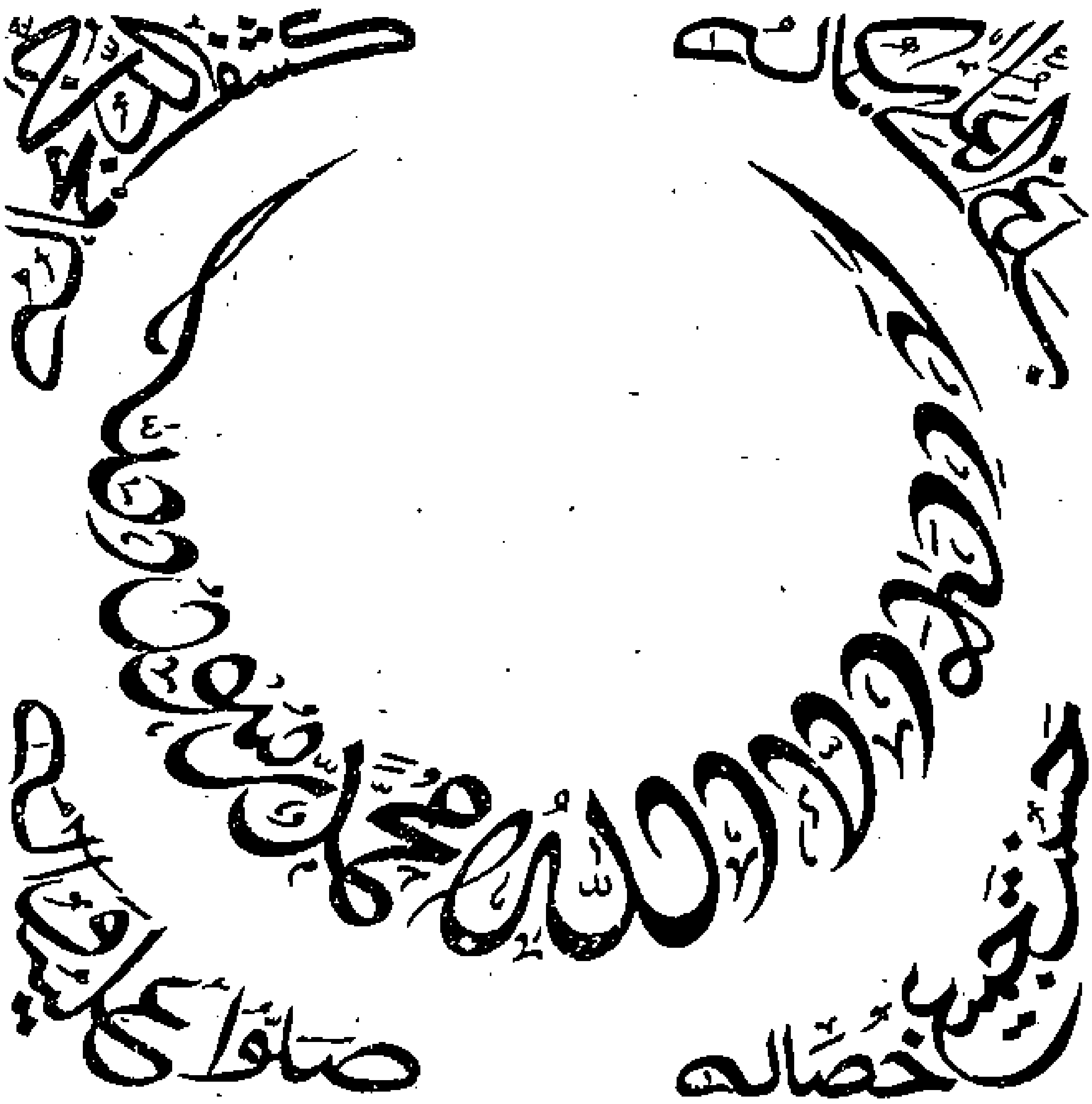
محمد مقصود مدنی اپنے استادِ گرامی علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کے مشن کی تکمیل کے لئے دن رات کوشاں ہے اس کی یہ کاوشیں لائقِ صد تحسین ہیں۔ دیارِ غیر میں رہتے ہوئے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات کی پاسداری کرنا اور اہلِ ایمان کو اِس کی دعوت دینا بہت بڑا کام ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت حاصل ہے۔

عصرِ حاضر میں اہلِ سُنّت کے عقائدِ صحیحہ سے عوامِ اہلِ سُنّت کو آگاہ کرنے کی جو کاوشیں محمد مقصود مدنی نے کی ہیں یہ اِس پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہِ التفات کا منہ بولتا ثبوت ہے اپنے مرشد خانہ سے اس کی سچی محبت اور عقیدت نے اِس کی روحانی منزلوں کو آسان تر کر دیا ہے اِسی لئے اہلِ محبت اسے آنکھوں پر بٹھاتے ہیں۔ میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے علم اور عمر میں برکت عطا فرمائے اور اِسے حاسدین کے حسد اور شریروں کے شر سے محفوظ فرما کر اپنے دین کی تبلیغ واشاعت کی مزید توفیق عطا فرمائے۔ آمین

فہرست مضامین

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۰۷﴾


بلغ العلیٰ بکمالہ
کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ
صلوا علیہ وآلہ

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عظمت

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اُن کی عظمت کی گواہی دے رہا قرآن ہے
صاحبِ قرآن کی مقصود اُونچی شان ہے

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُوحانی کمالات وخصائص اور باطنی فضائل و محامد پر قرونِ اُولیٰ سے مفسرین ومحدثین اپنے اپنے انداز میں کتب تحریر فرماتے رہے سیرت کی بیش بہا کتابیں اِس بات کی گواہ ہیں کہ جہاں محدثین ومورخین نے سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ظاہری حیاتِ مقدسہ کے حوالہ سے گراں قدر معلومات آنے والے مورخین کو مہیا کی ہیں وہیں اُنہوں نے سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اَوصاف وکمال اور حُسن وجمال کو بھی اِس انداز سے بیان کیا ہے کہ مسلمان کی روح کو بالیدگی اور عشق کو آسودگی حاصل ہوجاتی ہے۔

حضور سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صورت وسیرت، عظمت ورفعت، طہارت و نجابت، صداقت وشجاعت، فضل وکرامت، صباحت ووجاہت، شوکت وسطوت، جودت وسخاوت ہر لحاظ سے منفرد ہے اِسی لئے کسی بھی پہلو سے دیکھا جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہی ذات مُرقّعِ حُسن وخوبی نظر آتی ہے۔

قارئین! سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرتِ مقدسہ کا مطالعہ کرنے کے ساتھ ساتھ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اَوصاف وکمالات سے آگاہی بھی ضروری ہے۔ حضور سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وہ کامل واکمل ہستی ہیں کہ جن کی مثال نہ تاریخ عالم میں آئی اور نہ آسکے گی۔

سب سے اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

قارئین! سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے محبوب بھی ہیں مطلوب بھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو عظیم شان ورفعت عطا فرما رکھی ہے اسی لئے اَنبیائے سابقین کے جملہ شمائل وخصائل اور محامد ومحاسن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اَقدس میں جمع فرما دیئے گئے اور یوں سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء ورُسل پر اشرف واکمل قرار پائے۔ اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا فاضلِ بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

سب سے اَولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی

سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل ومحامد بیان کرنا ہر مسلمان کے ایمان کی نشانی ہے۔ اگر ہم عالمی شہرت یافتہ شخصیات کی زندگیوں کا مطالعہ کریں اور اُن کے حوالہ سے لکھی گئی کتب کو دیکھیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہوجاتی ہے کہ جتنی کتب تمام شخصیات کے حوالہ سے لکھی گئی ہوں گی اُس سے بھی بڑھ کر تعداد میں ہمارے آقا ومولیٰ سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کے حوالہ سے کتب تحریر وطبع ہوئی ہیں۔

سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ رب العزت کے محبوب ہیں اور اللہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو عظمت عطا فرمائی ہے وہ نہ کسی دوسرے پیغمبر کے حصہ میں آئی اور نہ ہی کسی رسول کے۔ اللہ رب العزت نے اپنے مقرّبین کو جو جو عظمت وشان عطا فرمائی وہ تمام عظمتیں اور شانیں اپنے محبوب کو عطا فرمادیں۔

تمام انبیاء کرام کے شرعی احکامات سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری کے ساتھ ہی منسوخ ہوگئے اِسی طرح آپ کے کمالات وخصوصیات، اَخلاقِ کریمانہ اور کمالاتِ پیغمبرانہ کا ظہورِ تام ہیں جس کی بدولت آپ کو تمام مخلوقات پر شرف وفضیلت حاصل ہے۔

علماء لکھتے ہیں! کمالات واِمتیازات جو دِیگر انبیاء علیہم السلام کی شخصیات میں الگ الگ موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں وہ سارے کے سارے جمع کردیئے گئے اور اِس طرح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جُملہ کمالاتِ نبوّت کے جامع قرار پاگئے۔

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محامد ومحاسن کے ضمن میں شیخ عبدالحق محدّث دِہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

> سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محاسن وفضائل اِس طرح جامعیت کے مظہر ہیں کہ کسی بھی تقابل کی صُورت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محاسن وفضائل کو ہی ترجیح حاصل ہوگی۔

(شرح سفرالسعادت ۴۴۲)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف مَرَجُ البَحرَینَ میں سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات وفضائل کا دوسرے انبیاء کے ساتھ موازنہ کرتے ہوئے یُوں رقمطراز ہیں!

تمام مخلوقات کمالاتِ انبیاء علیہم السلام میں اور تمام انبیاء ورُسل حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی ذاتِ اَقدس میں متحیر ہیں۔ دیگر انبیاء ورُسل کے کمالات محدُود اور متعیّن ہیں، جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے محاسن وفضائل کی کوئی حد ہی نہیں، بلکہ ان تک کسی کے خیال کی پرواز ہی ممکن نہیں۔

(مرج البحرین، شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

تذکرۂ محبوب جاری رہے گا

قارئین! سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضائل وکمالات لامحدود اور لامتناہی ہیں آپ کی شان وعظمت کا احاطہ ناممکن ہی نہیں محال تر ہے اسی لئے تمام عُشاقانِ مصطفےٰ اپنے اپنے عہد میں حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان وعظمت بیان کرتے رہے ہیں اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اَوصاف حمیدہ آپ کے خصائص وکمالات آپ کے اَخلاقِ حسنہ اور آپ کی صفاتِ کاملہ کا بیان اہلِ ایمان کا جُزوِ ایمان ہے اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء ورُسل سے اَفضل واَعلیٰ ہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو اَوصاف اور فضیلتیں دیگر انبیاء کو عطا فرمائی ہیں وہ مجموعی طور پر آپ کو عطا فرمادی ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت وشان کے پیشِ نظر کوئی بھی یہ نہیں کہہ سکتا کہ جو فضائل وکمالات دیگر انبیاء کو حاصل تھے وہ آپ کو عطا نہیں کئے گئے بلکہ حقیقت یہی ہے کہ جو بھی عظمت وشان کا حوالہ ہے اُس میں سب سے اعلیٰ اَرفع ذات حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِجتماعی اِعتبار سے افضل ہیں

تفسیر روح المعانی میں ہے!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ خصائص اور کمالات جو دیگر انبیاء ورُسل میں جُدا جُدا تھے اُن سب کو اپنی سیرت وکردار کا حصہ بنالیا، اِس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس طرح ہر نبی سے اُس کے اِنفرادی کمالات کے اعتبار سے اَفضل ہوئے اُسی طرح تمام اَنبیاء ورُسل سے اُن کے اِجتماعی

کمالات کے اعتبار سے بھی افضل قرار پائے۔

(تفسیر روح المعانی جلد ۷ ص ۲۱۷)(تفسیر الکبیر جلد ۱۳ ص ۷۰)

تمام اَنبیاء سے افضل ماننا لازمی ہے

اِمام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء ورُسل سے افضل ماننے کو لازم قرار دیا ہے وہ اپنی مشہورِ زمانہ تفسیر الکبیر میں رقمطراز ہیں!

"گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے نبی مکرم! ہم نے آپ کو انبیاء ورُسل کے اَحوال اور سیرت وکردار سے آگاہ کر دیا۔ اَب آپ ان تمام (انبیاء ورُسل) کی سیرت وکردار کو اپنی ذات میں جمع فرما لیں۔ اِسی آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ تمام اَخلاقِ حسنہ اور اَوصاف حمیدہ جو مُتفرّق طور پر انبیاء ورُسل میں موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرتِ مطہّرہ میں اپنے شباب وکمال کے ساتھ جمع ہیں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام انبیاء ورُسل سے اَفضل ماننا لازمی ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۱۹۶)

شان وعظمت میں ورئی ہیں انبیاء سے مصطفےٰ
آپ ہیں مقصودِ عالم آپ محبوبِ خُدا

(محمد مقصود مدنی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان محبوبیت

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے بہت سے مقامات پر اپنے حبیبِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر ومنزلت اور آپ کی شانِ محبوبیت کو انتہائی خوبصورت انداز میں بیان فرمایا ہے۔

کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخِ والضّحیٰ کا ذکر ہے۔
کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وَالشّمس پیشانی کا ذکر ہے۔
کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یَدُاللہ ہاتھوں کا ذکر ہے۔
کہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَلَم نَشرَح سینے کا ذکر ہے۔

غرضیکہ آیاتِ قُرآنیہ کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہر آیت سے ہمارے آقا نبی مکرم صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ورفعت اور بارگاہِ الٰہیہ میں آپ کی کمال شانِ محبوبیت آشکارہوتی ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت کو اپنی محبت کے ساتھ مشروط فرمایا ہے بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی محبت کے حصول کا ذریعہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کو قرار دیا ہے گویا حضور کا تعلق اللہ تعالیٰ سے تعلق کے خلاف یا جدا چیز نہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات بابرکات اللہ کا غیر نہیں جیسا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا! میرے محبوب کی شانِ محبوبیت یہ ہے کہ اے لوگو! جو معاملہ تم میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کرتے ہو۔ میں اسے اپنے ساتھ معاملہ قرار دیتا ہوں۔ اے میرے محبوب نبی کے صحابہ! تم نے بیعت میرے نبی سے کی۔ لیکن میرے پیارے حبیب سے بیعت کرنا دراصل خود اللہ سے بیعت کرنا ہے۔ میرے پیارے حبیب سے عہد و پیمان کرنا خود اللہ رب العزت سے عہد و پیمان کرنا ہوا۔

محبوب مشقّت میں نہ پڑو

قارئین! محبوبِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ رب العزت کی عبادت و بندگی میں اِس قدر شدت فرماتے اور ساری ساری رات اللہ کی عبادت کرتے رہتے قرآن پاک میں اللہ نے اپنے محبوب کا اِس مشقت میں پڑنے کا ذکر فرمایا اور اپنی محبت اور کرم نوازی کا اعلان بھی فرمایا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کو آپ کا یہ مشقّت میں پڑنا گوارا نہ ہوا تو جبریل کو فرمایا کہ میرے محبوب کے پاس جاؤ اور میرا پیغام دے جبریل پیغام لے کر آتے ہیں قرآن پاک میں ارشاد ہے!

مَآ اَنزَلنَا عَلَيكَ القُراٰنَ لِتَشقٰى

اے محبوب ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو۔

(سورۃ طٰہٰ آیت ۲)

حضرت مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ زیرِ آیت لکھتے ہیں! سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت میں بہت جہد فرماتے تھے اور تمام شب قیام میں گزارتے یہاں تک کہ قدم مبارک ورم کر آتے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازِل ہوئی اور جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر بحکمِ الٰہی عرض کیا کہ اپنے نفسِ پاک کو کچھ راحت دیجئے اس کا بھی حق ہے۔ ایک قول یہ بھی ہے کہ سیدِ عالم

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لوگوں کے کُفر اور ان کے ایمان سے محروم رہنے پر بہت زیادہ متأسف و متحیّر رہتے تھے اور خاطرِ مبارک پر اس سبب سے رنج و ملال رہا کرتا تھا اس آیت میں فرمایا گیا کہ آپ رنج و ملال کی کوفت نہ اٹھائیں قرآنِ پاک آپ کی مشقت کے لئے نازل نہیں کیا گیا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو محبوب خُدا سمجھو

قارئین! اس بات سے واضح ہوا کہ جو قرب و عظمت حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حاصل ہے وہ کسی اور کو حاصل نہیں۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معرفت حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو محبوب خُدا سمجھو اگر آپ کو اس نظر سے دیکھو گے جس سے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہمیں دکھانا چاہتا ہے تو پھر تمہیں حقیقی ایمان کی لذت حاصل ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ کو محبوب کا ہاتھ ارشاد فرمایا جیسا کہ فرمان ہے۔

یَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ (سورۃ فتح آیت ۱۰)

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وہ قرب عطا فرمایا کہ تمہارے ہاتھوں کے اوپر جو ہاتھ بظاہر تم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دیکھ رہے در حقیقت وہ اللہ کا ہاتھ ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جامع کمالاتِ نبوّت ہیں

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے جن کمالات و اوصاف سے نوازا اُن کا اثر و احاطہ کرنا ممکن نہیں اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پُوری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا آپ انسانوں کے لئے ہی رحمت نہیں آپ کی رحمت عالمین کی ہر چیز کو محیط ہے

اللہ تبارک و تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام کو بڑی خوبیوں اور کمالات سے نوازا لیکن سب سے زیادہ کمالات محبوب کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرمائے۔

مرے محبوب کو اللہ نے دیں خُوبیاں ایسی
کسی بھی اور کے حصّے میں وہ خُوبی نہیں آئی
نبی کو عظمتیں مقصود وہ اللہ نے بخشی ہیں
زمانے میں مُسلّم ہوگئی ہے اُن کی یکتائی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوتمام انبیاء سے پہلے پیدا فرمایا اور سب سے آخر میں مبعوث فرمایا۔

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عالمِ اَرواح میں نبوّت ورسالت سے سرفراز فرمادیا گیا تھا اسی لئے اَنبیائے کرام کی اَرواح نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوحِ مقدسہ سے فیوض و برکات حاصل کیئے اور آپ کی رُوح مبارک نے انبیاء کی اَرواح کی تربیت فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک ''محمد'' عرش عظیم کے پایہ پر تحریر فرمایا اور آپ کے اسمِ مبارک سے آسمانوں کی اور جنت کے محلات کی تزئین فرمائی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انبیاء کو اُن کے ناموں سے مخاطب فرمایا لیکن اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نام لے کر خطاب نہیں فرمایا بلکہ اَلقابات سے پکارا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام کتابوں میں اور تمام صحائف میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر فرمایا! توریت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر۔

زبور میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر۔

انجیل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر۔

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبیلہ وخاندان اور ذات گرامی سب مخلوق سے افضل اعلیٰ ہے۔ سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب کلام فرمایا تو سب سے پہلے اللہ اکبر فرمایا۔

سب صحیفے سب کتابیں آپ کی ہیں شان میں
آپ کی مقصود عظمت کا بیاں قرآن میں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی افضیلت

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب اَنبیاء پر فضیلت رکھتے ہیں اسی لئے اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کے شمائل وخصائص آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اَقدس میں جمع فرما دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو افضلیت واکملیت کا وہ درجہ عطا فرمایا جو کسی دوسرے کے حصے میں نہ آسکا محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو حسن وجمال عطا فرمایا

گیا وہ بھی بے مثال ہے۔

افضل الرُسل حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان وعظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا !

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ

یہ ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی تو تم انہیں کی راہ چلو

(سورۃ الانعام آیت ۹۰)

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ آیت کے تحت امام قطب الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے رقمطراز ہیں! یہ اَمر طے شدہ ہے کہ اِس آیت میں شریعت کے اَحکام کی اِقتداء کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ اَخلاقِ حسنہ اور صفاتِ کاملہ مثلاً حِلم، صَبر، زُہد، کثرتِ شکر، عجز و اِنکساری وغیرہ کے حاصل کرنے کا حکم ہے۔

یہ آیتِ مقدسہ اِس اَمر پر قطعی دلیل کا درجہ رکھتی ہے کہ اِس اِعتبار سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء و رُسل سے اَفضل و اَعلیٰ ہیں کیونکہ ربِ کائنات نے جو اَوصاف اور فضیلتیں اُن نبیوں اور رسولوں کو عطا کی ہیں اُن کے حصول کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حکم فرمایا گیا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عصمت کے پیشِ نظر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن (فضیلتوں) کو حاصل نہیں کیا بلکہ یہ تسلیم کرنا ضروری ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وہ خصائص اور کمالات جو دِیگر انبیاء و رُسل میں جدا جدا تھے اُن سب کو اپنی سیرت و کردار کا حصہ بنا لیا۔ اِس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس طرح ہر نبی سے اُس کے اِنفرادی کمالات کے اعتبار سے اَفضل ہوئے اُسی طرح تمام انبیاء و رُسل سے اُن کے اِجتماعی کمالات کے اعتبار سے بھی افضل قرار پائے۔

(روح المعانی ج ۷ ص ۲۱۷)

محمد مُصطفےٰ کی شان سب نبیوں سے اعلیٰ ہے
زبور انجیل اور قُرآن میں اِس کا حوالہ ہے
کمالاتِ نبوّت مِل گئے مقصود سب اِن کو
مِرا محبوب ہر اِک شان میں سب سے نرالا ہے

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

اِمام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں !

إحتج العلماء بهذه الآية على أن رسولنا صلى الله عليه وآله وسلم أفضل من جميع الأنبياء عليهم السلام

اہلِ علم نے اِس آیتِ مقدسہ سے اِستدلال کیا ہے کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام انبیاء علیہم السلام سے اَفضل ہیں۔

(تفسیر کبیر ج ۱۳ ص ۷۰)

اِمام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں!

اللہ رب العزت نے دیگر جلیل القدر انبیاء و رسل کا اوصافِ حمیدہ کے ساتھ ذِکر فرمایا اور آخر میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہ حکم دیا کہ محبوب! اُن یعنی انبیاء کی ذواتِ مطہرہ میں جو بھی فرداً فرداً اَوصافِ حمیدہ ہیں اُن اَوصافِ حمیدہ کو اپنی ذات کے اندر جمع فرما لیجئے۔

گویا اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نبی مکرم! ہم نے آپ کو انبیاء و رُسل کے اَحوال اور سیرت و کردار سے آگاہ کر دیا۔ اَب آپ ان انبیاء و رُسل کی سیرت و کردار کو اپنی ذات میں جمع فرما لیں۔

اِس آیت سے یہ بھی واضح ہو رہا ہے کہ تمام اَخلاقِ حسنہ اور اَوصافِ حمیدہ جو متفرق طور پر انبیاء و رُسل میں موجود تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرتِ طیبہ میں کامل طور پر جمع ہیں، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمام انبیاء و رُسل سے اَفضل ماننا لازمی ہے۔

(تفسیر کبیر ج ۱۳ ص ۷۱)(تفسیر کبیر ج ۶ ص ۱۹۶)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اَنبیائے کرام کو جو اوصاف و کمالات عطا فرمائے وہ سب کے سب اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں جمع فرما دیئے اسی لئے مفسرِ شہیر نے لکھا ہے کہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چونکہ جامع کمالاتِ انبیاء ہیں اِس لئے آپ کو سب سے افضل ماننا لازم

ہے، سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو افضل الانبیاء ماننے سے کسی بھی نبی کی تنقیص نہیں ہوتی اِس لئے کہ شبِ معراج سب انبیاء کرام علیہم السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت ورفعت کو تسلیم کیا اور آپ کی اقتداء کو قبول کیا ہے۔

قارئین! آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے جملہ محامد ومحاسن اور فضائل وخصائل جس شان اور اعزاز کے ساتھ آپ کو عطا فرمائے وہ کسی اور کے حصّہ میں نہیں آتے یہ اللہ تعالیٰ کی خاص محبت کا اظہار ہے جو اُسے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہے۔

کسی کو بھی وہ شانِ خاص حاصل ہو نہیں سکتی
جو رب کے لاڈلے محبوب نے مقصودؔ پائی ہے

(محمد مقصود مدنی)

آپ کا محافظ اللہ ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِيْنَ

اور اللہ تمہاری نگہبانی کرے گا لوگوں سے بے شک اللہ کافروں کو راہ نہیں دیتا

(سورۃ المائدہ آیت ٦٧)

جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید کو اپنی حفاظت میں لیا ہے ایسے ہی صاحبِ قرآن حضور سرورِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت نگرانی بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے۔

قرآن جو اللہ کا کلام ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی حفاظت کا ذمہ لیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ اور اسی طرح اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے ارشاد فرمایا۔ وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ؕ

معلوم ہوا قرآنِ صامت کا محافظ بھی اللہ ہے اور قرآنِ ناطق کا محافظ بھی اللہ ہے جو لوگ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کے مقام ومرتبہ پر حملہ کرتے ہیں وہ فی الحقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ سے جنگ کرتے ہیں اس لئے کہ ربِ عالم اپنے محبوب کی حفاظت فرما رہا ہے۔

جب قرآن حفاظتِ خداوندی میں آنے کی وجہ سے تحریف وتبدل، کمی وزیادتی اور باطل

کی آمیزش سے محفوظ، بے مثل و بے مثال ہو گیا، تو ایسے ہی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی نگہبانی کا اعزاز پا کر ہر عیب و نقص سے پاک و منزہ اور بے مثل و بے مثال ہو گئے۔

قرآن ایک محفوظ کتاب ہے ایسے ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ مبارکہ کی بھی حفاظت اللہ کر رہا ہے اسی لئے جہاں قرآنِ پاک کی آیاتِ مقدسہ محفوظ ہیں وہاں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی احادیث واقوال اور آپ کا اُسوہ وسیرت قیامت تک کے لئے محفوظ ہے۔

قرآن اللہ کی محافظت میں ہے۔

صاحب قرآن بھی اللہ کی محافظت میں ہے۔

اللہ قرآن کو بھی محفوظ رکھے گا اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی محفوظ رکھے گا۔ نہ قُرآن کی آیات میں تحریف ہو سکتی ہے نہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کمالات میں ترمیم ہو سکتی ہے قُرآن بھی نُور اور ہدایت ہے اور ہمارے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی نُور ہیں۔ جس طرح قُرآن کی سُورتیں اور پارے بھی محفوظ ہیں اِسی طرح آقا ہمارے بھی محفوظ ہیں۔

اُن کی عظمت کی گواہی دے رہا قرآن ہے
صاحبِ قرآن کی مقصود اُونچی شان ہے

* * *

فِدَاكَ كُلُّ شَيْءٍ یَا رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رفعتِ ذکرِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُن کے ذکرِ پاک میں مصروف ہیں شمس و قمر
اُن کا ذکرِ دلنشیں قرآن کی آیات میں

ذکرِ محبوب قرآن میں

جس نے بھی کی ہے بیاں عظمت رسول اللہ کی
مل گئی اُس شخص کو رحمت رسول اللہ کی
دو جہاں میں سُرخرو مقصودؔ وہ ہوجائے گا
جس کے ہو پیشِ نظر عزّت رسول اللہ کی

اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا ہے اس کا اظہار قرآن پاک کی ان آیات سے ظاہر ہو رہا ہے اگر کوئی شخص عشقِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دل میں بسا کر قرآن کی آیاتِ مقدسہ کی تلاوت کرے گا تو وہ حلاوتِ ایمان اور فیضانِ قرآن سے مستفیض ہو سکے گا اور اگر کوئی شخص عقل کے گھوڑے دوڑائے گا تو وہ اپنے ایمان سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے گا اور یضل به کثیرا کا مصداق بن جائے گا۔

اب ہم یہاں قرآنی آیات سے حضور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان و عظمت بیان کرنے کا شرف حاصل کریں گے۔

اللہ نے جب اپنے محبوب کی عظمت یوں بیان فرمائی !

لَعَمْرُكَ (سورۃ الحجر آیت ۷۲)

اللہ نے جب اپنے محبوب کی ولادت گاہ کا ذکر فرمایا تو یُوں فرمایا!

لَآ اُقْسِمُ بِهٰذَا الْبَلَدِ (سورۃ البلد آیت ۱)

اللہ نے اپنی قسم خود کو اپنے محبوب کا رب قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمائی۔

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ (سورۃ النساء آیت ۶۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو قربِ خاص میں بُلایا تو ارشاد فرمایا !

ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۝۸ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى (سورۃ النجم آیت ۸،۹)

اللہ تعالیٰ نے جب اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان و عظمت کو بیان کیا اور آپ

کے ذکر کی بلندی کو لوگوں پر واضح کیا تو فرمایا !

وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ (سورۃ الم نشرح آیت ۴)

اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دشمن جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ابتر کہا تھا کو خود جواب اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیر کثیر عطا کرنے کا اعلان فرمایا !

اِنَّآ اَعۡطَيۡنٰكَ الۡكَوۡثَرَ (سورۃ الکوثر آیت ۱)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سکھاتے ہوئے آپ کے احکامات سے آگے بڑھنے سے یُوں روکا ہے۔

لَا تُقَدِّمُوۡا بَيۡنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ (سورۃ الحجرات آیت ۱)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیتے ہوئے فرمایا !

مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ (سورۃ النساء آیت ۸۰)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رضا کو اپنی رضا قرار دیا ہے اور یوں فرمایا !

وَاللّٰهُ وَرَسُوۡلُهٗۤ اَحَقُّ اَنۡ يُّرۡضُوۡهُ (سورۃ توبہ آیت ۶۲)

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو علوم عطا فرمائے اُن کا ذکر یُوں فرمایا!

سَنُقۡرِئُكَ فَلَا تَنۡسٰٓى (سورۃ الاعلیٰ آیت ۶)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب عطا فرمایا اور اُس کا اعلان فرماتے ہوئے یہ کہا کہ میرا محبوب غیب کی باتوں سے آگاہ فرمانے والا ہے۔

وَمَا هُوَ عَلَى الۡغَيۡبِ بِضَنِيۡنٍ (سورۃ تکویر آیت ۲۴)

اللہ تعالیٰ کبھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روزِ قیامت، بعد از خُدا سب سے اعلیٰ مقام منصب مقامِ محمود کا وعدہ دینا۔

عَسٰٓى اَنۡ يَّبۡعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۷۹)

بلکہ اللہ رب العزت تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہر وقت نگاہِ الٰہی میں رکھنے کی بات بھی قرآن میں فرماتا ہے۔

وَاصۡبِرۡ لِحُكۡمِ رَبِّكَ فَاِنَّكَ بِاَعۡيُنِنَا (سورۃ طور آیت ۴۸)

اور اے محبوب تم اپنے رب کے حکم پر ٹھہرے رہو کہ بیشک تم ہماری نگہداشت میں ہو اور اپنے رب کی تعریف کرتے ہوئے اس کی پاکی بولو جب تم کھڑے ہو۔

اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے خطاب فرماتے ہوئے وعدہ فرمایا !

وَلَسَوۡفَ يُعۡطِيۡكَ رَبُّكَ فَتَرۡضٰى (سورۃ ضحیٰ آیت ۵)

اے محبوب! عنقریب یقیناً آپکا رب آپکو اتنا عطا کرے گا حتیٰ کہ آپ راضی ہو جائیں گے

قرآن کی ہر ہر آیت میں محبوب کی شان و عظمت ہے
مقصود نبی کی عظمت کی رب آپ گواہی دیتا ہے

(محمد مقصود مدنی)

رفعتِ ذکرِ محبوب کی نسبت رب کی طرف

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و رفعت اللہ تعالیٰ قرآن میں یوں بیان فرماتا ہے۔ وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ۔

اور (محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر مقدس اِس قدر بلند فرمایا ہے کہ جہاں اللہ کا ذکر ہے وہاں مُصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر ہے۔

مُفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ زیر آیت وَرَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ رقمطراز ہیں!

اِس آیت کریمہ میں صراحتاً نعتِ مُصطفےٰ اور رفعتِ شانِ مُصطفےٰ علیہ السلام مذکور ہے یہاں چند امور قابلِ غور ہیں رفعت کے کیا معنیٰ ہیں؟

رفعت کو اپنی طرف کیوں نسبت کیا؟

لَكَ کیوں فرمایا؟

صرف رَفَعۡنَا ذِكۡرَكَ کیوں نہ فرمایا؟

آپ کے ذکر سے کیا مراد ہے؟

رفعت میں بہت وسعت ہے یہاں بڑوں کا ذکر تو زمین پر ہے مگر اِس رفعت والے محبوب

کا نام زمین پر بھی ہے اور عرش پر بھی، جنّت میں بھی ہے اور رب تعالیٰ کے یہاں بھی۔

فرش والے تیری شوکت کا علو کیا جانیں
خسروا عرش پہ اُڑتا ہے پھریرا تیرا

(اعلیٰ حضرت)

حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

لٰکِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
لٰکِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

اگر آپ غور فرمائیں تو یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے جہاں خدا کا نام وہاں مصطفےٰ کا نام۔
کلمہ میں خُدا کا نام تو ساتھ مُصطفےٰ کا نام۔
نماز میں خُدا کا نام تو ساتھ مُصطفےٰ کا نام۔
اذان میں خُدا کا نام تو ساتھ مُصطفےٰ کا نام۔
خُطبہ میں خُدا کا نام تو ساتھ مُصطفےٰ کا نام۔

نماز میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جو خاص رب کی عبادت ہے اُس میں بھی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی ذات پر سلام کہنا واجب ہے یہ اس لئے کہ ذکرِ خُدا سے ذکرِ مُصطفےٰ کو الگ نہ سمجھا جائے۔ مُفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

رفعت کو اپنی طرف نسبت فرمایا تا کہ معلوم ہو کہ ان کو رفعت کسی نے نہیں ہم نے عطا فرمائی۔ سب کو رفعت ملتی ہے ان کی بدولت۔

لَکَ اس لئے فرمایا کہ لام ملکیت کے لئے آتا ہے جیسا کہ المال لزیدٍ اور رفعت کے آپ مالک کر دیئے گئے کہ جس کو عزت ملی ان کی نسبت سے ملی۔ اولیاء مشائخ، علماء جو کچھ ان کی عزت ہوتی ہے انہی کے نعت گو اور خدام ہونے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ والدین کریمین، اہلِ قرابت، اہلِ ملک، زمین حجاز سب کو انہی سے عزت ملی۔

رفعنا ماضی مطلق سے معلوم ہوا اِس سے پہلے ہی رفعت دے چکے ہیں جب زمانہ نہ تھا نہ زمین، نہ مکان، نہ نہ مکین، نہ ماضی، نہ مستقبل۔ خلاصہ کلام یہ ہوا کہ رب تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہر وقت، ہر جگہ، حیثیت سے رفعت و بلندی بخشی ان کا غلام اوّل درجہ کا بلند ہے ان کا دشمن اعلیٰ درجے کا پست ہے۔ (مواعظ نعیمیہ ص ۹۳)

جہاں اللہ کا ذکر وہاں مُصطفٰے کا ذکر

قارئین! ضیاء الامت حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ تفسیر ضیاء القرآن میں زیر آیت وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ لکھتے ہیں!

حدیث مُبارکہ میں ہے حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اتانی جبریل علیہ السلام وقال ان ربك یقول اتدری کیف رفعت ذکرك قلت اللہ تعالیٰ اعلم قال اذا ذکرت معی

یعنی حضرت جبریل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا آپ کا رب کریم پوچھتا ہے کہ آپ جانتے ہیں میں نے آپ کے ذکر کو کس طرح بلند کیا؟

میں نے جواب دیا! اس حقیقت کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! کہ آپ کے ذکر کی کیفیت یہ ہے کہ جہاں میرا ذکر کیا جائے گا وہاں آپ کا ذکر بھی میرے ساتھ کیا جائے گا۔

ہر جگہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں! اور اس سے بڑھ کر رفع ذکر کیا ہوسکتا ہے کہ کلمہء شہادت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نام کے ساتھ اپنے محبوب کا نام ملا دیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا، ملائکہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا اور مومنوں کو درود پاک پڑھنے کا حکم دیا اور جب بھی خطاب کیا معزز القاب سے مخاطب فرمایا جیسے یا ایھا المدثر یا ایھا المزمل۔ پہلے آسمانی صحیفوں میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر خیر فرمایا تمام انبیاء اور اُن کی اُمتوں سے وعدہ لیا کہ وہ آپ پر ایمان لے آئیں۔

آج دُنیا کا کوئی آباد ملک ایسا نہیں جہاں روز و شب میں پانچ بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اعلان نہ ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوانح پر اپنوں اور بیگانوں نے جتنی کتابیں لکھی ہیں دُنیا

کسی نبی، مُصلح، فاتح اور سلطان کے بارے میں نہیں لکھی گئیں، بے شمار اعلیٰ پایہ کے لوگوں نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکرِ پاک کو بلند کرنے کے لئے جس طرح اپنی زندگیاں، اپنی علمی قوتیں، روحانی لطافتیں، اپنا مال اور اپنے وسائل وقف کئے ہیں، کسی دوسرے کے بارے میں اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

آپ کے عشاق نے نظم ونثر میں اِنسانیت کو جو پاکیزہ ادب عطا فرمایا ہے اس کی نظیر بھی نہیں ملتی لادینیت کے اس دَور میں بھی آپ کے دین کی تبلیغ اور آپ کی سُنّت کے احیاء کی کوششیں پورے خلوص سے کی جارہی ہیں،

آپ کا نامِ پاک لے کر آپ کا ذکرِ خیر کر کے اور آپ کے محاسن سُن کر کروڑوں دلوں کو جو سرور وفرحت نصیب ہوتی ہے اس کا جواب نہیں اپنے تو رہے بیگانوں اور متعصّب مخالفوں کو بھی بارگاہِ رسالت میں خراجِ عقیدت پیش کرنے کے بغیر چارہ نہ رہا۔

اگر آپ اُن حالات کو پیشِ نظر رکھیں جن حالات میں یہ آیت نازل ہوئی اور پھر اس آیت کو پڑھیں تو اس کے پڑھنے کا لُطف وہ چند ہوجائے گا ساری دُنیا مخالف ہے، مکہ کے نامور سردار اور عوام چراغِ مصطفوی کو بجھانے کے دَرپے ہیں جس گلی سے گزرتے ہیں وہاں غلاظت کے ڈھیر لگا دیئے جاتے ہیں اور کانٹے بچھادیئے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے حضور میں سجدہ ریز ہوتے ہیں تو مرے ہوئے اونٹ کا اوجھ اٹھا کر گردن مبارک پر لاد دیا جاتا ہے ان حالات میں جب یہ آیت نازل ہوئی۔ کون یہ تصور کرسکتا تھا کہ ان کا ذکرِ پاک دُنیا کے گوشہ گوشہ میں بلند ہوگا ان کے دین کی روشنی سے مہذّب دُنیا کا بہت بڑا علاقہ منور ہوگا اور کروڑوں انسان ان کے نام پر جان دینے کو اپنے لئے باعثِ سعادت تصور کریں گے لیکن جو وعدہ مولا کریم نے اپنے برگزیدہ بندے اور محبوب رسول کے ساتھ کیا وہ پُورا ہو کر رہا اور قیامت تک ذکرِ محمدی کا آفتاب ضوفشانیاں کرتا رہے گا۔

(تفسیر ضیاء القرآن جلد ۵ ص ۶۰۰)

تمام انبیاء نے ذکرِ محبوب کیا

قارئین! تمام اَنبیاء ورُسل بھی اس رفعت وعظمت والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر و چرچا کرتے رہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں فرماتا ہے!

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ

یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

(سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳)

حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام ہیں جو اللہ سے ہم کلام ہوتے تھے اور جن کو درجے بلند کر دیا وہ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ آپ کائنات کی ایسی عظیم و بلند پایہ ہستی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے درجوں بلند فرما دیا۔ اسی لئے اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

سب سے اَولیٰ و اعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و اعلیٰ ہمارا نبی
خلق سے اَولیاء اَولیاء سے رُسل
سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

اللہ تعالیٰ ایک مقام پر محبوب کے ذکر کی بلندی کے بارے میں ارشاد فرماتا ہے!

وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ

پھر فرمایا! وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى

یعنی اے محبوب آپ کی آنے والی ہر گھڑی پہلے سے زیادہ آپ کی عظمت کا چرچا کرتی ہوئی آئے گی۔

ہر آنے والا دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت و رفعت کا نیا سورج لے کر طلوع ہوگا،
ہر آنے والی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر کے ستاروں سے مزّین ہوگی۔
ہر آنے والا لمحہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر کی رفعت سے عروج پائے گا۔
ہر آنے والی ساعت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فیض و کمال کی ترجمان ہوگی، گویا کہ ہر گھڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر کی بلندی کی گواہ اور امین ہے۔

گھڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ذکر کی بلندی کی گواہ اور امین ہے۔

آپ کا ذکر ذکرِ خدا ہے

حدیث قدسی ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ میں نے ایمان کا مکمل ہونا اس بات پر موقوف کر دیا ہے کہ اے محبوب میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہو اور میں نے تمہارے ذکر کو اپنا ذکر ٹھہرا دیا ہے، پس جس نے تمہارا ذکر کیا اُس نے میرا ذکر کیا۔

(شفا شریف)

ذکر محبوب خُدا ہے ذکر رب العالمیں
دونوں کے اذکار میں کوئی تفاوت ہی نہیں
جو ہے کرتا ذکر احمد وہ کرے ذکرِ خدا
ذکر ہے مقصودؔ دونوں کا ہی پیارا دلنشیں

(محمد مقصود مدنی)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میرے پاس جبریل آئے اور کہا بے شک آپکا رب فرماتا ہے کہ اے حبیب تمہیں معلوم ہے کہ مین نے تمہارا ذکر کیسا بلند کیا ہے میں نے کہا اللہ خُوب جانتا ہے فرمایا کہ جب میرا ذکر ہوگا تو میرے ذکر کے ساتھ تمہارا ذکر بھی ہوگا۔

(تفسیر در منشور)

جنت کی ہر شے پر اسم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ !

آدم علیہ السلام آپنے بیٹے شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوے اور فرمایا اے میرے بیٹے تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو پس خلافت کو تقویٰ کے تاج اور محکم یقین کے ساتھ پکڑے رہو اور جب تم اللہ کا ذکر کرو تو اس کے متصل نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر کرو کیونکہ میں نے ان کا نام عرش کے

پھر میں نے تمام آسمانوں پر نظر کی تو مجھے کوئی جگہ ایسی نظر نہیں آئی جہاں نام محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لکھا ہوا نہ ہو اور میرے رب نے مجھے جنّت میں رکھا تو میں نے جنّت کے ہر محل اور ہر بالا خانے اور برآمدے پر اور تمام حوروں کے سینوں پر اور جنّت کے تمام درختوں کے پتوں پر اور شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہیٰ کے پتوں پر اور پردوں کے کناروں پر اور فرشتوں کی آنکھوں کے درمیان نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا دیکھا ہے لہٰذا تو کثرت سے ان کا ذکر کیا کر، کیونکہ فرشتے ہر وقت اس کے ذکر میں مشغول رہتے ہیں۔

(زرقانی علی المواہب)

فرشتے مصطفیٰ کے ذکر میں مقصود رہتے ہیں
یہی ذکرِ مقدس رَبِ عالم کو پیارا ہے

تمام انبیاء نے نبوّتِ مُصطفیٰ کی تصدیق فرمائی

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ

ترجمہ! اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

(سورۃ آلِ عمران آیت ۸۱)

شرح اَسماءِ النبی الکریم میں اِس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے جتنے بھی انبیاء علیہم السلام رُشد و ہدایت کے لئے تشریف لائے سب کے سب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آمد کی خوشخبریاں دیتے رہے بالآخر سلسلہءِ نبوت کی آخری کڑی جس کے لئے بزمِ کائنات کو سجایا گیا تشریف لائی تو جو دروازہ حضرت آدم علیہ السلام سے کھلا تھا بالآخر بند کر دیا گیا۔

یَومِ میثاق کو جو عہد لیا گیا اُس کا مقصد ہی ختمِ نبوّتِ محمدی پر ایمان اور نُصرت ہے اللہ تعالیٰ نے روزِ اول سے اِس بات کو سَربمہر کر دیا کیونکہ یہ بات علمِ الٰہی میں تھی اُس ہستی کو بے مثل و بے مثال بنا کر تاجِ ختمِ نبوت پہنا کر بھیجا جا رہا ہے تو اِس امکان کو وضاحت کے ساتھ مُسترد کر دیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا پہلے آنے والے انبیاء کرام مبشر تھے جب ان سب انبیاء نے نبوتِ محمدی پر ایمان لانے کا اقرار کر لیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے زبانِ نبوتِ محمدی سے اُن کی نبوّتوں کی تصدیق کروادی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب انبیاء کے مصدق ٹھہرے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تصدیق کرنے والے بھی ہیں اور تصدیق کئے گئے بھی آپ خبر دینے والے بھی ہیں اور خبر دیئے گئے بھی آپ کے بعد نہ کوئی مُخبِر آ سکتا ہے اور نہ کوئی مُخبَر آقائے دوجہان صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خدا کی خبر دے رہے ہیں اور رب تعالیٰ آپ کی خبر دے رہا ہے۔

چراغِ نبوّت فروزاں ہی رہا

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

هُوَالَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ؕ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا

وہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ اسے سب دینوں پر غالب کرے اور اللہ کافی ہے گواہ۔

(سورۃ الفتح آیت ۲۸)

اِس آیتِ مقدسہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بعثت مبارکہ کا مقصد بیان فرمایا جارہا ہے اور ساتھ ہی فرمایا تمام اَدیانِ باطلہ کا قلع قمع کر کے دینِ اسلام کو نافذ کرنے کے لئے بھیجا۔

کفّار و مشرکین نے چراغِ نبوت کو گل کرنے کی ہزاروں ناپاک کوششیں کیں مگر اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو محفوظ و مامون رکھا۔ ظالموں نے ہر ہر لحہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تکالیف پہنچائیں لیکن آپ نے نہایت استقلال کے ساتھ تمام مصائب کا مقابلہ کیا۔

نبی کی شان و عظمت کی گواہی آئی قرآں میں
نبی کے منکروں کے واسطے ذِلّت ہی ذِلّت ہے
نبوّت کا چراغِ نُور میرا مُصطفےٰ ٹھہرا
نبی کے نُور کی مقصودؔ ہر سُو پھیلی طلعت ہے

(محمد مقصود مدنی)

بارگاہِ رسالت کا مقام

اللہ رب العزت نے اہلِ ایمان کو بارگاہ رسالت کے مقام و مرتبہ سے آگاہ فرمایا ہے کہ اگر کوئی مومن گناہوں کی دلدل میں پھنس جائے گناہوں سے آلودہ ہوجائے، اُس کے لئے جب کوئی بھی چارہ نہ ہو اور وہ جہنم کی آگ میں ڈالے جانے کے قابل ہو تو اُسے ایک ہی کام کرنا چاہیے کہ وہ میرے محبوب کی بارگاہ میں ہو حاضر ہو جائے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرے اور میرا محبوب اُس کے لئے مغفرت طلب کرے تو اُس کا ہر گناہ معاف کر دوں گا۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ
اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾

ترجمہ! اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(سورۃ النساء آیت نمبر ۶۴)

توبہ قبول ہونے کی تین شرائط

اِس آیت کریمہ میں مُسلمانوں کو توبہ کرنے اور اپنے گناہ معاف کرانے کا طریقہ بتایا جارہا

ہے مگر اس سے شانِ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس قدر ظاہر ہو رہی ہے کہ سبحان اللہ اس آیت میں توبہ قبول ہونے کی تین شرطیں بیان ہوئیں۔

پہلی یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں حاضری۔

دُوسری یہ کہ اپنے گناہ سے وہاں جا کر توبہ کرنا۔

تیسری یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا شفاعت فرمانا اگر ان تینوں باتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جائے تو توبہ قبول ہونے کی اُمید نہیں۔

اس آیت سے چند فائدے حاصل ہوئے۔

اَول تو یہ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ الٰہی کے وکیل مطلق یا مختار عام ہیں کیونکہ گناہ تو کیا رب کا مگر جاؤ کہاں ؟ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت عالی میں جیسے جُرم تو کیا حکومت کا مگر جاؤ کہاں ؟ وکیل یا مُختار عدالت کے پاس بغیر وکیل کے دُنیاوی کچہری میں کچھ پُوچھ گچھ نہیں اسی لئے نماز وغیرہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ضرور آتا ہے۔

دوسرے یہ کہ دروازۂ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام دروازۂ الٰہی ہے اگر فقیر کو مانگنا ہو تو چھت پر یا مکان کے پیچھے کھڑے ہو کر نہیں مانگتا بلکہ دروازے پر آ کر بھیک مانگتا ہے اسی طرح جب خدا سے مانگنا ہو تو خدا کے دروازے یعنی بارگاہِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آ کر مانگو جو کچھ پروردگار کی طرف سے ملے گا اسی دروازے اور ان ہی ہاتھوں سے ملے گا۔

تیسرے یہ کہ شفاعت کے لئے مدینہ پاک میں حاضری ضروری نہیں اسی لئے فی المدینہ نہیں فرمایا گیا جہاں بھی ہو قلب سے اس بارگاہ کی طرف متوجہ ہو جائے کیونکہ ہر دل ان کی جلوہ گاہ ناز ہے۔

(شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ ۵۵)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر خود بلند کیا ہے اور قرآن پاک کی صدہا آیات ذکرِ مصطفیٰ کے حسین پھولوں کا مرقع ہیں جو اہلِ عشق ومحبت کے قلوب وجان کو سرور ونُور دے رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیتِ درود اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ۚ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا کے ذریعہ تمام اہلِ ایمان جن وانس اور فرشتوں کو

اس بات کا پابند فرما دیا ہے کہ میرے محبوب کا ذکر کرتے رہو، آپ پر درود پڑھتے رہو اور ذکرِ محبوب کی رفعت کا اظہار کرتے رہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر درود شریف پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے۔

ذکر خُدا دے ولیاں دا ہے جُرماں دا کفّارہ
نبیاں دا جو ذکر کرے اوہ پاندا اجر ہے بھارا
جس دے صدقے وَلی نبی نے اوہدا ذکر جے کریئے
رب دی رحمت فِر مقصودؔ نہ کرسی کویں اُتارا

(محمد مقصود مدنی)

* * *

فِدَاكَ كُلُّ شَيْءٍ يَارَسُوْلَ الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اطاعت

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

بتاتی ہے قرآن کی پاک آیت
نبی کی اطاعت خدا کی اطاعت
اُسی کو عطا ہوگی مقصود جنت
کرے دل سے جو مصطفٰے کی اطاعت

قارئین! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی اطاعت کو اپنے محبوب کی اطاعت سے مشروط فرمایا ہے گویا کہ رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے اور اللہ کی اطاعت رسول کی اطاعت ہے جیسا کہ فرمان ہے!

مَنۡ يُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰهَ

جس نے رسول کی اطاعت کی بے شک اُس نے اللہ کی اطاعت کی۔

(سورۃ النساء آیت ۸۰)

اِس کا مطلب یہ ہوا کہ اَے محبوب جس نے تیری فرمانبرداری کی گویا اُس نے میری فرمانبرداری کی۔

اَے محبوب! جس نے تیرے احکامات مانے اُس نے میرے احکامات مانے۔

اَے محبوب! جس نے تیرے اِرشادات پر عمل کیا اُس نے میرے ارشادات پر عمل کیا۔

جس نے تیری اتباع کی اُس نے میری اتباع کی۔

جس نے تیرے فرمان کو مانا گویا اُس نے میرے فرمان کو مانا۔

اَے محبوب! جس نے تیری حکم عدُولی کی اُس نے میری حکم عدولی کی۔

جس نے تیرے فرمان کو توڑا اُس نے میرے فرمان کو توڑا۔

اَے محبوب! جس نے تجھ سے دوستی رکھی، وہ میرا دوست ہے جس نے تجھ سے دُشمنی کی وہ میرا دُشمن ہے۔

اتباعِ رسول کے فوائد

قارئین! اللہ کی محبت کے حصول کا ذریعہ اتباعِ مصطفےٰ ہے، مسلمانو! اگر تم کامیابی سے ہمکنار ہونا چاہتے ہو تو اللہ کے محبوب کی اتباع کرو۔

اگر تم فائز المرام ہونا چاہتے ہو تو حضور کی اِتبّاع کرو۔

اگر تم تقرب اِلی اللہ کی منزل پر گامزن ہونا چاہتے ہو تو حضور کی اتباع کرو۔

اگر تم دُنیا میں سربلند ہونا چاہتے ہو تو درِ محبوب پر سرخم کردو۔

اگر تم آخرت کی کامیابی چاہتے ہو تو آپ کے قدموں کی دُھول کو کُحُل اَلبَصر بنالو۔

اگر تم بلندی چاہتے ہو تو حضور کی اتباع کرو۔

اگر تم سُرخروئی چاہتے ہو تو محبوب کے قدموں میں آجاؤ۔

اگر تم اللہ کی نصرت چاہتے ہو تو مصطفےٰ جانِ رحمت کی پیروی کرو۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلو، محمدِ عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات کی پیروی کرو، اُن کے غلامانِ باوفا بن جاؤ اِس لئے کہ آپ کی غلامی کے بغیر نہ دین مل سکتا نہ اُخروی کامیابی۔

جو سرکارِ دوعالم کی اطاعت سے ہے بیگانہ
وہ ذلت اور پستی کے کنویں میں جانے والا ہے
مسلمانوں چلو سرکار کے اُسوہ و سیرت پر
یہی مقصودِ دُنیا اور عُقبیٰ کا اُجالا ہے

ہماری یہ حالت کیوں ہے

قارئین! جب تک ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وفادار رہے ہم کامیاب رہے، جب تک ہم نائب الٰہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقوشِ قدم پر چلتے رہے کامیاب رہے۔

جب تک ہم نے رسولِ اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سُنّت کی پیروی کی کامیاب رہے۔

جب ہم نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت سے مُنہ موڑا تو ہماری یہ حالت ہوگئی کہ ہمیں ذلت ورُسوائی کا مُنہ دیکھنا پڑا۔

ہم نے جب سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکامات سے رُوگردانی کی ہم خوار ہوگئے،

ہم نے جب سے آقا کے اَبدی پیغامِ اَمن سے منہ موڑا ہماری یہ حالت ہوگئی ہے۔

ہم نے جب سے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ وسیرت سے رہنمائی لینا

چھوڑی ہے ہم خوار ہو گئے ہیں۔

کرے گا جو بھی اطاعت رسولِ اکرم کی
اُسی کو لذّتِ ایمان بھی عطا ہو گی

(محمد مقصود مدنی)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے!

وَاَطِيۡعُوا اللّٰهَ وَاَطِيۡعُوا الرَّسُوۡلَ‌ ۚ فَاِنۡ تَوَلَّيۡتُمۡ فَاِنَّمَا عَلٰى رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِيۡنُ ﴿۱۲﴾

ترجمہ! اور اللہ کا حکم مانو اور رسول کا حکم مانو پھر اگر تم منہ پھیرو تو جان لو کہ ہمارے رسول پر صرف صریح پہنچا دینا ہے۔

(سورۃ التغابن آیت ۱۲)

مولانا نعیم الدین مُرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں!

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فرمانبرداری ہے۔ چنانچہ انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا اور کامل طور پر دِین کی تبلیغ فرما دی۔

اللہ تعالیٰ نے اِس آیت میں مُسلمانوں کو اپنی اور اپنے محبوب رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت و اتباع کا حکم ارشاد فرمایا ہے اور یہ اعلان فرمایا ہے کہ میرا بھی حکم مانو اور میرے محبوب کا بھی حکم مانو اگر تم اس بات سے پھرو گے تو یہ تمہارے لئے نقصان دہ ہوگا میرے محبوب کے ذمّہ تم لوگوں تک میرا پیغام پہنچانا ہے اس لئے تمہیں میرے محبوب کی اطاعت کرنا ہوگی۔

اللہ ربّ العزت نے اپنی اطاعت کا علیحدہ ذکر فرمایا ہے اور اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کا علیحدہ ذکر فرمایا اس سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ صرف قرآن کو مان لینا ہی ہدایت کے لئے کافی نہیں بلکہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرامین کو ماننا اور آپ کی سُنّتوں پر عمل کرنا بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا قُرآن کو ماننا ضروری ہے۔

قُرآن کو نہ ماننا بھی کفر ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکام کو نہ ماننا بھی کفر ہے۔

مُفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

اللہ تعالیٰ کی اطاعت صرف فرمان کی ہوگی اس کے کاموں میں اطاعت نہیں

لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت تین چیزوں میں کی جاوے گی۔
قول، فعل اور سکوت یعنی جو فرما دیا اس کو مان لو جو حضور نے خُود کر کے دکھایا
اس کو مانو جو کسی کو کرتے ہوئے دیکھ کر منع نہ فرمایا اس کو مان لو۔

(شانِ حبیب الرحمٰن صفحہ ۷۷)

ہے خُدا و مُصطفٰے کی طَاعت ایک
ہے یہی لکھا ہوا قُرآن میں
جو ہوا آقا کی طاعت سے ہے دور
خامی مقصودؔ اُس کے ہے ایمان میں

(محمد مقصود مدنی)

اطاعت اور اتباع

اطاعتِ رسول کے معنی ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہر حکم کی فرمانبرداری کی جائے اور اتباع کے معنی ہیں کہ جو افعال آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح ادا فرمائے اُن کی اُسی طرح سے پیروی کی جائے یعنی جو کچھ انہوں نے کیا اور جس طرح سے کیا اُسی طرح سے ہم بھی کریں اسی میں ہمارے فرائض اور سنن آجاتے ہیں۔

قُرآن پاک میں اطاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اسی طرح اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سلسلے میں متعدد آیات ہیں مسلمان جب کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رسول اللہ پڑھتا ہے تو وہ دراصل اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ وہ زندگی میں صرف اللہ کی اطاعت و بندگی کرے گا اور پھر اطاعت و بندگی کا وہی طرز اختیار کرے گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اختیار کیا۔

قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے!

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اُس نے اللہ کا حکم مانا (سورۃ نساء آیت ۸۰)

مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خزائن العرفان میں اس آیت کا شانِ نزول اور تفسیر لکھتے ہیں!

رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! جس نے میری اطاعت کی اُس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبّت کی اُس نے اللہ سے محبّت کی اِس پر آج کل کے گستاخ بددینوں کی طرح اُس زمانہ کے بعض منافقوں نے کہا کہ محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسا نصاریٰ نے عیسٰی بن مریم کو رب مانا اس پر اللہ تعالیٰ نے اِن کے رَدّ میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کی تصدیق فرمادی کہ بے شک رسُول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

معلوم ہوا ! اطاعت کی بنیاد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات پر ایمان لانے پر رکھی گئی ہے اگر کوئی شخص صرف اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرے تو وہ دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوسکتا جب تک کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق نہ کرے اور جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں اس پر ایمان نہ لائے۔

بتاتی ہے قرآن کی پاک آیت
نبی کی اطاعت خدا کی اطاعت
اُسی کو عطا ہوگی مقصودِ جنت
کرے دل سے جو مصطفٰے کی اطاعت

مولانا محمد بشیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے ! اِس آیت میں اطاعت رسول کا درس دیا گیا ہے اور جس اطاعت میں محبت شامل نہ ہو وہ اطاعت مُعتبر نہیں دیکھئے اگر کسی ظالم کافر بادشاہ نے کسی مسلمان کو گرفتار کر کے یہ حکم دیا ہو کہ میرے بُت کو سجدہ کرو ورنہ تجھے قتل کردوں گا تو اس مسلمان نے اگر ڈر کے مارے مجبوراً اس بادشاہ کی اطاعت میں اس کو سجدہ کرلیا تو قلبہ مطمئن بالایمان کی بدولت قرآن کا یہ فیصلہ ہے کہ اس کی اطاعت کا اور بت کو سجدہ کر لینے کا کچھ اعتبار نہیں اور وہ مُسلمان کا مُسلمان ہی ہے ہاں اگر وہ بخوشی اور محبّت کے ساتھ ہوگی تو معلوم ہوا کہ اطاعت رسول کے لئے پہلے محبت رسول کا ہونا ضروری ہے اگر محبّتِ رسول نہیں تو پھر اطاعت رسول کا بھی کیا فائدہ یہیں سے معلوم ہوگیا ایسے لوگوں کا حال بھی جو بظاہر متبعِ سُنّت نظر آتے ہوں لمبی لمبی داڑھیاں بھی رکھتے ہوں اور لمبی لمبی نمازیں بھی پڑھتے ہوں لیکن اگر ان کے دل میں محبّت رسول نہیں تو ان کی یہ سب نام کی

دتیں اوراطاعتیں ان کے منہ پر ماری جائیں گی اوران کا کچھ اعتبار نہیں ہوگا اوران کی یہ عبادتیں ایسے کھوٹے سکے کی مانند ہوں گی جس میں اصلیت نہیں ہوتی اور ایسے کاغذی خوشنما پھولوں کی ح ہونگی جن میں خوشبو نہیں پائی جاتی۔

اطاعت مصطفٰے کی جو کرے گا
اُسے حق کی رضا ملتی رہے گی
کرم مقصود اُس پہ ہوگا رب کا
محمد کی دُعا مِلتی رہے گی

ول کی اطاعت کامیابی کا زینہ

اطاعت مصطفٰے کے حوالہ سے قرآن کریم کی چند آیات پیش خدمت ہیں ارشاد باری تعالیٰ ہے

وَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ

اور نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو

(سورۃ نور آیت ۵۶)

ارشاد باری تعالیٰ ہے !

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴿۷۱﴾

اور جو اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرے اس نے بڑی کامیابی پائی

(سورہ احزاب آیت ۷۱)

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے منصب ومقام کی عظمت کا یہ عالم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ی ذات والاصفات کو اپنا قائم مقام اور اپنی ذات وصفات کا مُظہرِ اتم بنایا ہے اگر کوئی مسلمان ن اپنی عقل سے دن بھر روزہ سے رہے، رات عبادت میں گزارے، تقویٰ اور پرہیز گاری کی ی اختیار کرے سب فضول اور بےکار ہے کوئی ثواب نہیں ملے گا اور اگر حضور کی سُنّت کی نیت دوپہر میں آرام کرے گا تو ثواب بے حساب پائے گا۔

بیت الخلا جاتے ہوئے بایاں پاؤں پہلے اس نیّت سے رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہے تو اس کا اجر ملے گا اور مہینوں اپنی رائے عقل سے فاقے کرلے خُدا کو خوش کرنے کے لئے

ہاتھ سکھا لے اس کا کوئی بدلہ نہیں ملے گا کیوں؟

اس لئے کہ مرکزی چیز حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت اور آپ کی اتباع ہے روزہ، حج، زکوٰۃ صدقہ وخیرات اسی وقت عبادت ہیں اور بارگاہِ الٰہی میں مقبول ومحمود ہیں جب میں سُنّت رسول اور تصوّرِ رسول ہو قرآن نے تصریح کی کہ حضور کی اطاعت عام انسانوں کی اطاعت کی طرح نہیں ہے حضور کی اطاعت تو اللہ کی اطاعت ہے بلکہ حضور کی اطاعت کے بغیر خدا کی اطاعت ہو ہی نہیں سکتی۔ (مقام مصطفےٰ)

قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَخْشَ اللّٰهَ وَيَتَّقْهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾

اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں۔

(سورۃ نور آیت

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ ۚ وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيْقًا ﴿۶۹﴾

اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اُسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں

(سورۃ نساء آیت

حضرت مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں انبیاء کے مخلص فرمانبردار جنت میں اُن کی صحبت و دیدار سے محروم نہ ہوں گے۔ صدّیق انبیاء کے سچے متبعین کو کہتے ہیں جو اخلاص کے ساتھ اُن کی راہ پر قائم رہیں مگر اس آیت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَفاضل اصحاب مُراد ہیں جیسے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور جنہوں نے راہِ خدا میں جانیں دیں۔ وہ دیندار جو حق العباد اور حق اللہ دونوں ادا کریں اور اُن کے احوال و اعمال اور ظاہر و باطن اچھے اور پاک ہوں۔"

حضرت ثوبان سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کمال محبت رکھتے تھے جُدائی کی
تھی ایک روز اس قدر غمگین اور رنجیدہ حاضر ہوئے کہ چہرہ کا رنگ بدل گیا تھا تو حضور صلی اللہ
وسلم نے فرمایا آج رنگ کیوں بدلا ہوا ہے عرض کیا نہ مجھے کوئی بیماری ہے نہ درد بجز اس کے
حضور سامنے نہیں ہوتے تو انتہا درجہ کی وحشت و پریشانی ہوجاتی ہے جب آخرت کو یاد کرتا
یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ وہاں میں کس طرح دیدار پاسکوں گا آپ اعلیٰ ترین مقام میں ہوں گے
تعالیٰ نے اپنے کرم سے جنت بھی دی تو اس مقام عالی تک رسائی کہاں اس پر یہ آیت کریمہ
ہوئی اور انہیں تسکین دی گئی کہ باوجود فرق منازل کے فرمانبرداروں کو باریابی اور معیت کی
سے سرفراز فرمایا جائے گا۔

جس کو جس سے پیار ہوگا ساتھ ہوگا خُلد میں
حضرتِ ثوبان کو سرکار نے فرما دیا
رکھ لیا مقصودؔ جنت میں بھی اپنے ساتھ ہے
مُصطفٰے نے اپنی اُلفت کا صِلہ کیسا دیا

(محمد مقصودؔ مدنی)

...ت خُدا کا وسیلہ اطاعتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اللہ کی اطاعت کے ساتھ اُس کی رحمت طلب کرنے کے لئے اُس کے محبوب علیہ الصلوٰۃ
کی اطاعت اور محبت و اُلفت لازم ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت محبوب خُدا صلی اللہ علیہ
م کی اطاعت کے بغیر حاصل ہونا ممکن ہی نہیں۔

اطاعت کا صحیح مفہوم اور صحیح مقصد اُسی وقت حاصل ہوسکتا ہے جب مسلمان زندگی کے ہر
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے احکامات کے مطابق ڈھال دے اپنی زندگی کا ہر زاویہ حضور علیہ
والسلام کے احکامات کے مطابق بنالیا جائے اور یہ بھی بات ذہن نشین رہے کہ اطاعت میں
ظاہری متابعت نہ ہو بلکہ اپنے باطن میں بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کو نقش کیا
س لئے کہ کسی مرتبہ کا حصول اطاعت رسول کے بغیر ممکن ہی نہیں اللہ تبارک وتعالیٰ کسی عمل کو
ل کرے گا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت نہ کی گئی ہو۔

اگر کسی کو نبوت ملی تو اقرارِ اطاعت مصطفٰے کے صدقے۔

اگر کسی کو ولایت ملی تو اطاعتِ مصطفےٰ کے صدقے۔

اگر کسی کو شہادت ملی تو اطاعتِ مصطفےٰ کے صدقے۔

اگر کسی کو صدیقیت ملی تو حضور کی اطاعت کے صدقے۔

بلکہ جس جس نے اطاعت مصطفےٰ کی وہ مقبولِ بارگاہ خُدا ہوا اور جس نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت سے منہ موڑا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت و تعظیم نہ کی وہ بارگاہِ خُدا سے مردود ہوا۔

مصطفےٰ کی جو اطاعت سے ہے دور
ہوگیا وہ رب کی رحمت سے ہے دور
چھوڑی جس مصطفےٰ کی راہ ہے
وہ ہوا مقصودؔ جنت سے ہے دور

(محمد مقصودؔ مدنی)

ایمان کا مدار اطاعتِ رسول پر

اُن آیات سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہوگئی کہ ہمارے ایمان کا دارومدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت پر ہے۔

اطاعت تمام فرائض کی ادائیگی اور جملہ مناسک میں ضروری ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو نمونہ بنا کر بھیجا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دین کا نفاذ خود عملی طور پر کر دکھایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بتایا کہ نماز کیسے ادا ہوگی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں بتایا کہ روزہ کیسے رکھا جائے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں بتایا کہ حج کیسے ادا کریں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں بتایا کہ زکوٰۃ کیا ہے اور کیسے ادا کی جائے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جہاد کر کے دکھایا کہ اللہ کی رضا کے لئے اور اُس کے احکام کے نفاذ کے لئے اپنی جان کو اُس کے نام پر کیسے قربان کیا جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اعمال اور افعال انجام دینے کا طریقہ بتایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں فرائض ونوافل کی ترتیب اور اہمیت سے آگاہ فرمایا۔ معلوم ہوا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کے بغیر اللہ تبارک وتعالیٰ کی اطاعت ممکن ہی نہیں۔

ہے خُدا و مُصطفٰے کی طاعت ایک
لکھا ہے مقصود یہ قُرآن میں

مغفرت کا ذریعہ اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ارشاد باری تعالیٰ ہے !

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ (سورۂ آل عمران آیت ۳۱)

اس فرمانِ رحمت سے معلوم ہوا کہ اللہ کی محبت کا دعویٰ جب ہی سچا ہو سکتا ہے کہ جب وہ آدمی سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت دل وجان سے اختیار کرے۔

اے لوگو! اللہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتنی محبت ہے کتنا پیار ہے کہ فرمایا ہے کہ اگر تم میرے قریب ہونا چاہتے ہو میرے محبوب بننا چاہتے ہو تو تم میرے محبوب سے محبّت کرو ان کی محبت میری محبت ہے ان کی الفت میری الفت ہے ان کی اتباع میری عبادت ہوگی اور ان کی فرمانبرداری میری بندگی ان کے نقوش قدم کو اختیار کرنا ہماری اطاعت ہوگی۔

اے بندو! جب تک کہ تم میرے محبوب کو اپنا محبوب نہ بناؤ گے اس وقت تک تمہاری عبادت نہیں قبول کی جائے گی اب دیکھنا یہ ہے کہ اتباع کہتے کس کو ہیں۔

اتباع کہتے ہیں پیچھے پیچھے چلنے کو تو اب معلوم ہو گیا کہ اس آیتِ کریمہ میں بتایا جارہا ہے کہ اگر محبت الٰہی چاہتے ہو تو میرے محبوب کے پیچھے پیچھے چلو۔
اگر رضائے الٰہی کے طلبگار ہو تو اِس کے پیچھے پیچھے چلو۔
اگر جنّت کے طالب ہو تو میرے محبوب کے پیچھے پیچھے چلو۔

اگر رحمتِ الٰہی کے طالب ہوتو میرے محبوب کے پیچھے پیچھے چلو۔
اگراپنی مغفرت چاہتے ہوتو میرے محبوب کے پیچھے پیچھے چلو۔
یادرکھنا بھائی بن کر برابر مَت آنا، باپ بن کرآگے مَت چلنا بلکہ غُلام بن کر پیچھے پیچھے چلے آؤ۔

گر تمھیں اللہ کی رحمت چاہیے
مُصطفٰے کی پھر اطاعت چاہیے
اُن کی ہے مقصودؔ طاعت لازمی
مانو اُن کو گر کرامت چاہیے

غُلامیٔ رسول راہِ ہدایت ہے

ارشادباری تعالیٰ ہے !

فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ الَّذِيْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ

توایمان لاؤ اللہ اوراس کے رسول بے پڑھے غیب بتانے والے پر کہ اللہ اوراس کی باتوں پرایمان لاتے ہیں اورانکی غلامی کروکہ تم راہ پاؤ۔

(سورۃ اعراف آیت ۱۵۸)

قارئین ! اللہ تعالیٰ نے ہمیں سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت واِتبّاع دونوں کا حکم دیا ہے۔معلوم ہوا جوافعال آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس انداز سے انجام دیئے ہم اُن کی پیروی کریں یعنی جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی گزاری اُس طرح زندگی گزاریں جواحکام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیئے اُن پرعمل کریں اور جومبارک سُنّتیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عطافرمائیں اُن کوپیش نظررکھیں تواطاعت واتباع مصطفٰے کاحق ادا کیا جاسکتا ہے۔

اُن کا اُسوہ پاک ہو پیشِ نظر
پھر ملیں گی تم کو رب کی رحمتیں
ہر گھڑی مقصودؔ اُن کی یاد ہوں
مُصطفٰے کی پیاری پیاری سُنّتیں

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا ہر رخ ہمارے سامنے ہے

آپ کے اوصافِ حمیدہ،

آپ کا مقامِ عبدیت،

آپ کا توکل،

آپ کی عبادت وریاضت،

آپ کی جرأت وشجاعت،

آپ کی شرافت ونجابت،

آپ کا عزم وعزیمت،

آپ کا اخلاق ومروّت،

غرضیکہ آپ کی حیاتِ طیبہ کا ہر ہر پہلو روشن اور عیاں ہے، ضرورت اس بات کی ہے، مسلمان آپ کے اُسوہ وسیرت پر عمل پیرا ہوا آپ کی اطاعت کو لازم سمجھیں تا کہ دُنیوی واُخروی کامیابی حاصل کرسکیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بُلانا اللہ کا بُلانا

قرآن پاک کی آیت ہے۔

يَاۤيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ﴿۲۴﴾

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی اور جان لو کہ اللہ کا حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے۔

(سورۃ انفال آیت ۲۴)

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے استجیبوا سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی اطاعت ہر حال میں کرنی واجب ہے چاہے نماز میں ہو بحر حال

اطاعت ضروری ہے اسی حوالہ سے مولانا نعیم الدین مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر خزائن العرفان میں بخاری شریف کی یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

"بخاری شریف میں سعید بن معلیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا مجھے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پکارا میں نے جواب نہ دیا پھر میں نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔

ایسا ہی دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز پڑھتے تھے حضور نے انہیں پکارا، انہوں نے جلدی نماز تمام کر کے سلام عرض کیا، حضور نے فرمایا تمہیں جواب دینے سے کیا بات مانع ہوئی، عرض کیا یارسول اللہ! میں نماز میں تھا۔ حضور نے فرمایا کیا تم نے قرآنِ پاک میں یہ نہیں پایا کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو عرض کیا بے شک آئندہ ایسا نہ ہوگا۔

بعض مفسرین نے فرمایا کہ وہ شہادت ہے اس لئے شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں۔

صحابہ کرام سے ثابت ہے کہ وہ ہر حال میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات کی اطاعت کیا کرتے تھے جیسا کہ بے شمار احادیث سے ثابت ہے۔

مقصود جو سرکار کے احکام کو مانے
مومن ہے وہی حکم ہے قرآن میں آیا

جو حضور دیں لے لو جس سے منع کریں رُک جاؤ

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

یعنی تمہارا رسول تمہیں جو چیز دے اسے خوشی سے لے لو اور جس چیز سے روکے اس سے باز رہو۔ (سورۃ الحشر آیت ۷)

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں !

اس آیتِ کریمہ سے ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام مسلمانوں کے مالک ہیں اور تمام مسلمان ان کے بندہ بے زر، اس سے معلوم ہوا کہ جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہر حکم کو بے تامل قبول کرے خواہ اس کی عقل میں آئے یا نہ آئے خواہ دنیاوی نفع اس میں معلوم ہو یا نہ ہو۔

سود سے حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے منع فرمایا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سود میں نفع دنیاوی ہے مگر ایمان کا تقاضا ہے کہ اس کو سنتے ہی فوراً علیحدہ ہو جاؤ اُن کی اطاعت میں ہی ہر طرح کا فائدہ ہے۔

خیال رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو کام خود کئے اور جن کاموں کا حکم دیا اور جن کو کرتے دیکھا اور منع نہ فرمایا یہ سب ما اتکم میں داخل ہے۔

پہلے کو سنت فعلی دوسرے کو سُنّت قولی، تیسرے کو سُنت سکوتی کہتے ہیں یہ بھی خیال رہے کہ یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان ہے کہ آپ کا ہر حکم ہر فعل قابل اتباع ہے اور کسی کی یہ شان نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہر حکم ہر فعل رب کی طرف سے ہے۔

ہمارے افعال نفسیاتی اور شیطانی بھی ہوتے ہیں بارگاہِ مصطفوی تک نہ شیطان کی پہنچ نہ نفس امارہ کا دخل جیسا کہ سونے کی کان سے سونا ہی نکلتا ہے ایسے زبان مصطفٰے سے حق ہی جاری ہوتا ہے لہٰذا اُن کے ہر قول و فعل پر بلا تامل عمل کرو۔

(شانِ حبیب الرحمٰن ص ۲۴۷)

احکامِ نبی جو مانے گا
وہ رب کی رحمت پائے گا
مقصود جو طاعت چھوڑے گا
وہ کیسے جنّت جائے گا

ہدایت حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت میں ہے

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر صرف ایمان لانا کافی نہیں ہے بلکہ زندگی کے ہر معاملے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اتباع ضروری ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا ہر مسلمان کے لئے لازم ہے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت و اتباع کی بدولت ہی ہدایت ملنے کی توقع کی جا سکتی ہے۔

اطاعت ہی محبّت ہے

اہلِ ایمان اس پر متفق ہیں جس مسلمان کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت نہیں ہے وہ مومن نہیں ہوسکتا۔
کسی انسان کے اعمال وافعال کو دیکھ کر اگر یہ اندازہ ہو کہ یہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ کسی دوسرے انسان سے یا سامان سے یا دنیا سے یا دولت سے پیار کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا ایمان کا دعویٰ جھوٹا ہے۔
اسی طرح اگر وہ شخص اپنی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے طریقے کو چھوڑ کر کوئی دوسرا طریقہ اختیار کرتا ہے تب بھی اس کے ایمان کا دعویٰ جھوٹا قرار پائے گا۔

جس دل میں نبی پاک کی اُلفت نہیں ہوتی
اُس دل میں تو ایمان کی دولت نہیں ہوتی

(محمد مقصود مدنی)

مومن نہیں ہوسکتا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !
تم میں سے کوئی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ وہ اپنے ماں باپ، اپنی اولاد اور دنیا کے تمام لوگوں سے زیادہ مجھ سے محبّت کرنے والا نہ بن جائے۔

(بخاری مسلم)

محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سب سے مُستند اور مُعتبر تشریح وہ ہے جو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان مبارک سے ثابت ہوتی ہے ۔
حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا ہے جب تک وہ اپنی خواہشاتِ نفس کو میری لائی ہُوئی شریعت کا پابند نہ بنادے۔"

(مشکوۃ شریف)

آدابِ محبت کا تقاضا ہے یہ مقصودؔ
بندہ شہِ کونین کے فرمان کو مانے

محبّت کیسے کریں

احادیث مبارکہ میں آیا ہے اور یہ حدیث مشکوٰۃ شریف میں روایت کی گئی ہے
"ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وضو کیا تو آپ کے کچھ اصحاب آپ کے وضو کا پانی لے کر چہرے پر ملنے لگے۔
آپ نے پُوچھا تمہارے اس عمل کا محرک کیا ہے؟
لوگوں نے کہا اللہ اور اس کے رسول کی محبّت۔
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جن لوگوں کو اس بات سے خُوشی ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کریں تو انہیں چاہیے کہ جب بات کریں تو سچ بولیں، اور جب ان کے پاس امانت رکھی جائے تو اس کو (بہ حفاظت) اُس کے مالک کے حوالہ کردیں، اور پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کریں۔"

(مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شہادت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جو اشغال بتائے ہیں ان کو چھوڑ کر اپنی پسند کی چیزوں کو نیکی سمجھنا گمراہی کے سوا کچھ نہیں ہے۔

سرکار کا پیغام جو مقصودؔ بھلا دے
ایمان کی لذّت سے شناسا نہیں ہوتا

(محمد مقصودؔ مدنی)

مُوسیٰ میری اتّباع کرتے

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حضرت عمر رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ یہودیوں کی کچھ باتیں اچھی معلوم ہوتی ہیں تو آپ کی کیا رائے ہے کیا ان میں سے کچھ ہم لکھ لیں؟
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیا تم بھی اسی کھڈ میں گرنا چاہتے ہو جس میں یہود و نصاریٰ اپنی کتاب کو چھوڑ کر گر گئے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ایسی شریعت لایا ہوں جو سورج کی طرح روشن اور آئینہ کی طرح صاف ہے، اور اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کرنی پڑتی۔

(مسلم شریف)

قارئین! سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی ہر حال میں فرض ہے اچھا مومن وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پیروی کرے اور اپنی مرضی اور خوشی سے اپنے اوپر وہ پابندیاں لازم کرلے جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عائد کی ہیں۔
مسلمان کو چاہیے کہ وہ ہر اس ناجائز اور حرام چیز سے بچے جس سے بچنے کا حکم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دے رکھا ہے۔

اطاعت مصطفےٰ کی جو کرے گا
اُسے حق کی رضا ملتی رہے گی

(مقصود مدنی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم روک دیتے

تعظیم رسالت صحابہ کرام کی روح میں رچ بس گئی تھی اسی لئے اُنہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت میں استغراق حاصل تھا۔
علامہ ارشد القادری لکھتے ہیں! قابلِ غور بات یہ ہے کہ کوئی شخص یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ صحابہ کرام کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حکم دیا تھا کہ جب میں ناک صاف کروں تو اسے اپنے ہاتھ پر لے کر اپنے چہرے اور جسم پر مل لیا کرو اور جب میں وضو کرنے کے لئے بیٹھوں تو آشفتہ حال

پروانوں کی طرح میرے گرد جمع ہو جایا کرو اور قبل اس کے کہ میرے اعضائے وضو سے ٹپکتا ہوا پانی زمین پر گرے تم اسے اپنے ہاتھوں پر روک لو اور اپنے چہرے اور جسم پر ملو بلکہ یہ سارا ہنگامۂ شوق صحابہ کرام کا خود اپنا برپا کیا ہوا تھا اس کے پیچھے نہ خدا کا کوئی حکم تھا نہ رسول کا جو کچھ بھی تھا وہ خود انکے ایمان بالرسول کا تقاضا تھا جس کے سمجھنے میں نہ اُن سے کوئی غلطی سرزد ہوئی اور نہ نفس کی کوئی شرارت درمیان میں حائل ہو سکی۔

اور یہ نکتہ بھی قابل غور ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے بغیر صحابہ کرام کے والہانہ جذبہ کا یہ مظاہرہ اگر حرام اور ناجائز ہوتا تو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام یقیناً اُن کو روک دیتے۔

قارئین محترم ! سارے ذخیرۂ احادیث میں کوئی حدیث ایسی نہیں جس میں آقائے دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پیارے اصحاب کو اپنی تعظیم سے منع فرمایا ہو اس لئے کہ تعظیم رسول عین ایمان ہے اور وہ لوگ جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں بیٹھنے والے تھے وہ یہ جانتے تھے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ادب کس قدر ضروری ہے۔

حضرت ابوبکر صدّیق کا اندازِ محبّت

صحیح بخاری میں حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبیلہ بنو عمرو میں دو فریقوں کے درمیان صُلح کروانے کے لئے تشریف لے گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُسی قبیلہ میں تشریف فرما تھے کہ نماز کا وقت ہو گیا اذان کے بعد جب جماعت کا وقت ہوا تو مسجد نبوی کے مؤذن نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی اجازت سے اقامت پڑھی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غیر موجودگی میں حضرت ابوبکر صدیق امامت کے لئے آگے بڑھے اور نماز شروع کر دی اسی دوران حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور صف میں کھڑے ہو گئے۔

جب نمازیوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تو ابوبکر صدیق کو خبردار کرنے کے لئے ہاتھ سے دستک دینے لگے جب حضرت ابوبکر نے آواز سُنی تو گوشۂ چشم سے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیچھے کھڑے ہیں یہ دیکھتے ہی فوراً پیچھے ہٹ گئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو اس پر اُنہوں نے اپنے دونوں ہاتھوں کو اُٹھا کر حضور کی طرف سے اس عزّت افزائی پر خدا کا شکر ادا کیا اور پیچھے ہٹ کر صف میں کھڑے ہو گئے اس کے بعد حضور امامت کے مصلّے پر تشریف لے گئے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو ابوبکر سے دریافت کیا کہ جب میں نے خود تمہیں حکم دیا تھا کہ اپنی جگہ پر کھڑے رہو تو اس حکم کی تکمیل سے کونسی چیز مانع ہوئی؟

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا ابو قحافہ کا بیٹا اس قابل نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے امام بن کر کھڑا ہو۔

(تسہیل انوارِ احمدی ص ۱۷۲)

قارئین ! آپ غور فرمائیں ظاہری طور پر اس حدیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم تسلیم نہیں کیا جس کے باعث حکم دینے والے کی تحقیر ظاہر ہوتی ہے۔

لیکن یہ نافرمانی تعظیم رسول کی بنیاد پر کی گئی ہے اس لئے یہ نافرمانی نہیں بلکہ عین تعمیلِ حکم ہے کیونکہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دل میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کتنا ادب اور احترام تھا کہ باوجود اجازت ملنے کے آپ نے امامت جاری نہیں رکھی بلکہ پیچھے ہٹ گئے تو ثابت ہوا کہ یہ اُدب منصب رسالت کا ادب ہے اور یہ خلاف ورزی؛ تعظیم رسالت کے زمرہ میں ہے اس لئے یہ عین ایمان ہے۔

اسی سے ملتا جلتا ایک واقعہ امام الاولیاء اخیٔ رسول زوج بتول حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا احادیث میں مرقوم ہے۔

مسلم شریف میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے یہ حدیث روایت کی گئی ہے کہ! صلح حدیبیہ کے دن صلح کی عبارت مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام لکھ رہے تھے آپ نے سُرخی لکھی "ھذا ما کاتب علیہ محمد رسول اللہ" یہ وہ نکات ہیں جن پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معاہدہ کیا تو کفار کے نمائندگان کی طرف سے اعتراض ہوا کہ اس کاغذ پر رسول اللہ کا لفظ نہیں لکھا جا سکتا کیونکہ اگر ہم اُن کو اللہ کا رسول ہی مانتے تو اُن کے ساتھ جنگ ہی کیوں کرتے؟

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت علی کو حکم دیا کہ رسول اللہ کا لفظ مٹا دو اور اس کی جگہ ابن عبداللہ لکھو۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے جذبۂ عقیدت میں سرشار ہو کر جواب دیا میں وہ شخص نہیں ہوں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کا لفظ مٹا سکوں۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا یہ جواب سن کر حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اپنے ہاتھ سے لفظ کو قلمزد کر دیا اور اس کی جگہ پر ابن عبداللہ لکھا۔

(مسلم شریف بحوالہ تسہیل انوار احمدی ص ۱۷۳)

قارئین! غور فرمائیں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیچھے ہٹنے سے منع فرمایا اور مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام کو رسول اللہ کا لفظ مٹانے کا امر دیا لیکن دونوں شخصیات نے بظاہر حکم عدولی کی ہے لیکن یہ حکم عدولی ادب رسالت اور تعظیم رسالت کے عین مطابق ہے۔

مُسلمانوں پر زوال کیوں آیا

قارئین! جب تک مسلمانوں نے اطاعتِ رسول کو شعار بنائے رکھا عزّت وتوقیر حاصل رہی اور جب شُومئ قسمت سے ہم نے شریعتِ مصطفےٰ کی پیروی کرنی چھوڑ دی ہم رُسوا ہو گئے جب ہم نے نقشِ قدمِ مُصطفےٰ پر چلنا چھوڑ دیا سب کچھ کھو بیٹھے۔

جب ہم اتّباعِ مُصطفےٰ سے گریزاں ہوئے غلامی زنجیروں میں جکڑے گئے۔ آج وہی غالب مسلمان مغلوب ہیں۔ کبھی ہم باعزّت تھے آج ہم بےعزّت ہیں۔

کبھی ہماری نیک نامی کا ڈنکا بجتا تھا آج بدنامی کا ڈنکا بج رہا ہے، آج اہلِ اسلام اس قدر بےکس اور بےبس ہو گئے ہیں کہ ہم ظلم سہہ کر اُف بھی نہیں کر سکتے اس کا بنیادی سبب یہی ہے کہ اطاعتِ خداوندی اور اتباعِ سُنّتِ مصطفےٰ کا جذبہ مفقود ہو چکا ہے۔

آج اہلِ اسلام کے پاس نہ دولت رہی نہ عزّت،

آج ہمارے پاس نہ حکومت رہی نہ سلطنت،

آج ہمارے پاس نہ وہ علم رہا جس پر ہمیں فخر تھا۔

آج ہماری نہ وہ ہیبت رہی جس سے جابر کانپتے تھے الغرض ہمارے پاس کچھ بھی نہ رہا اطاعت واتباعِ رسول سے منہ توڑ کر ہم اپنا سب کچھ کھو بیٹھے ہیں، ایک وہ زمانہ تھا ایک یہ زمانہ ہے۔

قارئین! مسلمانوں کے زوال کی بنیادی وجہ سُنّتِ مصطفٰے سے دُوری ہے، ہاں ہاں وہ ایک زمانہ تھا جب مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی لیکن ان کی ہیبت اور شہرت اِس قدر تھی کہ دُنیا جانتی تھی کہ مسلمانوں کا رُخ جس طرف ہوتا تھا وہ اقوام تھرّا اُٹھتیں۔ آج ہماری تعداد کروڑوں میں ہے لیکن ہم سے نہیں ڈرتا۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم خود پست ہمّت ہو چکے ہیں ہماری طبیعت میں کمزوری ہے ہمارے دِلوں میں کوئی اُمنگ نہیں، ہم دُشمنانِ اسلام سے ڈرتے ہیں۔

وہ قوم جس سے اقوامِ عالم ڈرتی تھیں اور جس کا نام سُن کر دُنیا تھر تھرائی تھی اور جس کی ہیبت بڑے بڑے بہادروں پر چھائی ہوتی تھی جن کے نام سے عیسائی عورتیں بچوں کو خوف دِلا کر چپ کرواتی تھیں۔

ہاں ہاں! وہ ایک زمانہ تھا جب عالم کی سلطنتیں ہمارے قدموں کے بوسے لیتی تھیں بڑے بڑے جبروت والے بادشاہوں کے تخت ہم نے اُلٹا دیئے اور بڑے بڑے فرمانروا ہماری فرمانبرداری کرتے کشور کشایانِ جہاں ہمارے بندہ فرمان تھے۔

افسوس صد افسوس! وہی مسلمان اپنے دُشمنوں سے اتنے مرعوب ہو گئے ہیں کہ ان کی صورت دیکھ کر ہی دل دہل جاتے ہیں، جسم لرزہ براندام ہو جاتے ہیں، دماغوں میں ہلچل مچ جاتی ہے، دلِ حسرت وارمان کا مزار بن جاتے ہیں۔ آج وہ وقت آ گیا ہے کہ یہ پتھر کے پجاری، پیشاب کو پوتر سمجھنے والے مسلم کو مٹانے کے لئے تلے ہوئے ہیں۔

آج کا مُسلمان

قارئین! آج کا مسلمان اپنے اسلاف کے کارناموں کو دیکھتا ہے تو رشک کرتا ہے مگر اپنے حالات کو دیکھتا ہے تو آنسو بہاتا ہے مسلمانوں کی موجودہ پستی اور اِن کی موجودہ ذلت وخواری اور رسوائی کو دیکھتا ہے تو غم واندوہ کی آندھیاں دِل پر چھا جاتی ہیں۔

کون سی آنکھ ہے جو مسلمانوں کی غربت اور مفلسی، بیروزگاری اور کسمپرسی پر آنسو نہ بہاتی ہو۔ تخت وتاج اِن سے چھن گیا، دولت وثروت سے یہ محروم ہو گئے، عزت ووقار ان کا جاتا رہا،

شوکت وسطوت سے یہ محروم ہو گئے، کون کون سی مصیبتیں ہیں جن کا شکار مسلمان نہ بن رہا ہو۔ وہ کونسی اذیتیں اور صعوبتیں ہیں جن منزلوں سے مسلمان نہ گذر رہے ہوں ان حالات کو دیکھ کر یقیناً کلیجہ منہ کو آتا ہے۔

مسئلہ ایسے حل نہیں ہوگا

قارئین محترم! یہ زوال انحطاط اور یہ غربت و مجبوری ایسے دُور نہ ہوگی اس مسئلہ کا حل ماتم کناں ہونے اور آہ وا ویلا کرنے سے کبھی حل نہ ہوگا اس لئے ضروری ہے کہ اہلِ اسلام اِس کے علاج پر خود غور کریں وہ اس مسئلہ کی جڑ تک پہنچیں، وہ اِس بیماری کے اسباب کو ڈھونڈیں کہ یہ بیماری ہے کیا اور یہ ہمارے معاشرے میں کیسے پیدا ہوئی اور یہ پوری قوم میں کیسے سرایت کر گئی۔

اعظمی صاحب فرماتے ہیں! جب تک ہمارے دِلوں میں اطاعتِ رسول کا جذبہ پُوری قوت کے ساتھ موجزن رہا اُس وقت تک ہم غالب رہے، غیر مسلم ہمارا نام بڑے احترام سے لیتے تھے اقوامِ عالم میں ہماری ساکھ تھی دیگر قوموں پر ہماری دھاک تھی دُنیا کے خزانے ہمارے قدموں میں تھے۔

جب تک ہم نے اطاعتِ رسول کی۔ عزّت ہمارے جلو میں تھی، حکومت ہمارے ہاتھ میں تھی، شہرت ہماری باندی تھی، دُشمنوں پر ہماری ہیبت تھی۔

اہلِ اسلام کی ہیبت اقوامِ عالم پر چھائی ہوئی تھی ہم جس طرف رُخ کرتے مُلکوں کے مُلک فتح ہو جاتے ہم ہر فرعون صفت شہنشاہ کا تخت اُلٹ کر تاج چھین لیتے تھے کسی کو ہمارے مقابلہ میں آنے کی جرأت نہ تھی،،

قارئین! اگر ہم اس بیماری کے اسباب کو جان لیں تو علاج بہت آسان ہو جائے گا۔

ہم سے پہلے بھی بہت سے اربابِ علم و دانش اور لیڈرانِ قوم و ملّت نے بہت غور و فکر کیا ہے اور طرح طرح کی تدبیریں سوچیں قسم قسم کے علاج کئے مگر!

مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دوا کی

کسی نے سوچا اس کا علاج صرف دولت ہے مال کماؤ ترقی مل جائے گی۔

کسی نے کہا! اِس کا علاج عزت ہے کونسل کے ممبر بن جاؤ عزت مل جائے گی۔

کسی نے سوچا پارٹی بناؤ لیڈر بن جاؤ کامیاب ہو جاؤ گے۔
کسی نے کہا! حکومت کی کُرسی مل جائے تو بیڑا پار ہو جائے گا۔
کسی نے سوچا! بہت بڑا عہدہ حاصل ہونے سے کامیابی مل جائے گی۔
کسی نے سوچا کارخانے لگا لو مالدار ہو جاؤ عزت مل جائے گی۔

الغرض ہر کوئی اپنی سوچ کے مطابق کامیابی کے حصول کے لئے تگ و دو کرتا رہا۔ میں کہتا ہوں! اے لوگو! اگر مالدار ہونا کامیابی ہوتی تو قارون بڑا کامیاب ہوتا کیونکہ مال کے حساب سے تو وہ بہت سے خزانوں کا مالک تھا۔

اگر تاج و تخت کا مالک ہونا کامیابی ہوتی تو نمرود کو بڑا کامیاب ہونا چاہیے تھا کیونکہ وہ تمام دُنیا کا بادشاہ تھا۔

اگر عہدہ والا ہونا کامیابی ہوتی تو یزید بڑا کامیاب ہوتا کہ حکومت کا بہت بڑا عہدیدار بن بیٹھا تھا حالانکہ صدیوں سے ان سب پر مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں لعنت ہو رہی ہے تو معلوم ہوا کہ کامیابی کوئی اور شے ہے! (تسہیل انوار احمدی)

کامیاب و کامراں ہوگا وہی
جس نے کی طاعت رسول اللہ کی

قارئین! کامیابی کیا ہے، اللہ رب العزت نے فرمایا!
اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ (سورۃ النسا آیت ۵۹)
یعنی کامیاب وہ ہے جس نے اللہ اور اُس کے رسول کی اطاعت کی۔
کامیاب و کامران وہ ہے جس نے اللہ کے محبوب کی پیروی کی۔

اللہ تبارک و تعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں بھی حضور سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور آپ کے احکامات کو اپنی زندگی کا مقصد و محور بنانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حق کا ہے فرمان بس مقصود یہ
کیجئے طاعت رسول اللہ کی

(محمد مقصود مدنی)

فِدَاكَ كُلُّ شَيْءٍ يَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نبوتِ مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اور

تکمیلِ دین

و

ختمِ نبوت

اسلام کی تکمیل بھی مقصود ہے اُن پر
اور ختمِ نبوت کا بھی تاج اُن کو مِلا ہے

دین کی تکمیل کی ہے آپ نے
آپ ہیں مقصودِ رُوحِ کائنات

قارئین محترم!

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا اور آپ پر تکمیلِ دین فرمادی اور پوری انسانیت کے لئے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ورسالت کو لازم فرمادیا، اور اِس عظیم بشارت کو قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا!

اَلْیَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِیْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْكُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ؕ فَمَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ مُتَجَانِفٍ لِّاِثْمٍ ۙ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ③

ترجمہ! آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پُوری کر دی اور تمہارے لئے اسلام کو دین پسند کیا تو جو بھوک پیاس کی شدت میں ناچار ہو یوں کہ گناہ کی طرف نہ جھکے تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

(سورۃ المائدہ آیت ۳)

قارئین! دین اسلام تمام دینوں سے زیادہ کامل ہے اس لئے کہ دین اسلام کے بانی امام الانبیاء تاجدارِ کائنات محبوبِ خُدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور آپ تمام مذاہب و اَدیان کے بانیان سے اعلیٰ واشرف ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تشریف آوری سے تمام سابقہ اَدیان منسوخ ہو گئے اب شریعت محمدیہ ہی قیامت تک کے لئے رائج ہے اگر کوئی شخص دیگر انبیاء کی نسبت اختیار کرتا ہے تو اُس کو اُس کا کوئی اجر نہیں ملے گا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نبوّت کو ختم فرمادیا اور آپ کے ذریعے وہ شریعت نافذ فرمائی جو قیامت تک کے انسانوں کے لئے رہنما ہے۔

دین اسلام کامل ہے

مفسّرِ شہیر حضرت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں !

یہ آیت کریمہ بظاہر تو دین اسلام کا کامل ہونا بیان فرما رہی ہے مگر ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت بھی بتا رہی ہے کہ اس کا شان نزول یہ ہے کہ حج الوداع کا سال ہے یعنی جب اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آخری حج ادا فرمایا جمعہ کا دن ہے نویں تاریخ ذِی الحجّہ ہے۔

عصر کے بعد کا وقت ہے محبوبِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اونٹ پر جلوہ گر ہیں اور خطبہ حج ارشاد فرما رہے ہیں کہ عین اسی حالت میں یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اتفاق سے اس دن چھ عیدیں جمع تھیں تین عیدیں تو مسلمانوں کی اور تین عیدیں دوسری قوموں کی یعنی دسمبر کی پچیسویں تاریخ بڑا دن، عیسائیوں کی عید، یہود کی بھی عید تھی اور مجوس کی بھی مسلمانوں کے لئے جمعہ کا دن وہ عید، حج کا دن وہ عید، محبوب کی دید یہ عید غرضیکہ سارے عالم میں خُوشی ہی خُوشی ہے ایسی عیدیں آج تک کبھی جمع نہ ہوئیں۔

(تفسیر روح البیان)

خُدا نے آج اپنا دین کامل کردیا لوگو
مکمّل کرنے والے ہیں مُحمد مُصطفٰے لوگو
خُدا نے مُصطفٰے پر آج تکمیلِ فضیلت کی
ہوا مقصود رَب کا آج لطف بے بہا لوگو

سب اَدیان منسوخ کردیئے گئے

مفسّرین فرماتے ہیں!

اس آیت میں چند فائدے حاصل ہوتے اولاً تو یہ کہ اب تک کہ سارے دین ادیانِ موسوی وعیسوی وغیرہ غیر مکمل تھے، وقتی طور پر دُنیا میں جاری کئے گئے پھر منسوخ کردیئے گئے مگر دین اسلام ایسا مکمل کہ اس میں کوئی کمی زیادتی نہ کرسکے اور نہ کوئی قرآن کو بدل سکے اور نہ نیا نبی بن کر آئے نہ کبھی یہ دینِ منسوخ ہو جیسے کہ طبیب اپنے کمزور مریض کو اولاً مختلف دوائیں اور

غذائیں بدل بدل کر دیتا ہے پھر جب پوری طاقت مریض میں آجاتی ہے تو اس کو اعلیٰ غذا پر چھوڑ دیتا ہے یا کہ بچہ کو گھٹی میں دودھ وغیرہ اولاً عارضی غذائیں دی گئی پھر جب بچہ طاقتور ہو گیا۔

تمام قوانین کی تکمیل ہو گئی

حضرت مولانا سیّد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں !

اور امورِ تکلیفیہ میں حرام و حلال کے جو احکام ہیں وہ اور قیاس کے قانون سب مکمل کر دیئے، اسی لئے اس آیت کے نُزول کے بعد بیانِ حلال و حرام کی کوئی آیت نازل نہ ہوئی اگرچہ وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ نازل ہوئی مگر وہ آیت موعظت و نصیحت ہے۔

مفسّرین کرام فرماتے ہیں کہ دین کامل کرنے کے معنی اسلام کو غالب کرنا ہے جس کا یہ اثر ہے کہ حجۃ الوداع میں جب یہ آیت نازل ہوئی کوئی مُشرک مُسلمانوں کے ساتھ حج میں شریک نہ ہو سکا۔ ایک قول یہ ہے کہ معنٰی یہ ہیں کہ میں نے تمہیں دشمن سے امان دی۔ ایک قول یہ ہے کہ دین کا اِکمال یہ ہے کہ وہ پچھلی شریعتوں کی طرح منسوخ نہ ہوگا اور قیامت تک باقی رہے گا

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک یہودی آیا اور اس نے کہا کہ اَے امیر المومنین آپ کی کتاب میں ایک آیت ہے اگر وہ ہم یہودیوں پر نازل ہوئی ہوتی تو ہم روزِ نُزول کو عید مناتے۔

فرمایا ! کون سی آیت؟

اس نے یہی آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ پڑھی۔

آپ نے فرمایا ! میں اس دن کو جانتا ہوں جس میں یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اس کے مقامِ نُزول کو بھی پہچانتا ہوں وہ مقامِ عرفات کا تھا اور دن جُمعہ کا، آپ کی مراد اس سے یہ تھی کہ ہمارے لئے وہ دن عید ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے!

آپ سے بھی ایک یہودی نے ایسا ہی کہا آپ نے فرمایا کہ جس روز یہ نازل ہوئی اُس دن ۲ دو عیدیں تھیں جمعہ و عرفہ۔

(ترمذی شریف)

خُوشی منانا جائز ہے

قارئین! اِس سے معلوم ہوا کہ کسی دینی کامیابی کے دن کو خوشی کا دن منانا جائز اور صحابہ سے ثابت ہے ورنہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ صاف فرما دیتے کہ جس دن کوئی خوشی کا واقعہ ہو اس کی یادگار قائم کرنا اور اس روز کو عید منانا ہم بدعت جانتے ہیں،

اس سے ثابت ہوا کہ عیدِ میلاد منانا جائز ہے کیونکہ وہ اعظم نِعَمِ الٰہیہ کی یادگار و شکر گزاری ہے۔ مکہ مکرمہ فتح فرما کر کہ اس کے سوا کوئی اور دین قبول نہیں۔

اللہ کا پیغام پُہنچایا

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام لوگوں کو اللہ کے دین کی طرف بلایا اور تمام انسانوں کے لئے خطبہء حجۃ الوداع کی صورت میں ایک ایسا قانون اور ضابطہ عطا فرمایا جس پر عمل کر کے تمام انسانیت فلاح حاصل کر سکتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خُطبہء حجۃ الوداع میں تمام انسانوں کے حقوق و فرائض اس انداز سے بیان فرما دیئے جو کہ ہر پہلو سے قیامت تک کے انسانوں کے لئے رہنما اُصول رہیں گے۔

کوئی نیکی مقبول نہ ہو گی

قارئین ! اگر کوئی شخص سیّدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائے بغیر خواہ کتنے بھی اچھے اعمال کرے وہ اللہ کے ہاں مقبول نہیں ہوں گے سب اعمال مردود ہیں اس لئے کہ کفر ایک قسم کا زہر ہے اگر کسی کے کھانے میں زہر پڑا ہو اور پھر اس میں تمام عُمدہ مصالحہ ڈال کر تیار کیا جائے تو جو بھی کھائے گا مرے گا جس درخت کی جڑ کٹ گئی ہو پھر اس کے پتوں کو عمدہ پانی دیا جائے تو بے کار ہے اسی طرح غلامیِ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نہیں کچھ کرو سب بیکار ہے۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دین کو کامل فرما دیا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بدولت اس دین کو تمام انسانوں کے لئے نعمتِ عظمیٰ قرار دیا گیا یہ دین ایسا کامل اور مکمل دین ہے کہ اس میں قیامت تک کمی بیشی نہیں ہو سکتی۔

اللہ تعالیٰ نے اسلام کو تمام انسانوں کے لئے پسند فرمایا تو تمام انسانوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اللہ کی پسند پر راضی ہوں اللہ نے دین اسلام کو تمام ادیان کا ناسخ بنایا ہے اس لئے ہم تمام مذاہب کے لوگوں کو دعوت دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے دین کی طرف آئیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی نبوّت سے سرفراز فرمایا جس کا اقرار انبیاء کرام کی ارواح سے بھی لیا گیا۔

آج کے دور میں بعض لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ اللہ کے پیارے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نبوت چالیس سال کی عمر مبارک میں عطا کی گئی حالانکہ یہ عقیدہ اہلِ سُنّت کے مُسلّمہ عقائد کے خلاف ہے تمام مفسّرین، محدّثین اور سیرت نگار اس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اُس وقت تاجِ نبوت سے سرفراز فرما دیا تھا جب کہ ابھی حضرت آدم علیہ السلام وجود میں نہ آئے تھے۔

پتھر حضور کی نبوت کو پہچانتا تھا

قارئین! اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نبوت سے سرفراز فرما رکھا تھا لیکن اعلانِ بعثت کے بعد اظہار نبوت فرمایا گیا آپ کی نبوت کو پتھر بھی جانتے تھے اور یہ اعلانِ نبوت سے پہلے کی بات ہے تو جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کو چالیس کی عمر کے بعد تسلیم کرتے ہیں وہ اُن پتھروں سے بھی ناقص ہیں کہ ذی شعور ہوتے ہوئے بھی حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر اعتراضات کرتے ہیں۔

حدیث ملاحظہ فرمائیں!

عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ إِنِّي لَاَعْرِفُ حَجَرًا بِمَكَّةَ كَانَ يُسَلِّمُ عَلَيَّ قَبْلَ اَنْ أُبْعَثَ إِنِّي لَاَعْرِفُهُ الْآنَ.

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں مکہ کے اس پتھر کو پہچانتا ہوں جو اعلانِ نبوّت سے قبل مجھے سلام کیا کرتا تھا، میں اس پتھر کو اب بھی پہچانتا ہوں۔"

(صحیح مسلم شریف کتاب الفضائل)

حضور کی نبوّت پر ایمان لانا

سید الکونین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی پر ایمان لانا اُسی طرح لازم ہے جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ کی توحید کو تسلیم کرنا لازم ہے۔ کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرے اور سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوّت ورسالت پر ایمان نہ لائے اور آپ کی شانِ ختم نبوت کو تسلیم نہ کرے وہ مومن نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کے محبوب اور اللہ کے نائب ہیں۔

آپ امام الانبیاء بھی ہیں اور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نبی اللہ بھی ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حبیبِ خدا بھی ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم باعثِ تخلیقِ کائنات بھی ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وَجہِ وجودِ کائنات بھی ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مظہرِ جمالِ رَب العالمین بھی ہیں۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رَحمۃ اللعالمین بھی ہیں اور آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی ہیں۔

جس طرح اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان کی تکمیل اللہ کی تمام صفات واسماء پر ایمان لائے بغیر نہیں ہوسکتی اسی طرح امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے دی گئی عظمت ورفعت اور آپ کے درجاتِ رفیعہ پر کو مانے بغیر ایمان نامکمل ہے۔

تمام لوگ اِس بات کو جانتے ہیں کہ کفّار و مشرکینِ مکہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صادق وامین جانتے تھے لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے مقامِ رسالت کا اعلان کیا تو یہ سب لوگ مخالف ہو گئے؛

معلوم ہوا کہ سیّدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کچھ صفات کو تسلیم کرنے کے باوجود اُن لوگوں کو ایمان حاصل نہ ہوسکا، آج کے عہد میں بھی بعض لوگ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفات اور آپ کے مقامات کو تسلیم کرنے سے ہچکچاتے ہیں بلکہ بسا اوقات تو اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے آپ کو دیئے گئے مقامات و درجات کا انکار کر دیتے ہیں ایسے لوگوں کا ایمان ناقص نہیں تو اور کیا ہے اور آپ کو معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں ناقص ایمان قبول نہیں ہوتا، صرف کامل ایمان قبول ہوتا ہے۔

قارئین!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو امام الانبیاء بنایا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اقوال وافعال۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حرکات وسکنات۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چلنا پھرنا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تمام سُنتوں کی حیثیت مسلّمہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تعارف قرآن پاک میں آپ کی شان وعظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ

محمد (ﷺ) اللہ تعالیٰ کے نبی اور رسول ہیں،

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا

فرما دیجئے! اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں۔

(سورۃ الاعراف آیت ۱۵۸)

نبوّت قیامت تک کے لئے

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت قیامت تک کے لئے ہے اور آپ کی بعثت مبارکہ تمام لوگوں کی طرف ہے اِسی لئے آپ کے مقامِ نبوت و رسالت کو تسلیم کئے بغیر چارہ نہیں بعض لوگ اپنی کم علمی اور جہالت کی بنیاد پر آپ کو صرف اللہ تعالیٰ کا پیغامبر تسلیم کرتے ہیں اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ آپ ہمارے لئے اللہ کا پیغام لے کر آئے اور پیغام دینے کے بعد آپ کا تشریعی کام ختم ہو گیا ہے۔

یہ بات اِنتہائی بدبختی کی علامت ہے اِس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اشرف الانبیاء بھی بنایا ہے اور امامِ الانبیاء بھی بلکہ تمام انبیاء سے آپ کی نبوت ورسالت کو تسلیم کرنے کا عہد بھی لیا ہے۔ ایسی عظیم ہستی اور اس کے بارے میں یہ کہنا جبکہ آپ کے بارے میں اللہ عزّوجل نے اتنا کچھ بتا دیا ہے کہ اس کی حیثیت صرف مبلغ کی ہے، اس سے زیادہ نہیں، ایسا دعویٰ سراسر نالائق، بے علمی اور جہالت ہے۔

سب رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

قارئین! سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت و رسالت اور آپ کا مقام و مرتبہ تمام انبیاء سے افضل و اعلیٰ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا!

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ۘ مِنْهُمْ مَّنْ كَلَّمَ اللّٰهُ وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ

ترجمہ! یہ رسول ہیں کہ ہم نے ان میں ایک کو دوسرے پر افضل کیا ان میں کسی سے اللہ نے کلام فرمایا اور کوئی وہ ہے جسے سب پر درجوں بلند کیا۔

(سورۃ البقرہ آیت ۲۵۳)

قارئین! اِس آیت میں اِس اَمر کا اظہار ہے کہ انبیاء کرام کے مراتب جُداگانہ ہیں۔ بعض حضرات بعض سے افضل ہیں اگرچہ نبوّت میں سب برابر ہیں مگر کمالات و فضائل میں ایک دوسرے پر برتری حاصل ہے۔ (خازن مدارک)

وَرَفَعَ بَعْضَهُمْ دَرَجٰتٍ۔ سے حضور سرورِ انبیاء، محبوبِ کبریا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ گرامی مُراد ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سب انبیاء پر رفعت وعظمت بخشی ہے۔ قرآن نے درجوں کے شمار کا ذکر نہ کیا جس سے واضح ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مقام ومرتبہ اتنا بلند وبالا ہے جو کسی کے وہم وخیال میں بھی نہیں آسکتا اور آپ کے درجہ کی بلندی کا ادراک انسان کی سرحدِ عقل سے باہر ہے۔

حضور فضل وشرف کے سُورج، علم وحکمت کے چاند اور انبیاء کے سردار اور تمام رسولوں سے افضل اور تمام کمالات کے پیکرِ حسین ہیں۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں!

انا سید العالمین میں سارے جہان کا سردار ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

یٰسٓ ۝۱ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝۲ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝۳

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سید ہیں، انہیں ان کے رب نے پیدا ہی سیادت (سرداری) کے لئے کیا مگر سید کہلانے سے ایسے ہی بے نیاز ہیں جیسے اللہ رب العزت رب کہلانے سے بے نیاز کوئی کہے یا نہ کہے، کوئی مانے یا نہ مانے اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے اور اس کا محبوب رسول سید العالمین ہے حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔

اَنَا سیدُ وُلدِ آدم روزِ قیامت میں تمام آدمیوں کا سردار ہوں۔

(مسلم ابوداؤد)

وُلد وَلد کی جمع ہے ظاہر کہ وُلدِ آدم کے دائرہ میں ہر بشر، ہر انسان، ہر آدم داخل ہے جملہ اوّلین وآخرین اس جملہ میں شامل ہیں خود سیدنا آدم علیہ السلام بھی اس میں شامل ہیں جس کی تصریح خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمائی ہے کہ

آدم ومن دونہ تحت لوائی

آدم اور ان کے سوا جتنے ہیں سب میرے جھنڈے تلے ہوں گے۔

(ترمذی۔ ابن ماجہ)

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس تو سید الاوّلین وآخرین ہے ہی مگر حضور سے فیض پاکر اور مشکوٰۃ نبوت سے نورِ بصیرت کی

دولت حاصل کرنے والے نفوسِ قُدسیہ بھی سیادت کے شرف سے مشرف ہو گئے۔

(مقام مصطفےٰ ص ۴۵۔۴۶)

اسمِ گرامی احمد ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

وَمُبَشِّرًۢا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنۢ بَعْدِي اسْمُهُۥٓ أَحْمَدُ

اوران رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے

(سورۃ الصف آیت ۶)

رب تعالیٰ اور حاملین عرش اور تمام پاکیزہ لوگ اس مبارک ہستی پر درود وسلام بھیجیں جس کا اسمِ گرامی احمد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے والا کون ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ طیبّہ کا لمحہ لمحہ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے گزرا۔ غارِ حرا کی خَلوت ہو یا حرم کعبہ کی جَلوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہر مقام پر اپنے مالک حقیقی کا نام لے لے کر ذروں کو بھی آفتاب بنا دیا۔

ذرّوں کو آفتاب بنایا حضور نے
حق کا پیام سب کو سنایا حضور نے
سب انبیاء کے لب پہ ہے مقصودؔ اُن کا نام
وہ مرتبہ عظیم ہے پایا حضور نے

گزشتہ آسمانی کتابوں میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسمِ مبارک "احمد" کا تذکرہ تھا اور اسی نام کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو انبیاء کرام جانتے تھے کہ وہ نبی آخر الزماں جن کے بعد کوئی اور نبی نہ ہو گا ان کا نام احمد ہو گا یعنی جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دنیا پر تشریف نہیں لائے تھے تو اس وقت احمد تھے جب دنیا کو اپنے نُورِ محمدیت سے نورٌ علیٰ نور کیا تو ربّ نے محمد بنا دیا۔

احمد ہے آسماں پہ محمد زمین پر
مقصودؔ اُن کے چرچے ہیں عرشِ برین پر

موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ اَے موسیٰ جو شخص احمد کا منکر ہوگا میں اسے جہنم میں ڈال دوں گا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اَے اللہ احمد کون ہیں؟ فرمایا وہ ہیں مخلوقات میں جن سے بہتر کوئی نہیں جس کا نام آسمان اور زمین پر پیدائش سے قبل میں نے عرش پر لکھ دیا اور جنت میں اس وقت تک کوئی داخل نہ ہوگا جب تک وہ خود اور ان کی ساری اُمت نہ داخل ہو جائیں۔

(خصائص کبریٰ)

قرآنِ مجید کی اِس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ مبارک احمد کے ساتھ آپ کے تشریف لانے کی بشارت دی ہے۔

اَدیان و مذاہب میں بشارات

اللہ تعالیٰ نے انسانیت کی ہدایت کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء ورُسل دنیا میں مبعوث فرمائے۔ کوئی رسول کسی علاقے کی طرف کوئی ایک قبیلے یا قوم کی طرف، کوئی رسول ایک ملک کی طرف بھیجا گیا مگر باعثِ تخلیق کائنات، سید المرسلین، خاتم الانبیاء، امام الانبیاء، محبوب رب العالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوقات کے لئے رسول بنا کر مبعوث فرمایا تمام انبیاء کو اللہ تعالیٰ نے معجزات عطا فرمائے لیکن میرے اور آپ کے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے سر سے لیکر پاؤں تک معجزہ بنایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و رفعت اللہ تعالیٰ قرآن میں یوں بیان فرماتا ہے۔

ہم نے آپ کی خاطر آپ کے ذکر کو بلند کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کا ذکر اس قدر بلند کیا ہے کہ جہاں خُدا کا ذکر وہاں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہے۔

جہاں تک خدا کی خدائی ہے وہاں تک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مصطفائی ہے۔ تمام

انبیاء و رسل بھی اس رفعت و عظمت والے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر و چرچا کرتے رہے۔

تفسیر طبری

تفسیر طبری میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا قول مُبارک اسی آیت کے تحت یوں ہے کہ۔" آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک جتنے پیغمبر گزرے، اللہ نے ہر ایک سے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کی تصدیق اور تائید کا پختہ قول و قرار لیا۔

تفسیر خزائن العرفان نے بھی مولا علی مشکل کشا علیہ السلام کا یہ تفسیری حاشیہ نقل کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام اور انکے بعد جس کسی کو نبوت عطا فرمائی ان سے سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت عہد لیا اور ان انبیاء نے اپنی قوموں سے عہد لیا کہ اگر ان کی حیات میں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوں تو آپ پر ایمان لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت کریں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

صرف کتب آسمانی ہی نہیں بلکہ تمام مذاہب عالم میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی بشارت موجود ہے۔"

سب انبیاء نے دی ہے بشارت حضور کی
ارواح پہ رہی ہے حکومت حضور کی
رب کی کتابوں اور صحیفوں میں ہے یہ بات
مقصودِ دوجہاں ہے رسالت حضور کی

تفسیر ضیاء القرآن

تفسیر ضیاء القرآن میں حضرت پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمتہ اللہ علیہ انجیل برنباس باب ۹۷ صفحہ ۱۱۳ کے حوالہ سے رقمطراز ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا !

ترجمہ! مسیحا کا نام "تعریف کیا گیا" ہے اللہ تعالیٰ نے جب ان کی روح

مبارک کو پیدا کیا اور آسمانی آب وتاب میں رکھا تو خود ان کا نام رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) انتظار کرو میں نے تیری خاطر جنّت کو پیدا کیا ہے ساری دنیا کو پیدا کیا ہے اور بے شمار مخلوقات کو پیدا کیا ہے جب میں تجھے دنیا میں بھیجوں گا تو تمہیں نجات دہندہ رسول بنا کر بھیجوں گا۔ تیری بات سچی ہوگی۔ آسمان اور زمین فنا ہو سکتے ہیں لیکن تیرا دن کبھی فنا نہیں ہو سکتا۔ آپ نے کہا کہ "محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم" ان کا بابرکت اسم گرامی ہے۔

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ بات مکمل کی تو ان کے تمام سامعین نے فریاد اور زاری شروع کر دی اور بار بار التجا کرنے لگے۔

اے اللہ! اپنے رسول کو ہماری طرف بھیج۔ یا رسول اللہ! دنیا کی نجات کے لئے جلد تشریف لے آئیے۔

سبحان اللہ! وہ عظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کہ جس کی بشارتیں انبیاء اور رسول دیتے آئے اور اُن کی اُمتیں اس کے ظہور کی دُعائیں کرتی رہیں۔ خُداوندِ قدوس نے محض اپنے فضل و احسان سے ہمیں عطا فرما دیا۔ انجیل میں ہے!

> حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اُٹھائے جانے کے بعد تین روز کے لئے دوبارہ رُوئے زمین پر تشریف لائے تھے اس موقع پر آپ نے اپنے شاگردوں کو وہی مشن جاری رکھنے کی ہدایت کی جس کے لئے آپ کو بھیجا گیا تھا۔ اس جگہ پھر آپ نے فرمایا کہ مجھ پر چوروں کے درمیان مصلوب ہونے کی بدنامی کا جو داغ لگا ہے اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دھو ڈالیں گے۔

(انجیل برناس صفحہ ۱۳۱)

یوحنا کی انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وہ خطاب موجود ہے جو انہوں نے اپنے حواریوں کے ایک خاص اجتماع سے ارشاد فرمایا۔ تاہم میں تمہیں سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا ہی

تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر میں نہ جاؤں تو فارقلیط تمہارے پاس نہ آئے گا۔ اگر میں جاؤں تو میں اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا۔ فارقلیط کے معنی "احمد" ہیں۔

ابوداؤد اور مسلم کی روایت میں حضرت ابوموسیٰ اشعری سے مروی ہے۔

انا محمد وانا احمد وانا حاشر۔

یعنی میں محمد ہوں، میں احمد ہوں، میں حاشر ہوں۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ

اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے (سورۃ الصف آیت ۶)

تفسیر خزائن العرفان

کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن کے حاشیہ خزائن العرفان میں حضرت صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب صحابہ کرام نجاشی بادشاہ کے پاس گئے تو نجاشی نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں جن کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بشارت دی اگر اُمور سلطنت کی پابندیاں نہ ہوتیں تو ان کی خدمت میں حاضر ہو کر کفش برداری کی خدمت بجالاتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے شاگرد برناباس کو رب کریم کا پیغام سناتے ہوئے کہتے ہیں کہ یعنی "میرا رسول چاند ہے جو مجھ سے سب کچھ لیتا ہے اور ستارے میرے نبی ہیں جنھوں نے تمہیں میری مرضی کی تبلیغ کی ہے۔"

(خزائن العرفان)

قارئین! اللہ تبارک وتعالیٰ نے دین اسلام کو قیامت تک کے لئے نافذ العمل فرمادیا ہے اب دین میں کسی ترمیم کی گنجائش موجود نہیں یہ دین دینِ کامل ہے اس لئے قیامت تک کوئی اِسے منسوخ نہیں کرسکتا، سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء بن کر تشریف لائے اور آپ کو دینِ کامل عطا کیا گیا ہے اس لئے یہی دین تمام انسانیت کے لئے ہدایت کا سرچشمہ ہے اور جو بھی اِس دین سے دُور رہے گا وہ ہرگز ہدایت حاصل نہیں کرسکے گا۔

سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر پر نازل ہونے والا قرآن حیات کا ابدی پیغام ہے اور اس کی تشریح و توضیح سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت و اُسوہ سے ظاہر ہے۔

اب ہم سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے حوالہ سے تحقیق پیش کر رہے ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں حق کہنے اور حق پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں

تاجدار جہاں خاتم الانبیاء
اُن کی ختم نبوت کی کیا بات ہے
سارے نبیوں کے مقصود جو ہیں نبی
اُن کی شانِ رسالت کی کیا بات ہے

قرآن مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾

محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں ہاں اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے

(سورۃ احزاب آیت ۴۰)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہہ خاتم النبیین کر یہ اعلان فرمادیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی آخری نبی ہیں اور اب قیامت تک کسی کو نہ منصب نبوت پر فائز کیا جائے گا اور نہ ہی منصب رسالت پر۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم النبین ہونے کا معنیٰ یہ ہے کہ آپ سلسلہ نبوت کی آخر کڑی ہیں اللہ تعالیٰ نے جو ہدایت کا نظام قائم فرمایا اُس کی تکمیل آپ کی ذات بابرکات پر کردی گئی۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قبل جتنے بھی انبیاء ومرسلین آئے زمان ومکان کے اعتبار سے اُن کی شریعتیں محدود تھیں اور جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت مبارکہ ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے نبی بنا کر بھیجا اس میں نہ تو زمانے کی قید ہے اور نہ ہی جغرافیا کی تمام انسانوں کے لئے آپ رحمت بھی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے آخری نبی بھی۔

تخلیق وبعثتِ سیّدالکونین

حضور سرورِکائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تخلیق کے اعتبار سے سب سے پہلے ہیں اور اپنی بعثت کے اعتبار سے سب سے آخر میں مبعوث ہوئے علاّمہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انہی صفات کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں !

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فُرقاں وہی یسٰیں وہی طٰہٰ

(علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام انبیاء کے بعد بعثت کا مقصد یہی سامنے آتا ہے کہ آپ کی اوّلیت کا بھی اظہار ہوجائے اور آپ کے آخری نبی ہونے کا بھی اعلان ہوجائے۔

اہلِ سُنّت عقیدۂ ختم نبوت پر کامل ایمان رکھتے ہیں اور جو کوئی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت اور آپ کی خاتمیت کے بارے میں شُبہ کرے اُسے دائرہ اسلام سے خارج تصوّر کرتے ہیں۔ احناف کے امام فیضیاب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام امام اعظم امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں !

جو شخص کسی جھوٹے مدعیِ نبوت سے دلیل طلب کرے وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے۔

کیونکہ دلیل طلب کرکے اس نے اِجرائے نبوّت (نبوت جاری ہے) کے اِمکان کا عقیدہ رکھا (اور یہی کفر ہے)

اسلام کا بنیادی اُصول

اللہ تعالیٰ کی توحید اور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت و رسالت اور آپ کے آخرالزمان نبی ہونے پر اسلام کی بنیاد ہے ہمارے آقا و مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم ہوا سرکارِ دوعالم نُورِ مجسّم، خاتم النّبیین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سلسلہ نبوّت کی آخری کڑی ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کسی شخص کو منصبِ نبوّت پر فائز

نہیں کیا جائے گا۔

قارئین! عقیدہ ختمِ نبوّت اِسلام کی جان ہے اسی عقیدہ پر شریعت اور دین کا مدار ہے۔
کُتبِ احادیث وسیر کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاتم النبیین ہونے پر تمام اُمت کا اجماع ہے۔
تمام مفسّرین کا اس پر اتفاق ہے کہ "خاتم النبیین" کے معنیٰ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آخری نبی ہیں، آپ کے بعد کسی کو "منصب نبوت" پر فائز نہیں کیا جائے گا۔
تفسیر بیضاوی اور احمدی میں ہے اور امام راغب نے اِسے مفرادات القرآن میں بیان فرمایا ہے۔

وخاتم النبوة لانه ختم النبوة ای تممها بمجیه۔
یعنی آپ کو خاتم نبوت اس لئے کہا گیا کہ آپ نے نبوت کو اپنے تشریف لانے سے ختم اور مکمل کر دیا ہے۔

تاجدارِ جہاں خاتم الانبیاء
اُن کی ختمِ نبوت کی کیا بات ہے
سارے نبیوں کے مقصود جو ہیں نبی
اُن کی شانِ رسالت کی کیا بات ہے

خاص فضیلت کا اظہار

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو صفت خاتم الانبیاء عطا فرمائی گئی اور یہ صفت تمام کمالات نبوت ورسالت میں آپ کی اعلیٰ فضیلت اور خصوصیت کو ظاہر کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے دینِ اسلام کو آپ پر مکمل فرمایا اور یہ آپ کا خاصہ ہے جو کسی دوسرے نبی اور رسول کو حاصل نہیں۔
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس فضیلت کو بیان کرنے سے دوسرے انبیاء کی نبوت ورسالت کی تنقیص نہیں ہوتی بلکہ حضور کی نبوت اُن تمام انبیاء پر مہر ہے۔

اب کوئی نبی نہیں آئے گا

حضرت امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے

خاتم الانبیاء ہونے کے حوالہ سے لکھا ہے۔

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خاتم الانبیاء ہونے سے یہ مراد ہے کہ وصف نبوت آپ کے بعد منقطع ہو گیا، اب کسی کو یہ وصف اور منصب نہیں ملے گا، اس سے اس مسئلہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا جس پر امت کا اجماع ہے اور قرآن اس پر ناطق ہے اور احادیث رسول جو تقریباً درجہ تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں اس پر شاہد ہیں وہ یہ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آخر زمانے میں نازل ہوں گے، کیونکہ ان کو نبوت اس دنیا میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے مل چکی تھی۔

حضور کا اِعلانِ ختمِ نبوّت

صحیح بخاری و مسلم وغیرہ میں تمام کُتب حدیث میں حضرت ابوہریرہ کی یہ روایت اُسناد صحیح کے ساتھ آئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! بے شک میری مثال اور مجھ سے پہلے انبیاء کرام کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے ایک محل تعمیر کیا اور اسے مکمل خوبصورتی اور عمدگی کے ساتھ بنایا سوائے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ کے، لوگ اس کے گرد چکر لگاتے ہیں اور اس پر خوشی کا اظہار کرتے اور کہتے ہیں یہ اینٹ کیوں نہ لگائی گئی؟ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! میں ہی وہ اینٹ ہوں اور میں ہی آخری نبی ہوں

(صحیح البخاری، ج ۱ ص ۵۰۱)

آخری اینٹ قصرِ نبوّت کی ہیں
میرے محبوب ہیں خاتم الانبیاء
مُہر سب انبیاء پر ہے اُن کی لگی
وہ ہیں مقصودِ رَب وہ شہِ دوسرا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا!

اِنَّ الرِّسَالَةَ وَالنُّبُوَّةَ قَدْ انْقَطَعَتْ فَلَا رَسُوْلَ بَعْدِیْ وَلَا نَبِیَّ

اب نبوت اور رسالت کا اِنقطاع عمل میں آچکا ہے لہٰذا میرے بعد نہ کوئی رسول آئے گا اور نہ کوئی نبی۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۱۶۳)

اس حدیث پاک سے ثابت ہوگیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "الاقتصاد فی الاعتقاد" میں آیتِ مذکورہ کی تفسیر اور عقیدہ ختم نبوت کے متعلق یہ الفاظ لکھے ہیں !

بیشک اُمّت نے اس لفظ (یعنی خاتم النبیین اور لا نبی بعدی) سے اور قرائن احوال سے با جماع یہی سمجھا ہے کہ آپ کے بعد ابد تک نہ کوئی نبی ہوگا، اور نہ کوئی رسول اور یہ کہ نہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ تخصیص

قاضی عیاض نے اپنی کتاب شفا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کو کافر اور کذاب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکذیب کرنیوالا اور آیت مذکورہ کا منکر کہہ کر یہ الفاظ لکھے ہیں!

اُمت نے اجماع کیا ہے کہ اس کلام کو اپنے ظاہر پر محمول کیا جائے اور اس پر کہ اس آیت کا نفس مفہوم ہی مراد ہے بغیر کسی تاویل یا تخصیص کے اس لئے ان تمام فِرقوں کے کُفر میں کوئی شک نہیں، (جو کسی مُدّعیِ نبوّت کی پیروی کریں) بلکہ ان کا کفر قطعی طور سے اِجماعِ اُمّت اور نقل یعنی کتاب وُسنّت سے ثابت ہے۔

(شفا شریف)،

اُن کی جو ختمِ نبوّت پر نہیں رکھتا یقیں
جان لیں مقصود وہ تو دین سے بیزار ہے

ختمِ نبوّت کے حوالہ سے چند احادیث

میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کسی قسم کا نبی نہیں۔

(ابوداؤد شریف ج ۲ ص ۲۲۸)

مجھے تمام مخلوق کی طرف مبعوث کیا گیا اور مجھ پر نبیوں کا سلسلہ ختم کر دیا گیا۔

(مشکوٰۃ شریف ۵۱۲)

رِسالت و نبوّت ختم ہو چکی ہے پس میرے بعد نہ کوئی رسول ہے اور نہ نبی۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۵۱)

میں آخری نبی ہوں اور تُم آخری اُمت ہو۔

(ابن ماجہ ص ۲۹۷)

میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی اُمّت نہیں۔

(مجمع الزوائد ج ۳ ص ۲۷۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سلسلہء نبوت اور رسالت کی آخری کڑی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے اپنی ختمِ نبوت کا واضح لفظوں میں اعلان فرمایا۔
خاتم النبیّین کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر سلسلہ نبوت ختم کر دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں یا بعد میں کوئی نیا نبی نہیں ہو سکتا۔ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

اَنَا خَاتَمَ النَّبِیِّیْنَ لَا نَبِیَ بَعْدِیْ

میں خاتم النبیّین ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔

(ترمذی شریف ج ۲ ص ۳۹۹)

اِن احادیث و روایات سے معلوم ہوا کہ سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں اور اہلِ اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا جو آپ کے بعد کسی نبی کے آنے پر یقین رکھے وہ بددین اور کافر ہے۔

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تکریمِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُن کی تکریم کا حکم رب نے دیا
اُن کی تعظیم ہی اصل ایمان ہے
اُن کی تعظیم مقصود جو نہ کرے
خالی ایمان سے ایسا انسان ہے

سب مومنوں پہ فرض ہے تکریمِ مُصطفٰے
مومن وہی ہے جس نے کی تکریمِ مُصطفٰے
مقصودؔ جس نے مانا ہے اللہ کی بات کو
تعظیم مصطفٰے کی وہ کرتا ہے باوفا

تعظیم محبوب خدا کا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے بعض لوگ تعظیم کو شرک قرار دیتے ہیں ایسے لوگ ایمان کی لذّت سے آشنا نہیں اس لئے کہ جس کام کا حکم اللہ تعالیٰ خُود ارشاد فرمائے وہ شرک کیسے ہوسکتا ہے۔

ہمارے ہاں ایسے بدعقیدہ لوگوں کی کمی نہیں جو قرآن پاک کی آیات کی من چاہی تفسیر کرتے ہیں بلکہ وہ آیاتِ قرآنیہ جو کُفّار ومُشرکین کے حق میں نازل ہوئی ہیں اُن کو انبیاء واولیاء اور عام مسلمانوں پر چسپاں کردیتے ہیں ایسے لوگوں کو حضرت عبداللہ ابنِ عباس نے شریر ترین لوگ قرار دیا ہے۔

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم وتوقیر ایمان ہی نہیں ایمان کی جان بھی ہے۔

اسی لئے امام اہلسنت الشاہ احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا !

شرک ٹھہرے جس میں تعظیمِ حضور
اُس بُرے مذہب پہ لعنت کیجئے

قارئین! تعظیمِ رسول کے بغیر تکمیل ایمان ہو ہی نہیں سکتی اس لئے کہ ایمان قبول کرنے کا تقاضا ہی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے معبود حقیقی ہونے کے ساتھ ساتھ آپ کی رسالت کی گواہی دی جائے۔

مومن جب اللہ کی توحید کا اقرار کرے گا ساتھ ہی منصبِ رسالت کو بھی تسلیم کرے گا اور جب منصبِ رسالت کو تسلیم کرے گا تو سرکار کی تعظیم بھی لازم ہو جائے گی۔

تعظیم کے بغیر عبادت

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظمت وشان کو تسلیم کرنا اور آپ کے آداب کا لحاظ رکھنا لازم ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم کے بغیر تمام اعمال بیکار ہیں اس لئے اللہ رب العزت نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم وتوقیر کو فرض قرار دیا ہے۔

سارے جہان سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عزیز تر جاننا ضروری ہے بلکہ اپنی جان سے بھی عزیز تر جاننا ایمان ہے اس کے بغیر ایمان کامل نہیں ہوسکتا۔

قارئین! بغیر ایمان تعظیم حضور کسی کام کی نہیں اور بغیر تعظیم ایمان کامل نہیں بلکہ کوئی بھی عبادت اللہ تعالیٰ کے ہاں قابل قبول نہیں۔

مفتی احمد یار خان رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو تعظیمِ رسول کا حکم ارشاد فرماتے ہوئے کسی قسم کی قید نہیں لگائی گئی بلکہ جو تعظیمیں شریعت نے حرام فرمائی ہیں جیسے سجدۂ تعظیمی اور تعظیمی رکوع کرنا ان کے علاوہ جو بھی تعظیم تم سے ممکن ہو کرو۔

(شانِ حبیب الرحمٰن ص ۲۰۷)

تعظیمِ مصطفٰے تو ہے ایمان کی سند
توقیر شاہِ والہ ہے اللہ کو پسند
تعظیم جو کرے گا رسالت مآب کی
مقصود ہوگا سارے جہاں میں وہ فتح مند

قارئین! سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مُطلقاً تعظیم ضروری ہے بلکہ آپ سے منسوب چیزوں کی تعظیم بھی ضروری ہے۔

آپ کے نام کی تعظیم کرنا بھی ضروری ہے۔

آپ کے شہر کی تعظیم بھی ضروری ہے۔

آپ کے اہل بیت کی تعظیم بھی ضروری ہے۔

آپ کے اصحاب کی تعظیم بھی ضروری ہے۔

آپ کی مسجد کی تکریم بھی ضروری ہے۔

آپ کے لباس کی تعظیم بھی ضروری ہے۔

آپ کے بال مبارک کی تعظیم بھی ضروری ہے۔

آپ کے نعلین شریف کی تعظیم بھی ضروری ہے۔

قارئین! تعظیم رسول کے حوالہ سے بے شمار واقعات کُتب تاریخ وسیّر میں منقول ہیں اگر تعظیم شرک یا بدعت ہوتی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسی جماعت یہ اُمور کیسے سرانجام دے سکتی تھی۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حُجرات کا بھی ادب کرتے۔

صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تبرّکات کا بھی ادب کرتے صحابہ کرام حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک کا بھی ادب کرتے تھے اگر یہ شرک ہوتا وہ یہ اعمال کیسے کرسکتے تھے۔

اصحابِ تھے توقیرِ نبی کرتے ہمیشہ
اصحاب کے دل میں تھا ادب پیارے نبی کا
مقصود جو تعظیمِ نبی شرک ہے کہتا
وہ اُمّتی ہو سکتا ہے کب پیارے نبی کا

تعظیم وتوقیر مصطفٰے ایمان ہے

اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو آدابِ دربارِ رسالت سے خود آگاہ فرمایا ہے آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں تکریم مصطفٰے ملاحظہ فرمائیں!

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ط

اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو اور صبح وشام اللہ کی پاکی بولو۔

(سورۃ فتح آیت ۹)

مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتا ہے اور پھر اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرتا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی تسبیحات کرتا ہے لیکن مُنافق اللہ تعالیٰ کی تسبیحات وعبادت تو کرتا ہے لیکن اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتوقیر نہیں کرتا اس Definition کے مطابق مومن وہی ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ کی عبادت کے ساتھ اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم بھی کرے اور توقیر بھی اللہ کی وحدانیت کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار ایسے کرے کہ تعظیم و توقیر مصطفےٰ کو اپنے ایمان کی جان سمجھے۔

اِیمان کی تکمیل کا اظہار ہے تعظیم
اِس حکمِ خُدا میں کہاں ہو پائے گی ترمیم
مقصود جسے اَدبِ رسالت نہیں معلوم
کر پائے گا کیسے بھلا اللہ کی تکریم

حضور کو کیسے پکارا جائے

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ؕ

رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

(سورۃ النور آیت ۶۳)

سیّد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں ! جس کو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پکاریں اس پر اجابت و تعمیل واجب ہو جاتی ہے اور ادب سے حاضر ہونا لازم ہوتا ہے اور قریب حاضر ہونے کے لئے اجازت طلب کرے اور اجازت سے ہی واپس ہو۔

اور ایک معنٰی مفسرین نے یہ بھی بیان فرمائے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ندا کرے تو ادب وتکریم اور توقیر و تعظیم کے ساتھ آپ کے معظّم القاب سے نرم آواز کے ساتھ متواضعانہ ومنکسرانہ لہجہ میں یا نبی اللہ

یارسول اللہ یا حبیب اللہ کہہ کر حاضری دے۔

اس آیتِ کریمہ میں حاضریٔ دربارِ رسالت کے آداب بیان کئے گئے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ کوئی مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارکہ کے حوالہ سے غلطی کر بیٹھے اور اپنے سارے اعمال سے ہاتھ دھو بیٹھے۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے صحابہ کرام کو مخاطب فرمایا ہے اور صحابہ کرام کے ساتھ ساتھ قیامت تک آنے والے تمام مؤمنین ومومنات، مسلمین ومسلمات کو مخاطب فرما کر بارگاہِ رسالت کا ادب سکھایا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنین کو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے عرض ومعروض کرنے کے آداب بھی سکھائے ہیں اور یہ بتایا ہے کہ اے مسلمانو تمہارے لئے یہ بات کسی طرح بھی مناسب نہیں کہ تم جس طرح چاہو میرے محبوب کو پکار لو بلکہ تمہیں اس بارگاہ کا خیال رکھنا ہوگا اور یہاں گفتگو کرتے ہوئے آدابِ رسالت کو ملحوظ رکھنا ہوگا۔

اس آیت مبارکہ کا دوسرا مفہوم تفسیر روح البیان میں حضرت اسمٰعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان فرمایا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُس طرح نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یا محمد، یا احمد، یا ابنِ عبداللہ، یا یہ کہ اے بھائی، اے باپ وغیرہ خطابات سے پکارنا حرام ہے بلکہ یارسول اللہ، یا حبیب اللہ، یا شفیع المذنبین وغیرہ القابات سے پکارا جائے۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قریب ودُور ہر جگہ سے پکارا جاسکتا ہے کیونکہ القابات کے ساتھ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارنا صحابہ سے بھی ثابت ہے۔

اللہ نے توقیرِ نبی خود ہے سکھائی
اللہ کے فرمان کو قرآن میں پڑھ لو

(محمد مقصود مدنی)

حضور کی اجازت ضروری ہے

قارئین! اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنین کو آداب رسالت سکھاتے ہوئے فرمایا ہے کہ تم جس طرح اپنے گھروں میں چلے آتے ہو ایسے میرے محبوب کے دولت کدہ پر حاضری نہ دو بلکہ پہلے آپ سے اجازت طلب کرو اور پھر حاضری پیش کرو حکم ربانی ہے!

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَدْخُلُوا۟ بُيُوتَ ٱلنَّبِىِّ إِلَّآ أَن يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَىٰ طَعَامٍ غَيْرَ نَٰظِرِينَ إِنَىٰهُ وَلَٰكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَٱدْخُلُوا۟ فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَٱنتَشِرُوا۟ وَلَا مُسْتَـْٔنِسِينَ لِحَدِيثٍ ۚ إِنَّ ذَٰلِكُمْ كَانَ يُؤْذِى ٱلنَّبِىَّ فَيَسْتَحْىِۦ مِنكُمْ ۖ وَٱللَّهُ لَا يَسْتَحْىِۦ مِنَ ٱلْحَقِّ ۚ

اے ایمان والو نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو ہاں جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بیشک اس میں نبی کو ایذا ہوتی تھی تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۵۳)

حضرت سید نعیم الدین مراد آبادی اس آیتِ مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں!

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گھر مرد کا ہوتا ہے اور اسی لئے اس سے اجازت حاصل کرنا مناسب ہے، شوہر کے گھر کو عورت کا گھر بھی کہا جاتا ہے اس لحاظ سے کہ وہ اس میں سکونت کا حق رکھتی ہے اسی وجہ سے آیت وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلَىٰ فِى بُيُوتِكُنَّ میں گھروں کی نسبت عورتوں کی طرف کی گئی ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مکانات جن میں حضور کے ازواجِ مطہرات کی سکونت تھی اور حضور کے پردہ فرمانے کے بعد بھی وہ اپنی حیات تک انہی میں رہیں وہ حضور کی ملک تھے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ازواجِ طاہرات کو ہبہ نہ فرمائے تھے بلکہ سکونت کی اجازت دی تھی اسی لئے ازواجِ مطہرات کی وفات کے بعد ان کے وارثوں کو نہ ملے بلکہ مسجد شریف میں داخل کر دیئے گئے جو وقف ہے اور جس کا نفع تمام مسلمانوں کے لئے عام ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں پر پردہ لازم ہے اور غیر مَردوں کو کسی گھر میں بے اجازت داخل ہونا جائز نہیں ۔ آیت اگرچہ خاص ازواجِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں وارد ہے لیکن حکم اس کا تمام مسلمان عورتوں کے لئے عام ہے۔

جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو جماعتیں کی جماعتیں آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہو کر چلی جاتی تھیں، آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھے رہ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت دیر تک ٹھہرے رہے، مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرَج ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کر سکے، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اٹھے اور ازواجِ مطہرات کے حُجروں میں تشریف لے گئے اور دورہ فرما کر تشریف لائے، اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پھر واپس ہو گئے یہ دیکھ کر وہ لوگ روانہ ہوئے تب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم دولت سرائے میں داخل ہوئے اور دروازہ پر پردہ ڈال دیا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اس سے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کمالِ حیا اور شانِ کرم وحسنِ اخلاق معلوم ہوتی ہے کہ باوجود ضرورت کے اصحاب سے یہ نہ فرمایا کہ اب آپ چلے جایئے بلکہ جو طریقہ اختیار فرمایا وہ حسنِ آداب کا اعلیٰ ترین معلّم ہے۔

اللہ کا فرماں ہے کہ تعظیمِ نبی کر
اللہ کا فرماں ہے کہ تکریمِ نبی کر
آدابِ رسالت کا تقاضا بھی یہی ہے
مومن ہے جو مقصود تو تعظیمِ نبی کر

اُونچی آواز ہوئی عُمر کا سرمایا گیا

قارئین ! اس آیت مبارکہ میں مومنین کو تنبیہ فرمائی گئی ہے کہ جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے بات کرو تو اپنی آوازوں کو پست رکھو کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو گوارا نہیں کہ کوئی شخص اُس کے محبوب کے سامنے بلند آواز سے گفتگو کرے حکم ملاحظہ فرمائیں !

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا

تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿۲﴾

اَے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔

(سورۃ الحجرات آیت ۲)

قُرآن مجید نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ادب واحترام و نیازمندی کا اس درجہ خیال رکھنے کا حکم دیا ہے کہ آپ کی آواز پر آواز بلند نہ کرو۔

مُفسّرین لکھتے ہیں! یعنی جب حضور میں کچھ عرض کرو تو آہستہ پست آواز سے عرض کرو، یہی دربارِ رسالت کا ادب واحترام ہے۔

اس آیت میں حضور کا اجلال واکرام وادب واحترام تعلیم فرمایا گیا اور حکم دیا گیا کہ ندا کرنے میں اَدب کا پُورا لحاظ رکھیں جیسے آپس میں ایک دوسرے کو نام لے کر پکارتے ہیں اس طرح نہ پکاریں بلکہ کلماتِ ادب و تعظیم و توصیف و تکریم والقابِ عظمت کے ساتھ عرض کرو جو عرض کرنا ہو کہ ترکِ ادب سے نیکیوں کے برباد ہونے کا اندیشہ ہے۔

حضرت خواجہ فخر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس آیت کی تفسیر اپنے اشعار میں یوں بیان فرمائی ہے!

بابِ جبریل کے پہلو میں ذرا دھیرے سے
فخر جبریل کو یہ کہتا ہوا پایا گیا
اپنی پلکوں سے درِ یار پہ دستک دینا
اُونچی آوازِ ہوئی عُمر کا سرمایہ گیا

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت ثابت بن قیس بن شماس کے حق میں نازل ہوئی انہیں ثقلِ سماعت تھا اور آواز ان کی اونچی تھی، بات کرنے میں آواز بلند

ہوجایا کرتی تھی، جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت اپنے گھر میں بیٹھ رہے اور کہنے لگے کہ میں اہلِ نار سے ہوں، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے ان کا حال دریافت فرمایا، انھوں نے عرض کیا کہ وہ میرے پڑوسی ہیں اور میرے علم میں انہیں کوئی بیماری تو نہیں ہوئی، پھر آ کر حضرت ثابت سے اس کا ذکر کیا، ثابت نے کہا، یہ آیت نازل ہوئی اور تم جانتے ہو کہ میں تم سب سے زیادہ بلند آواز ہوں تو میں جہنمی ہوگیا، حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے یہ حال خدمتِ اقدس میں عرض کیا تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ اہلِ جنت سے ہیں۔

تعظیم کے ساتھ پکارو

آیت بالا میں حکم دیا گیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اجلال و اکرام، ادب و احترام ہر معاملہ میں فرض ہے۔

قارئین! مندرجہ بالا حوالوں سے معلوم ہوا کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کرنے میں بھی احتیاط لازم ہے کوئی شخص اونچی آواز میں آپ سے گفتگو کرنے کا حق نہیں رکھتا اگر وہ ایسا کرے گا تو اپنے تمام اعمال ضائع کر بیٹھے گا مفسّرین لکھتے ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بات اس طرح نہ کی جائے جیسے آپس میں ایک دوسرے سے بے تکلف ہوکر کی جاتی ہے یا نام لے کر پکارا جاتا ہے حضور کو جب ندا کی جائے پُکارا جائے تو تعظیم و توقیر سے جب یاد کیا جائے تو معزّز و پر عظمت القاب سے پھر حد یہ ہے کہ قرآن نے یہ تصریح کر دی کہ اگر آدابِ نبوت کا خیال نہ رکھا گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معاملہ میں ذرا بھی سوءِ ادب سے کام لیا گیا تو عمر بھر کی نیکیاں برباد ہوجائیں گی۔

حضور بُلائیں تو حاضر ہونا فرض ہے

يَآاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں۔

(سورۃ انفال آیت ۲۴)

تفسیر خزائن العرفان میں سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں !رسول کا بلانا اللہ ہی کا بلانا ہے۔

بُخاری شریف میں سعید بن معلّٰی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں مسجد میں نماز پڑھتا تھا مجھے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پکارا میں نے جواب نہ دیا پھر میں نے حاضرِ خدمت ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا ہے کہ اللہ اور رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔

یہ آیت کریمہ نعت پاک محبوب علیہ السلام کے پھولوں کا ایک گلدستہ ہے اس میں بہت طریقوں سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نعت شریف ثابت ہے اولاً تو اس طرح کہ رب العالمین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بارگاہ میں رہنے کا ادب سکھایا خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نہ فرمایا کہ آپ ان کو اپنا ادب سکھاؤ بلکہ خود رب نے سکھایا کہ اے مسلمانو! اس درگاہ میں رہنے کا ادب یہ ہے کہ اگر تم کو کسی وقت یہ ہمارے محبوبؐ پکاریں تو تم کسی حال میں بھی ہو نماز میں ہو کسی وظیفہ میں مشغول ہو یا گھر کے کسی کام میں ہو جس حال میں بھی ہو تمام کاروبار چھوڑ کر فوراً بارگاہِ مُصطفٰے میں حاضر ہو جائے۔

حضرت ابی بن کعب نماز پڑھ رہے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آواز دی جلدی سے نماز ادا کر کے حاضرِ بارگاہ ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! دیر کیوں ہوئی۔

عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! حالت نماز میں تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! کیا تم نے یہ آیت نہیں پڑھی۔

يَاۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں۔

جس سے معلوم ہوا کہ نمازی پر لازم ہے نماز چھوڑ کر حضور کے بُلانے پر حاضر ہو جائے اس لئے کہ حضور کے بُلانے سے بندہ نماز ہی میں رہتا ہے۔

(شان حبیب الرحمان ص ۹۵)

ادب کی تاکید کی گئی ہے

اللہ رب العالمین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اس بارگاہ میں رہنے کا ادب سکھایا، خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نہ فرمایا کہ آپ ان کو اپنا ادب سکھاؤ بلکہ خود رب العالمین نے سکھایا کہ اے مسلمانو ! اس درگاہ میں رہنے کا ادب یہ ہے کہ اگر تم کو کسی وقت ہمارے محبوب پکاریں تو تم کسی حال میں ہو جس حال میں ہو تمام کاروبار چھوڑ کر فوراً بارگاہِ مصطفیٰ میں حاضر ہو جاؤ بالکل دیر نہ لگاؤ۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل دیکھنا چاہیے کہ انہوں نے کس طرح اس پر عمل کیا۔

جے مقصود محمد سرور اپنے کول بلاوے
روزے حج نمازاں چھڈ کے پاک نبی ول آوے
ایہہ گل ہے مقصود قرآنی دِلوں نہ کوئی بھلاوے
جیہڑا سُنے نہ گل نبی دی سارے عمل گواوے

نبی سے آگے نہ بڑھو

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ﴿۱﴾

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ سنتا جانتا ہے

(سورۃ الحجرات آیت ۱)

مفتی نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں یوں رقم طراز ہیں! یعنی تمہیں لازم ہے کہ اصلاتم سے تقدیم واقع نہ ہو، نہ قول میں، نہ فعل میں کہ تقدیم کرنا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادب و احترام کے خلاف ہے بارگاہِ رسالت میں نیازمندی و آداب لازم ہیں۔

آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ چند شخصوں نے عیدِ اضحیٰ کے دن سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے قربانی کر لی تو ان کو حکم دیا گیا کہ دوبارہ قربانی کریں اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ بعض لوگ رمضان سے ایک روز پہلے ہی روزہ رکھنا شروع کر دیتے تھے، ان

کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی اور حکم دیا گیا کہ روزہ رکھنے میں اپنے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے تقدم نہ کرو۔

مصطفےٰ سے آگے بڑھنا جُرم ہے
آیا ہے مقصود یہ قرآن میں

رسول کو ایذا دینا منع ہے

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا ﴿۵۷﴾

بیشک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۵۷)

وہ ایذا دینے والے کُفار ہیں جو شانِ الٰہی میں ایسی باتیں کہتے ہیں جن سے وہ منزّہ اور پاک ہے اور رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکذیب کرتے ہیں ان پر دارین میں لعنت آخرت میں۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں غلط عقیدہ رکھنا اور اُن کو مومن نہ سمجھنا حضور کی اذیت کا باعث ہے اِس لئے اِن نفوسِ قُدسیہ کے بارے میں بات کرتے ہوئے سو بار سوچنا چاہیے اگر اُن کو مومن نہ سمجھو گے تو حضور کو اذیت دو گے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دو گے تو لعنت کا طوق تمہارے گلے میں ڈالا جائے گا۔

وہ لوگ جنہوں نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلِ بیت کو ظلماً شہید کیا اُن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذیت دی اِسی بنا پر اہلِ حق علماء اُن لوگوں پر جنہوں نے یہ ظُلمِ عظیم کیا تھا لعنت بھیجتے ہیں اور یہ لعنت بھیجنا اللہ تبارک وتعالیٰ کی سُنّت جاریہ ہے۔ جو لوگ اہلِ بیت کے دُشمنوں پر لعنت بھیجنے کو ناجائز سمجھتے وہ اِس آیت کے مفہوم سے نا آشنا ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے بارے میں بدکلامی کرنا بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت کا باعث ہے جو لوگ صحابہ کو سبّ وشتم کرتے ہیں وہ حضور کو اذیت دیتے ہیں اور

اللہ کی لعنت کے حقدار ٹھہرتے ہیں۔

یارسول اللہ کہہ کر پُکارو

قارئین! بعض لوگوں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے لفظوں کا غلط استعمال کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے مومنوں کے لئے حکم نازل فرما دیا ارشاد باری تعالیٰ ہے!

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْا ؕ وَ لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۱۰۴﴾

اے ایمان والو رَاعِنَا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔

قارئین!

اللہ تبارک وتعالیٰ کو گوارا نہیں کہ کوئی شخص اُس کے محبوب ومُطلوب حضرت محمد مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کے حوالے سے سوچ بھی سکے جب بعض بدبختوں مُشرکوں اور منافقوں نے ایسی گستاخی کرنے کا ارادہ کیا تو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمت وتوقیر خود بیان فرما دی۔

مفسّرین لکھتے ہیں!

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ صحابہ کرام کا دستور یہ تھا کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کچھ کلام فرماتے اور صحابہ کرام کی سمجھ میں کوئی کلمہ نہ آتا تو عرض کرتے رَاعِنَا یَارَسُوْلَ اللّٰه یا حبیب اللہ اس کلام میں ہماری رعایت فرمایئے۔ یعنی ہماری خاطر دوبارہ فرما دیجئے۔ یہ کلمہ راعنا یہود کی زبان میں ایک گالی تھی یہود بھی خدمت اقدس میں یہ ہی کلمہ بری نیت سے کہتے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

چنانچہ مُسلمانوں کو یہ کلمہ بولنے سے روک دیا گیا اور فرمایا گیا کہ اے مسلمانوں اس کلمہ کی بجائے تم اُنْظُرْنَا کہا کرو۔ یعنی اگر چہ یہ کلمہ نیک نیتی سے کہتے ہو اور اچھے معنیٰ مراد لیتے ہو مگر یہود کو

تو اس کی وجہ سے گستاخی کا موقع مل جاتا ہے۔

جس کو شانِ مُصطفےٰ کی ہے خبر
اُس پہ ہے مقصودؔ اللہ کی نظر
جس کو شانِ مصطفےٰ سے بَیر ہے
ہے جہنّم ہی یقیناً اُس کا گھر

(محمد مقصود مدنی)

محبوب کی عظمت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کی شان وعظمت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمادیا کہ میں مالک حقیقی کسی کو ایسی بات کہنے کی اجازت نہیں دوں گا جس سے میرے محبوب کی ادنیٰ گستاخی ہونے کا اندیشہ بھی ہو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان خود بڑھائی ہے اس آیت سے یہ معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں کوئی ہلکی بات منہ سے نکالنا اگرچہ بُری نیت سے نہ ہو کفر ہے۔

فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نعلین پاک کی بھی ادنیٰ گستاخی کی کافر ہو گیا۔

کدّو کی تعظیم بھی ضروری ہے

قارئین! اللہ رب العزت نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو عظمتیں اور شانیں عطا فرمائی ہیں اُن کا احاطہ ممکن نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پسندیدہ چیزوں کو پسند کرنا مومن کے لئے لازم ہے اور جن چیزوں کو آپ نے ناپسند فرمایا ہے اُن سے بچنا بھی لازم ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سبزیوں میں کدو شریف کو پسند فرماتے تھے اسی لئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی حضور کی پسندیدہ چیز کو پسند فرماتے تھے کدو شریف کے حوالہ سے ایک واقعہ تاریخ کی کتابوں میں مرقوم ہے ملاحظہ فرمائیں!

ہارون رشید کے دستر خوان پر کدو پک کر آیا۔ کسی نے کہا کدو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مرغوب تھا دوسرے نے کہا لیکن مجھے پسند نہیں اس پر امام ابو یوسف نے قتل کے ارادے سے تلوار نکال لی اور حکم فرمایا تو مُرتد ہو گیا کیونکہ تُو نے اپنی بے رغبتی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقابلہ میں ذکر کیا اس نے توبہ کی تب چھوڑا۔

(شرح فقہ اکبر، ملا علی قاری)

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تکریم کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پسند کو ناپسند نہیں کیا جا سکتا محبت کا تقاضا یہی ہے کہ محبوب کی پسند کو اپنی پسند پر غالب رکھا جائے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خوشبو پسند فرماتے تھے ہمیں خوشبو پسند کرنی چاہیے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نماز کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیتے تھے ہمیں بھی نماز کا اہتمام کرنا چاہیے اگر ہم محبت میں سچے تو محبوب کی ہر ادا کو اپنانا ضروری ہے اور یہی تکریم مصطفےٰ کا تقاضا ہے۔

قارئین! ادب و احترامِ نبوت کا خیال نہ رکھنا اعمالِ خیر کی بربادی کا سبب ہے اور اگر کسی نے قول و فعل اور اشارہ سے حضور سید کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کا ارتکاب کیا تو ایسا شخص دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور اِس مسئلہ پر علمائے متقدمین و متاخرین نے تحقیقی کتب تالیف فرما رکھی ہیں اور تمام علماء اِس بات پر متفق ہیں کہ حضور سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین کرنے والا جہنمی ہے۔

جو تعظیم محمد سے کنارا کر لیا تو نے
تجھے اعمال تیرے لے کے جائیں گے جہنم میں

(محمد مقصود مدنی)

تعظیمِ مصطفےٰ اور اکابرینِ اُمّت

تابعین اور تبع تابعین، ائمہ و اکابرینِ اسلام، اعلامِ اُمت الغرض تمام اسلاف کا عقیدہ بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرز عمل پر مبنی ہے۔ یہی طریقہ تابعین اور تبع تابعین نے اختیار کیا اور امام مالک اور دیگر ائمہ و اولیاء نے بھی۔

قاضی عیاض الشفا میں اس کو اپنی سند کے ساتھ تحقیق سے روایت کرتے ہیں، ایک دفعہ خلیفہ اور بادشاہِ وقت ابوجعفر المنصور مسجدِ نبوی میں آیا۔ وہ تھوڑی اُونچی آواز سے بات کرنے لگا۔ امام مالک رضی اللہ عنہ پاس کھڑے تھے۔ فرمایا !اے خلیفہ وقت!

لا ترفع صوتك في هذا المسجد

"یہ مسجد نبوی ہے اس میں آواز بلند نہ کرنا۔"

اب عام مسجد بھی اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، مگر فرمایا: اس مسجد میں آواز بلند نہ کرنا۔

فان الله لادّب قوما : (لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ).

اللہ تعالیٰ نے اُمت کو ادبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ درس دیا ہے خبردار! اپنی آوازیں مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آوازوں سے اونچی نہ کرنا۔

(سورۃ الحجرات آیت ۲)

آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال بھی ہو گیا مگر بعد از وصال بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ادب ویسے ہی ہے جو ظاہری حیات میں تھا۔

امام مالک رضی اللہ عنہ نے ادب سکھاتے ہوئے یہ فرمایا۔ جس قوم نے اپنی آوازیں ادبِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں پست کر لیں، اللہ نے ان کی مدح اور تعریف کی۔ پھر یہ آیت تلاوت کی!

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی

بیشک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے۔

(سورۃ الحجرات آیت ۳)

گویا تقویٰ، ادب و تعظیمِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے نصیب ہوتا ہے۔ اور پھر فرمایا جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے ادبی کی اللہ تعالیٰ نے اُن کی مذمت کی ہے!

اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ اَكْثَرُهُمْ لَا یَعْقِلُوْنَ

بیشک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں اکثر بے عقل ہیں

(سورۃ الحجرات آیت ۴)

خلیفہ ابو جعفر منصور کو یہ آیات سنا کر نصیحت کی گئی۔

اس کے بعد خلیفہ نے پوچھا کہ اب دُعا کا وقت ہے۔ اے امام مالک! بتایئے کیا میں دعا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر انور کی طرف چہرہ کر کے کروں یا ادھر پشت کر کے قبلہ رُخ ہو کر دعا کروں؟ امام مالک نے جواب دیا!

لمَ تصرف وجهك عنه وهو وسليتك ووسيلة أبيك آدم لِی اللہ یوم القیامة

تم اُس ہستی سے اپنا چہرہ کیوں پھیرتے ہو جو تُمہارا بھی وسیلہ ہے اور تُمہارے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا بھی قیامت تک وسیلہ ہے۔

آپ اندازہ کریں اُن کے یہ آداب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد تھے۔

حضرت ایوب السختیانی ایک امام جلیل القدر راوی ہیں۔ اکثر کتب حدیث میں ان سے روایات مروی ہیں۔ وہ امام مالک کے شیوخ اور آپ کے اساتذہ میں تھے۔ امام مالک سے پُوچھا گیا کہ ان کا درجہ حدیث میں کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: خدا کی قسم! میں نے جتنے شیوخ اور اساتذہ سے حدیث روایت کی ہے۔ میں نے ایوب السختیانی سے بہتر اور افضل کوئی شخص نہیں پایا۔ پوچھا گیا: ان کی فضلیت کا سبب کیا ہے؟ فرمانے لگے!

میں ان کے پاس رہتا تھا اور میں نے ان کے ساتھ دو حج کئے۔ وہ حدیث بیان کرتے۔ میں پہلے نہیں لکھتا تھا۔ لیکن خدا کی قسم! میں نے دیکھا ہے کہ جب بھی تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر آتا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام سنتے، اُن کی آنکھیں چھم چھم حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق میں رونے لگ جاتیں۔ وہ اتنا روتے کہ ان کی حالتِ زار پر ہمیں رحم آ جاتا۔ جب میں نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق میں اتنا غرق دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی عزت کی قسم! حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اِسی تعظیم اور عشق کو دیکھ کر میں نے ان سے حدیث لکھنا شروع کی۔ تو میں نے جو ان سے حدیث روایت کی اس کا سبب بھی ان کا عشق اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ہے۔

حضرت مصعب بن عبد اللہ جلیل القدر تابعین میں سے ہیں۔

حضرت امام مالک فرماتے ہیں کہ جب کبھی ان کے سامنے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر ہو جاتا۔ ان کا رنگ تبدیل ہو جاتا، زار و قطار رونے لگ جاتے، اتنا روتے کہ ان کی حالت غیر ہو جاتی حتیٰ کہ لوگ انہیں اسی حالت میں چھوڑ کر چلے جاتے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام اور ذکر سن کر ان کا گریہ و بکا نہ رکتا۔

(شفا شریف ص ۵۲۱)

تعظیمِ مصطفیٰ اور صحابہ کرام

حضرت اُسامہ بن شریک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں باریاب ہوا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چاروں طرف صحابہ جمع تھے ان کی یہ کیفیت تھی گویا اُن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔

(ابوداؤد شریف ج ۴ ص ۱۹۲)

مُصعب بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ بیشک میں نے امام جعفر بن محمد الصادق کو دیکھا ہے حالانکہ

وکان کثیر الدعابة والتبسم، فإذا ذکر عندہ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصفرّ

وہ انتہائی خوش مزاج اور ظریف الطبع تھے۔ لیکن جب بھی ان کے سامنے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ جمیل کیا جاتا تو ان کا چہرہ زرد ہو جاتا تھا۔

(شفا شریف ص ۵۲۱)

ہَیبت وجلالِ محمدی

حضرت عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے بارے میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ جب کبھی مجلس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر ہوجاتا تو خدا کی قسم ان کے چہرے کا رنگ اس طرح ہوجاتا کہ جیسے کسی نے خُون نچوڑ لیا ہو اور زبان گنگ ہوجاتی۔ ان کی زبان سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے عشق اور محبّت اور ہَیبت، ہیبت وجلال محمدی میں کوئی کلمہ نہیں نکلتا تھا۔

(شفا شریف ص ۵۲۲)

ذکرِ محبوب کے اثرات

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ مزید فرماتے ہیں: میں نے عامر بن عبداللہ بن زبیر کو دیکھا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر ہوجاتا تو نام سن کر زاروقطار رو پڑتے اور چیخ نکل جاتی۔

اور دوسری روایت بیان کرتے ہوئے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے امام زہری کو دیکھا کہ جب آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر آجاتا ان کی حالت اتنی غیر ہوجاتی کہ سامنے بیٹھے ہوئے دوست کو بھی پہچان نہ سکتے اور نہ کوئی ان کو پہچان سکتا کہ یہ امام زہری ہیں۔

(شفا شریف ص ۵۲۲)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ عنہ فرماتے ہیں! میں نے امام صفوان بن سلیم کو دیکھا کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ذکر ہوتا تو نام سنتے ہی ان کی چیخ وپکار نکل جاتی، اتنا روتے کہ آہ وبکا کی آواز بلند ہوجاتی تھی۔

(شفا شریف ص ۵۲۲)

عشق جنہاں دے دلیں سمایا رون کار اُناہاں
مِلدے روندے وِچھڑے روندے روندے ٹُردیاں راہاں

(میاں محمد بخش)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ امام ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں!

وہ کثیر التبسم تھے، مسکرانا ان کا معمول تھا مگر ادھر آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیث بیان کرنے کا وقت آتا تو سارا جسم لرزہ بر اندام ہو جاتا اور کانپنے لگ جاتے۔

(شفا شریف ص ۵۲۲)

امام مالک اور تکریم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

امام مالک رضی اللہ عنہ کے محبت و ادب کے بارے میں قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں!

"مُطَرِّف فرماتے ہیں کہ جب لوگ حضرت امام مالک کے پاس آتے تو پہلے آپ کی خادمہ آتی اور ان سے کہتی کہ حضرت امام رحمۃ اللہ علیہ نے دریافت فرمایا ہے کہ کیا تم حدیث کی سماعت کرنے آئے ہو یا مسئلہ دریافت کرنے؟

اگر وہ کہتے کہ مسئلہ دریافت کرنے آئے ہیں تو آپ فوراً باہر تشریف لے آتے اور اگر وہ کہتے کہ حدیث کی سماعت کرنے آئے ہیں تو آپ (اہتماماً) پہلے غسل خانہ جاتے، غسل کرتے، خوشبو لگاتے اور عمدہ لباس پہنتے۔ عمامہ باندھتے، پھر اپنے سر پر چادر لپیٹتے، تخت بچھایا جاتا پھر آپ باہر تشریف لاتے اور اس تخت پر جلوہ افروز ہوتے۔ اس طرح پر کہ آپ پر انتہائی عجز و انکساری طاری ہوتی جب تک درس حدیث سے فارغ نہ ہوتے برابر اگر کی خوشبو سلگائی جاتی رہتی۔ دیگر راویوں نے کہا کہ اس تخت پر آپ جب ہی تشریف فرما ہوتے جبکہ آپ کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیان کرنی ہوتی۔

(شفا شریف ص ۵۲۴)

حضرت ابن ابی اویس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس بارے میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا تو آپ نے فرمایا!

میں اسے بہت محبوب رکھتا ہوں کہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوب تعظیم کروں میں باوضو بیٹھ کر حدیث بیان کرتا ہوں۔

فرمایا! میں اسے مکروہ جانتا ہوں کہ راستہ میں یا کھڑے کھڑے یا جلدی میں حدیث بیان کی جائے اور فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خوب سمجھا

کر بیان کروں۔"

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عُشاق میں جذبہ تکریم اس طرح رچا بسا ہوا تھا کہ وہ ہر حال میں آپ کی تعظیم وتوقیر کا خیال رکھتے۔

اس طرح تکریم و تعظیم وہی دے سکتا ہے جس کے دل میں تعظیم وتکریم محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سمندر موجزن ہو۔

امام مالک کا جذبہ محبّت

امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ کی گلیوں میں نہیں بلکہ دیواروں کے ساتھ گھسیٹ کر چلتے کہ جن گلیوں پر حضور کے قدم لگے ہیں، ابھی تک وہی گلیاں ہیں۔ میں گوارا نہیں کرتا کہ میرے قدم وہاں ان جگہوں پر لگ جائیں، جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم رنجہ فرمایا۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں !

حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں جانور پر سوار ہو کر نہ چلتے اور فرماتے کہ مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ میں سواری کے جانور سے اِس اَرضِ مقدس کو پامال کروں جہاں اللہ عزوجل کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ فرما ہیں۔

(شفا شریف ص ۵۴۰)

اندازِ محبّت دیکھو تو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

ان کا ایک اونٹ تھا، ایک جگہ چٹیل میدان میں گھما رہے ہیں۔

کسی نے پوچھا ! یہ کیا کر رہے ہیں؟

اُنہوں نے کہا! مجھے اور کچھ معلوم نہیں۔

الا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فعلہ ففعلتہ

سوائے اس کے کہ میں نے تو ایک دن دیکھا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اونٹ کو یہاں اسی طرح چکر لگوا رہے تھے۔

(شفا شریف ص ۴۸۷، ۴۸۸)

قارئین!

عشق و محبت کا یہ انداز صحابہ کی زندگیوں میں ایسے رچا بسا تھا کہ اُنہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر ادا یاد تھی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ جو اپنے اُونٹ کو اسی جگہ چکر لگوا رہے تھے جہاں اُنہوں نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اُونٹ کو چکر لگواتے دیکھا تھا کہنے کو تو یہ ایک ادا کی نقل ہے لیکن اس سے بہت سی باتیں ظاہر ہوتی ہیں یہ حدیث مبارکہ اُن لوگوں کے لئے سوالیہ نشان ہے جو ہر بات کو شرک اور بدعت کہہ دیتے ہیں میدان میں اونٹ کو چکر لگوانا شریعت کی بات تو نہیں نہ ہی شریعت میں اس بات کا حکم دیا گیا کے ایسے ہی کیا جائے لیکن محبت یہ سب کچھ کروا رہی ہے عشق اپنا رنگ دکھا رہا ہے اب اسے چاہے شرک کہتے رہو یا بدعت کہتے رہو صحابہ کے عمل کو تاریخ سے محو نہیں کر سکتے۔

تعظیمِ نبی شرک نہیں حَاشاء و کلّا
تعظیم کا حکم آپ ہمیں دیتا ہے اللہ
مقصودؔ کہے شرک جو تعظیمِ نبی کو
مومن وہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا ہے واللہ

حکمِ محبوب پر فوری عمل

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ !

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اس کے ہاتھ سے انگوٹھی نکال کر پھینک دی اور فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی چاہتا ہے کہ آگ کا انگارہ اپنے ہاتھ میں ڈالے۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے گئے تو دُوسرے لوگوں نے کہا کہ انگوٹھی اُٹھا کر بیچ کر اس سے فائدہ حاصل کرو اُس نے کہا خُدا کی قسم میں

اِسے نہیں اُٹھاؤں گا کیونکہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پھینک دیا ہے۔

(مسلم شریف ج ۳ص ۱۶۵۵)

قارئین! صحابی کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کو فوری تسلیم کرنا اتباع بھی ہے اور عشق بھی جب دوسرے صحابہ نے اس عاشق سے کہا کہ بھائی یہ تو نے کیا کیا؟ سونا مردوں کے لئے حرام ہے لیکن عورتوں کے لئے تو نہیں۔

تو صحابی نے جذبہ عشق مصطفےٰ کے مطابق یہ جواب دیا کہ میری محبت نے یہ گوارا نہیں کیا کہ حضور نے سونے کی انگوٹھی کو ناپسند کیا ہو اور میں اُس سے فائدہ حاصل کروں مگر جس شے کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بار نفرت سے پھینک دیا ہو میں اس کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔

صحابی کا یہ اندازِ محبت دیکھیں اور اپنے قول و فعل کو دیکھیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جتنے بھی احکامات ہیں ہم اکثر اُن پر عمل نہیں کرتے آج کل سونا پہننا ایک فیشن بن گیا ہے اس کے ساتھ ساتھ یہ لوگوں کے سٹیٹس کا بھی سمبل بن چکا ہے حالانکہ یہی سونا کل کو جہنم کی آگ کی صورت اختیار کر جائے گا۔

تعظیمِ مُصطفےٰ میں نماز چھوڑ دی

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی نازل ہو رہی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ اقدس حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی گود میں تھا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم عصر کی نماز نہ پڑھ سکے۔ یہاں تک کہ سُورج غروب ہو گیا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی، اے اللہ! علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا لہٰذا اس پر سورج واپس لوٹا دے۔

حضرت اَسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں! مَیں نے اسے غروب ہوتے ہوئے دیکھا تھا اور اُسی کو دیکھا کہ وہ غروب ہونے کے بعد دوبارہ طُلوع ہوا۔

(البدایہ والنہایہ ابن کثیر ج ۶ ص ۸۳)

قارئین! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کا نمازِ عصر کو چھوڑنا جب کہ اس نماز کے لئے خصوصی طور پر سورت نازل کی گئی ہے اور عصر کے وقت کی قسم ارشاد فرمائی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ نے عصر کے وقت کی بہت اہمیت بیان فرمائی ہے اسی لئے عصر کی نماز کو دیگر نمازوں پر فضیلت حاصل ہے۔

یہی عصر کا وقت حضرت علی علیہ السلام کے لئے ایک امتحان کا وقت بن گیا ایک طرف نماز تھی دوسری طرف محبوب کا آرام تھا حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم وہ شخصیت ہیں جنہوں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ سب سے پہلے نماز ادا فرمائی وہی علی آج محبوب کی تعظیم میں عصر کی نماز قضا کر رہا ہے لیکن یہ نماز قضا نہیں ہورہی بلکہ ادا ہورہی تھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے علی کے لئے سورج کو واپس کیا تاکہ علی علیہ السلام کی نماز قضا نہ ہو۔

بال کٹوا دیئے

حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کے بال بڑھے ہوئے تھے آپ نے فرمایا! ذباب ذباب میں سمجھا کہ حضور نے مجھے حکم ارشاد فرمایا ہے میں گیا اور بال کٹوا کر دوسرے دن حاضر ہوا تو آپ مجھ سے فرمانے لگے میں نے تم سے نہیں کہا تھا لیکن اچھا کیا۔

(ابوداؤد شریف صحابہ کا عشق رسول ص ۴۳)

قارئین! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و تکریم اور آپ سے عشق و محبت کو اپنی زندگیوں میں شامل کرنا ازحد ضروری ہے کیونکہ تعظیم مصطفےٰ کے بغیر اور آپ کے احکامات پر عمل پیرا ہوئے بغیر نہ تو ایمان کامل ہوگا نہ ہی آخرت کا معاملہ درست ہوگا۔

حضور کی تعظیم کا دلنشین منظر

صحابہ کرام کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ کیسی والہانہ عقیدت و محبت تھی اس کے ثبوت میں کفار قریش کے ایک نمائندے کی زبانی جو ولولہ انگیز شہادت کتبِ حدیث میں مرقوم ہے وہ اہل ایمان کی آنکھوں کی ٹھنڈک اور جذبہ شوق کی امنگوں کے لئے ایک نوید جانفزا ہے۔

راویانِ حدیث بیان کرتے ہیں کہ صلح حدیبیہ کے موقع پر صنادید قریش نے عُروہ نام کے

ایک جہاندیدہ شخص کو حالات کا جائزہ لینے کے لئے اپنا نمائندہ بنا کر وادیٔ حدیبیہ میں بھیجا اس نے ہر رخ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر کا جائزہ لیا، قدم قدم پر صحابہ کرام کی جان نثاری اور والہانہ جذبۂ وارفتگی کے بھی اس نے مناظر دیکھے جب وہ واپس لوٹ کر مکہ گیا تو صنادید قریش کے سامنے جن الفاظ میں اس نے اپنے تاثرات کا اظہار کیا وہ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں اس نے کہا کہ !

قارئین! یہ روایت ایک ایسے شخص کی زبانی ہے جو کہ اُس وقت مسلمان نہ تھا اُس نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہ کرام کی محبت اور تعظیم کا آنکھوں دیکھا حال بیان کیا ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے صحابہ کا والہانہ اندازِ محبّت عجب منظر پیش کر رہا ہے اب کوئی شخص اس محبت اور تعظیم کو شرک اور بدعت کہتا پھرے تو یہ اُس کی اپنی مرضی ہے جبکہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غایت درجہ تعظیم اور آپ سے عشق کی عظیم داستان اس روایت میں منقول ہے ملاحظہ فرمائیں!

سن ۶ ہجری کو جب کفار مکہ نے حدیبیہ کے مقام پر مسلمانوں کو عمرہ کرنے سے روک دیا تو اس وقت مسلمانوں اور کافروں کے درمیان صلح نامہ طے پایا اس موقع پر عروہ بن مسعود بارگاہ رسالتِ مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں کفار کا وکیل بن کر آیا۔ اس نے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے حد تعظیم کرتے ہوئے دیکھا۔ اور جو اس نے محبت وادب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حیران کن مناظر دیکھے تو واپس جا کر اپنے ساتھیوں کے سامنے ان کی منظر کشی کی۔ ان تفصیلات کو حضرت مسعود بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مروان نے درج ذیل الفاظ میں روایت کیا ہے؛ "عروہ بن مسعود صحابہ کرام علیہم الرضوان کو غور سے دیکھتا رہا۔

راوی کہتے ہیں!

اللہ رب العزت کی قسم! جب بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا لُعاب مبارک پھینکتے تو کوئی نہ کوئی صحابی اسے اپنے ہاتھ میں لے لیتا اور اسے اپنے چہرے اور بدن پر مل لیتا تھا۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں کسی بات کا حکم دیتے تو وہ فوراً تعمیل میں لگ جاتے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استعمال شدہ پانی کو حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے پر ٹوٹ پڑتے۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گفتگو فرماتے تو صحابہ کرام علیہم الرضوان ہمہ تن گوش ہو کر اپنی آوازوں کو پست کر لیتے۔ اور تعظیم کے باعث آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف نظر جما کر بھی نہیں دیکھتے تھے۔

اس کے بعد عروہ اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹ گیا اور ان سے کہنے لگا اے قوم! خدا کی قسم میں (بڑے بڑے) بادشاہوں کے درباروں میں وفد لے کر گیا ہوں۔ میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے درباروں میں حاضر ہوا ہوں لیکن خدا کی قسم!

میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کے درباری اس کی اس طرح دل سے تعظیم کرتے ہوں جیسے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اصحاب ان کی تعظیم کرتے ہیں۔

(بخاری شریف) (مسند امام احمد بن حنبل ج ۴ ص ۳۲۹)

دربارِ رسالت کے جو آداب نہ جانے
اللہ کے دربار میں وہ آ نہیں سکتا
مقصودؔ جو قربان نہ ہو شاہِ عرب پر
ایمان کی لذت وہ کبھی پا نہیں سکتا

حضرت عثمان اور تعظیم مصطفےٰ

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے طویل واقعہ مروی ہے کہ جب صلح حدیبیہ کے موقع پر سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفار کی طرف سفیر بنا کر روانہ کیا گیا اور کفار نے مذاکرات کے بعد انہیں طواف کعبہ کی دعوت دی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فوراً انکار کرتے ہوئے فرمایا!

اللہ کی قسم! میں اس وقت تک کعبہ کا طواف نہیں کروں گا جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کا طواف نہیں کر لیتے۔

(بیہقی شریف ج ۹ ص ۲۲۱)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ عبادات اور اعمالِ صالحہ صحابہ کرام کے نزدیک اُس

قدر اہم نہیں تھیں، جس قدر سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم وتکریم تھی۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جذبہ محبت اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کو دیکھیں آپ نے یہ گوارا ہی نہیں کیا کہ بیت اللہ کا طواف کر لیں جبکہ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت اللہ شریف کا طواف نہ کر سکتے ہوں۔

لوگوں کے اصرار پر بھی آپ نے طواف کعبہ کو ترجیح نہیں دی بلکہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے والہانہ تعلّق کا اظہار فرمایا ہے وہ لوگ جو تعظیم رسول کو شرک اور بدعت کہتے ہیں صحابہ کرام پر کیا فتویٰ لگائیں گے؟

اصحاب کے دل عشقِ محمد سے تھے سرشار
اَصحاب نے تعظیمِ نبی کر کے دکھائی
تعظیمِ نبی پاک کو جو کہتا ہے بدعت
مقصود کہاں پائے گا وہ خیر و بھلائی

صحابہ حضور کے ہاتھوں کو بوسہ دیتے تھے

حضرت عبدالرحمن بن ابو لیلیٰ سے روایت ہے کہ !

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوئے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس پر بوسہ دیا۔

(سنن ابوداؤد کتاب الادب)

آج کے دور میں اگر تعظیماً کسی بزرگ کے ہاتھوں کو چوم لیا جائے تو فتوے بازی شروع ہو جاتی ہے یہ تو بدعت ہے یہ تو شرک ہو گیا اصل میں منافقین تعظیم سے چڑتے ہیں تعظیم نہ یہ خود کرتے ہیں اور نہ کسی کو کرتے دیکھ سکتے ہیں اس لئے بس یہی صدائیں بلند ہوتی نظر آتی ہیں کہ بدعت ہے بدعت ہے بدعت ہم کہتے ہیں اللہ کے بندو احادیث مصطفےٰ کا مطالعہ کرو تمہیں معلوم ہو جائے گا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کس طرح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتوقیر کرتے اور کس کس انداز سے اظہار محبت وعقیدت کرتے تھے۔

بھلا یہ بھی کوئی بات ہوئی کے بوسہ ہاتھوں کو دیا تو یہ بدعت ہو گیا۔
بوسہ قدموں کو دیا تو یہ بدعت ہو گیا حالانکہ ہر شخص اپنی اُولاد کو محبّت سے بوسہ دیتا ہے تو ثابت ہوا کہ بات بوسہ دینے کی نہیں بات تعظیم و توقیر کی ہے جس سے یہ لوگ خالی ہیں۔
تعظیم و توقیر مصطفےٰ کے حوالہ سے ایک اور روایت ملاحظہ کریں اس روایت سے یہ بھی ثابت ہو رہا ہے کہ صحابہ کرام سیّدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک ہاتھوں اور قدمَین شریفین کو چُوما کرتے تھے اسی لئے اہلسنّت اپنے اکابرین کے ہاتھوں کو بھی بوسہ دیتے ہیں اور قدموں کو بھی چومتے ہیں کیونکہ یہ سنت سے ثابت ہے۔

> حضرت زارع رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ وفد عبدالقیس میں شامل تھے بیان کرتے ہیں جب ہم مدینہ منورہ حاضر ہوئے تو تیزی سے اپنی سواریوں سے اُتر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس اور پاؤں مبارک کو چُومنے لگے۔

(سنن ابوداؤد)(الادب المفرد ص ۹۷۵)

اس حدیث مبارکہ کی درست تعبیر یہی ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دُنیا ومافیہا سے بڑھ کر محبوب سمجھتے تھے یہ ان کا اظہار عقیدت ومحبت تھا کہ ادب و تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں وہ ہر جائز طریقہ وانداز اپناتے تھے۔
قارئین! تعظیم مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عین ایمان ہے اس کو شرک وبدعت کہنا قرآن وحدیث کی مخالفت ہے صحابہ کرام کا عمل اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر کرتے اور اسے اپنے لئے باعث نجات سمجھتے ہمیں بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم و توقیر کا اہتمام کرنا چاہیے۔
ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات پر عمل کرنا چاہیے۔
ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پسندیدہ چیزوں کو پسند کرنا چاہیے۔
ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ منسوب ہستیوں سے محبّت اور اِرادت کا رشتہ قائم کرنا چاہیے۔
ہمیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبّت کا ثبوت دینے کے لئے آپ کے اُسوۂ حسنہ

پر کامل طور پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقی معنوں میں تعظیم وتوقیر کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

سب مومنوں پہ فرض ہے تکریمِ مصطفےٰ
مومن وہی ہے جس نے کی تعظیمِ مصطفےٰ
مقصود جس نے مانا ہے اللہ کے حکم کو
تعظیمِ مُصطفےٰ وہی کرتے ہیں باوفا

* * *

فِدَاكَ کُلُّ شَیءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

رحمتِ عالم، قاسمِ نعمت

جانِ رحمت شانِ رحمت مصطفےٰ
سب سے اعلیٰ تر ہیں وہ بعد از خدا
قاسمِ نعمت وہی مقصود ہیں
ہر خزانہ رب کا ہے اُن کو مِلا

مَظہرِ ذاتِ حق نُورِ وَحدت ہیں وہ
جانِ عالم ہیں وہ ۔جانِ رحمت ہیں وہ

(محمد مقصود مدنی)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام مخلوقات کے لئے رحمت بنا کر بھیجے گئے ہیں فرمانِ خدا ہے!

وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ

ترجمہ! اے محبوب! ہم نے تجھے نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہانوں کے لیے۔

(سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷)

رحمت کے معنیٰ

رحمت کے لفظی معنی مہربانی اور نرمی کے ہیں۔ کسی کی تکلیف کو دیکھ کر رِقّت طاری ہونا، حاجت مند کی حاجت روی کرنا، کسی کی بے چارگی میں اسکی چارسازی کرنا۔

تفسیر رُوح البیان میں آتا ہے کہ اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے آپ کو محبوب نہیں بھیجا اگر رحمتِ مُطلقہ تامہ کاملہ عامہ شاملہ جامعہ محیط مقیدات رحمتِ غیبیہ وشہادت علمیہ وغیبیہ وجود یہ و شہودیہ وسابقہ وغیرہ ذالک، تمام جہانوں کے لئے عالمِ اَرواح ہوں یا عالمِ ذوی العقول ہوں یا غیر ذوی العقول اور جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہو، لازم ہے کہ وہ تمام جہان سے افضل واعلیٰ ہو۔

(تفسیر روح البیان پ ۱۷ رکوع ۷)

نبی کی شان وعظمت کا کیا اعلان قُرآں میں
اُنہیں رحمت جہاں کی کہتا ہے رحمان قُرآں میں (مقصود مدنی)

سب کے لئے رحمت

امام اہلسنّت شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے آیت وَمَآ اَرْسَلْنٰکَ اِلَّا رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا کہ اِس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمتِ عامہ کا ذکر فرمایا کہ میرا محبوب اوّلین کے لئے رحمت، آخرین کے لئے رحمت، تمام

مومنین کے لئے رحمت یہاں تک کہ وہ دُنیا میں کافرین و مُشرکین و مُنافقین و مُرتدین کے لئے بھی رحمت ہیں۔ یہ لوگ بھی آج اُن کی ہی رحمت کی وجہ سے دُنیا میں عذاب سے محفوظ ہیں۔

جنت تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت کا پرتو ہے ہی، دوزخ بھی حضور کی رحمت سے بنی ہے کہ یہاں صفاتِ قہریہ بھی رحمت ہی کی تجلی میں ہیں۔ جنت کا رحمت ہونا ظاہر ہے حضور کے نام لیواؤں کی جاگیر ہے دوزخ کا بنانا بھی رحمت ہے دو وجہ سے دُنیا میں بادشاہ کی اطاعت تین ذرائع سے ہوتی ہے۔

اوّل: بادشاہ کی اطاعت خاص اِس لئے کہ وہ بادشاہ ہے۔

دوم: یہ کہ انعام کا لالچ دیا جاتا ہے کہ ہمارے احکام مانو گے تو یہ انعام ملیں گے۔

سوم: یہ کہ باغی سرکش جو انعام کی پرواہ نہیں کرتے، اطاعت نہیں کرتے اُن کو سزائیں سنا کر ڈرایا جاتا ہے اگر اطاعت نہ کرو گے تو زندان میں بھیجے جاؤ گے۔

وہ انعام تو عین رحمت ہیں ظاہر ہے اور کوڑا عذاب کا یہ بھی رحمت ہے اِس لئے کہ رحمت ہی سے ناشی ہے کہ جیل خانے سے ڈر کر سزا کے مستحق نہ ہوں اطاعت کریں اُن انعامات کے مستحق ہوں تو دوزخ بھی رحمت ہے کہ دُنیا کو ڈر کے باعث گناہوں سے بچانے والی ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ کفار نے اللہ کے محبوبوں کو ایذاء دی اُن کی توہین کی تو اللہ نے اپنے دشمنوں سے انتقام لینے کے لئے دوزخ کو پیدا فرمایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام جہانوں کے لئے رحمت ہیں، رحمتِ الٰہی کے معنے ہیں بندوں کے ایصالِ خیر فرمانے کا ارادہ رحمت کے لئے دو چیزیں درکار ہیں ایک مخلوق کہ جس کو خیر پہنچائی جائے اور دوسری خیر۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو کوئی چیز نہ ہوتی نہ کوئی خیر پانے والا۔ رحمتِ الٰہی کا ظہور نہ ہوتا مگر سب پر حضور ہی کی تو رحمت ہے خواہ ملک ہو نبی یا رسول جس کو جو نعمت ملی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ عطا سے ملی۔

سب پہ اُن کی رحمت کا ہی سایا ہے
رحمت اُن کو ربّ نے خود فرمایا ہے
اُن کا ہی مقصود کرم ہے عالم پر
اُن کی رحمت نے ہی سدا بچایا ہے

قارئین! اِس آیت میں اس لفظ ''عالمین'' کو سامنے رکھئے اور پھر سورۂ فاتحہ کو پڑھئے اس کی پہلی آیت یہ ہے!

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

یہاں بھی وہی ''عالمین'' کا لفظ ہے جو وما ارسلناک اِلا رحمۃ اللعالمین میں ہے، گویا خدا فرماتا ہے کہ میں رب العالمین ہوں اور میرا محبوب رحمۃ اللعالمین ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے میرے محبوب میں سارے عالمین کا رب ہوں اور تُو سارے عالموں کے لئے رحمت ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اور وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ

ان دونوں آیتوں کے پیشِ نظر ثابت ہوا کہ کائناتِ عالم کی تمام مخلوقات کے لئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رحمت ہیں۔ گویا جس شَے کو خُدا کی ربوبیت دَرکار ہے اُسے مُصطفٰے کی رحمت کی بھی احتیاج ہے اور جو شخص یوں کہے کہ میں رحمتِ مصطفٰے کا مُحتاج نہیں اِس کو چاہیے کہ وہ یوں کہہ دے کہ میں ربوبیتِ خُدا کا محتاج نہیں۔

ہر اِک پہ رحمت کرتے ہیں ہر اِک کی جھولی بھرتے ہیں
رحمان کی آپ ہی رحمت ہیں سبحان اللہ سبحان اللہ (مقصود مدنی)

قارئین! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام مخلوقات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

آپ کی رحمت آسمان والوں کے لئے بھی ہے۔
آپ کی رحمت زمین والوں کے لئے بھی ہے۔
آپ کی رحمت مشرق والوں کے لئے بھی ہے۔
آپ کی رحمت مغرب والوں کے لئے بھی ہے۔
آپ کی رحمت شمال والوں کے لئے بھی ہے۔
آپ کی رحمت جنوب والوں کے لئے بھی ہے۔
آپ کی رحمت انسانوں کے لئے بھی ہے۔

آپ کی رحمت حیوانوں کے لئے بھی ہے۔

آپ کی رحمت فرشتوں کے لئے بھی ہے۔

آپ کی رحمت مُسلمانوں کے لئے بھی ہے۔

آپ کی رحمت کافروں کے لئے بھی ہے۔

آپ کی رحمت جنّتیوں کے لئے بھی ہے۔

آپ کی رحمت جہنّمیوں کے لئے بھی ہے۔

آیت کریمہ میں لفظ ''العالمین'' استعمال کیا گیا ہے اور یہ لفظ کائنات ارض وسماوات کو محیط ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے رب العالمین ارشاد فرمایا ہے، اس کے معنی ہیں تمام جہانوں کا رب یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کی ربوبیت سب کے لئے ہے خواہ وہ مومن ہوں یا کافر، فرمانبردار ہوں یا نافرمان۔ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات گرامی پُوری کائنات کے لئے رحمت ہے۔

زمیں والوں پہ رحمت آسماں والوں پہ رحمت ہیں
حبیبِ دو جہاں سارے جہاں والوں پہ رحمت ہیں
اُنہیں کی رحمتوں نے گھیرا ہے مقصودؔ عالم کو
رسولِ پاک ہی خلدِ جناں والوں پہ رحمت ہیں

مجھے رحمت بنا کر بھیجا گیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے عرض کیا گیا ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مشرکین کے لئے بددعا کیجئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا مجھے تو صرف رحمت بنا کر بھیجا گیا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رحمت ہونا عام ہے ایمان والے کے لئے اور اُس کے لئے بھی جو ایمان نہ لایا۔ مومن کے لئے تو آپ دنیا و آخرت دونوں میں رحمت ہیں اور جو ایمان نہ لایا اس کے لئے آپ دنیا میں رحمت ہیں کہ آپ کی بدولت تاخیرِ عذاب ہوئی اور خسف و مسخ کے عذاب اُٹھا دیئے گئے،

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کافروں کے لئے بھی رحمت ہیں۔

ھو رحمة للمؤ منين فى الدارين وللكافرين فى الدنيا بتا خيرا العقوبة فيها

ترجمہ! یعنی حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسلمانوں کے لئے دونوں جہان میں رحمت ہیں اور کافروں کے لئے صرف دنیا میں۔

اس لحاظ سے کہ دنیا میں اُن سے عذاب ٹل گیا پہلے نبیوں کی تکذیب اور گستاخی بے ادبی کرنے والے کافروں پر عذاب نازل ہوتے تھے مگر حضور نبی اکرم رؤف الرحیم رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت ان کافروں پر اس طرح ہوئی کہ یہ لوگ یہاں کے عذاب سے بچ گئے چنانچہ قرآن پاک میں آتا ہے کہ کافروں نے خود دعا کی۔

اللهم ان كان هذا هو الحق من عندك فامطر علينا حجارة من السماء او ئتنا بعذاب اليم

اَے اللہ تعالیٰ ! اگر یہ قرآن تیری طرف سے حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا کوئی اور دردناک عذاب ہم پر نازل فرما دیجئے کافروں نے خود ہی اللہ تعالیٰ سے یہ درخواست کی کہ اے اللہ تعالیٰ اگر قرآن و اسلام سچا ہے اور ہم جھوٹے ہیں تو ہم پر پتھر برسا یا کوئی اور دردناک عذاب لے آ۔ مگر حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمتِ دو عالم کی رحمت کافروں کے بھی آڑے آ گئی اور اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے اپنے محبوب کو قرآن پاک میں اس طرح جواب دیا۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

اللہ تعالیٰ کا یہ کام نہیں کہ انہیں عذاب دے جب تک اے محبوب تم ان میں تشریف فرما ہو۔

(بخاری شریف جلد ۲ ص ۶۴۷) (خصائص الکبریٰ جلد ۱ ص ۲۰۸)

اُن کی رحمت کی بدولت ہے نظامِ کائنات
اُن کی ہی مقصود رحمت سے عذاب آتا نہیں

حضور رؤف ورحیم ہیں

لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾

بیشک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول جن پر تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان (سورۃ توبہ آیت ۱۲۸)

اِس آیت کریمہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمال رحمت کا ذکر واشگاف الفاظ میں کیا جارہا ہے اور فرما دیا اس کی رحمت کا سایہ صرف اپنے ہی ملی دور تک محدود نہ تھا بلکہ قیامت تک جو وقت جو زمانہ آئے گا ہر زمانے پر رحمتِ عالم کی رحمت کی چادر سایہ فگن ہوگی۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ رحمت کا کیا کہنا کہ جن کے دنیا میں تشریف لانے سے سسکتی ہوئی انسانیت کو نسیم بہار کے جھونکے نصیب ہوئے جو انسانیت بے چارگی کے عالم میں پاؤں تلے روندی جارہی تھی اس پر چارہ ساز آفتاب عالم تاب نے اپنے نور کی چمک ڈالی تو مظلومیت کی شکار انسانیت نے سکون کا سانس لیا۔ رحمت مصطفوی کیا تھی؟ وہ تو ایک اجالا تھا، اک نور کا ہالا تھا جس کی نورانی کرنوں نے ساری کائنات کو روشن کردیا۔ آپ کی رحمت کا فیضان تو غیر مسلموں نے پایا اگر کوئی کافر بھوکا بھی آجاتا تو آستانِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دسترخوان سے بھوکا نہ جاتا۔

رحمتِ عالم سید عالم کی رحمت کی بات کرو
نُورِ مجسم سید عالم کی عظمت کی بات کرو
وہ مقصودِ خدا کے پیارے رحمتِ عالم اُن کی ذات
شاہِ دوعالم سید عالم کی سطوت کی بات کرو

(محمد مقصود مدنی)

کافروں پر رحمت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مہربانیاں کس پر نہیں؟ کافروں مشرکوں نے آپ صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم پر ظلم وزیادتی کی انتہاء کردی مگر اپنی ذات کی خاطر کسی سے بھی بدلہ نہ لیا بلکہ ظلم کرنے والوں کو بھی معاف کردیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مہربانیاں اپنوں پر ہی نہیں ؟ مکہ والے قحط کی وجہ سے جانور کی ہڈیاں اور مردار کھانے پر آ گئے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا وطن ہونے کے ناطے میں ان کے جبر وتشدد کو نہ دیکھا بلکہ وَطن دیکھا تو ان کے لئے قحط سالی برداشت نہ کر سکے تو فوراً دعا کے لئے ہاتھ بارگاہ ایزدی میں اٹھا دیئے تو دعا کی برکت سے مکہ والوں کی قحط سے جان چھوٹ گئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مہربانیوں کا دروازہ کب بند ہوا ؟

غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی آقا! کیا یہودیوں سے لڑ کر ان کو مسلمان بنالیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! نرمی کے ساتھ ان کے سامنے اسلام پیش کرو اگر ایک شخص بھی تمہاری ہدایت سے اسلام لے آئے تو سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

حضرت جابر کا واقعہ

یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ

اے ایمان والو اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول
تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی

(سورۃ انفال آیت ۲۴)

اِس آیت میں اللہ رب العزت نے دو بلانے والوں کا ذکر فرمایا اللہ اور رسول کا، اور یہ ظاہر ہے کہ بلا واسطہ اللہ تو کسی کو پکارتا نہیں اور نہ کسی کے کان میں اللہ کی آواز آوے تو لامحالہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی پکاریں گے ان کا پکارنا خدا کا پکارنا ہے اسی لئے آگے فرمایا۔

اِس آیت میں فرمایا گیا لما یحییکم نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام تم کو زندگی بخشتے ہیں جس سے معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مُردہ کو زندہ، زندہ کے دل کو جان کو، خیالات کو زندہ فرمانے والے ہیں اور ایسے بہت سے واقعات ہیں جن میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مردوں کو زندہ فرمایا۔

مدارج النبوۃ میں شاہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی دعوت تھی انہوں نے بکری ذبح کی ان کے بیٹوں میں سے ایک نے دُوسرے کو ذبح کر دیا اور ذبح کر کے والد کے ڈر سے چھت پر بھاگ گیا وہاں سے پاؤں پھسلا تو وہ بھی گر کر مر گیا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی بیوی نے دونوں بچوں کی نعشوں کو چھپا دیا تاکہ دعوت میں حرج نہ ہو جب کھانے پر سرکار نے تشریف رکھی تو فرمایا کہ جابر اپنے بچوں کو بلاؤ ہم ان کے ساتھ کھانا کھائیں گے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے سارا واقعہ عرض کیا تب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو زندہ فرمایا اور ساتھ کھانا کھلایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف مردہ انسانوں کو زندہ کیا جبکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جانوروں کو کو انسانوں کو، پتھروں کو، لکڑیوں کو جان بخشی کنکروں کو جان بخش کر کلمہ پڑھوالیا۔ لما یحییکم کہ یہی معنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان بے جان چیزوں میں جان بخشی ہے۔

بے جان کو ہیں جان عطا کرتے مصطفٰے
مقصودِ جانِ عیسیٰ ہیں سرکارِ دوجہاں

حضور اللہ کا فضل و رحمت ہیں

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ﴿٥٨﴾

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب دھن دولت سے بہتر ہے

(سورۃ یونس آیت ۵۸)

مفسرین کرام فرماتے ہیں! اللہ کا فضل حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور اللہ کی رحمت قرآن کریم ہے اور اس کی تائید دوسری آیت کے اس حصہ سے ہوتی ہے۔ و کان فضل اللہ علیك عظیما۔

اور آپ پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ اور بعض نے فرمایا کہ اللہ کا فضل قرآن ہے اور رحمت حضور

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس کی تائید بھی مشہور آیت کریمہ سے ہوتی ہے۔ وما ارسلناك الا رحمۃ اللعالمین۔ ہم نے آپ کو نہیں بھیجا مگر سارے جہانوں کے لئے رحمت بنا کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف رحیم وراحم بھی ہیں یعنی رحمت دیتے بھی ہیں اور آپ صرف فضل ہی نہیں ہیں بلکہ فضل سے دوسروں کو نوازتے بھی ہیں۔

اِس آیت سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فضل دیتے بھی ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ نزول قرآن کے وقت لَیلَۃ القدر میں بھی خوشی اور جشن منانا چاہیے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے موقعہ پر بھی ربیع الاول میں خوشی منانا اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔

اللہ کی عظیم نعمت

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تو رب کی بڑی اعلیٰ نعمت ہیں اور یہ خوشی رب کی نعمتوں کا شکریہ ہے نیز نبوت ورسالت فضل عظیم مرتبہ ہوتا ہے جس کے سامنے غیر نبی کے کمالات تابع ہوتے ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے فضل سے مراد قرآن اور اس کی رحمت سے مراد دین اسلام ہے۔

دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ فضل سے مراد قرآن اور رحمت سے مراد یہ ہے کہ اس نے ہمیں صرف قرآن بنایا۔

اللہ کی ہیں نعمتِ عظمیٰ شاہِ دوعالم صلی اللہ
اُن کو رحمت ہے قرآن میں خالق نے مقصود کہا

قتادہ پر رحمت

جنگ اُحد میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ پر تیر لگا اور آنکھ باہر آ گئی تو حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلدی سے دربار رسالت میں حاضر ہو گئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیر لگنے سے میری آنکھ باہر نکل آئی ہے تو حضور سرورِ دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس نکلی ہوئی آنکھ کو اپنے مقام پر رکھ دیا اور قتادہ کے لئے دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ اُکْسُہٗ جَمَالاً اُے اللہ قتادہ کو خوبصورتی عطا فرما

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

وَکَانَ لَا یَدْرِیْ اَیُّ عَیْنَیْہِ اُصِیْبَتْ

پس پتہ نہ چلتا تھا کہ کون سی آنکھ نکلی تھی اور وہ آنکھ حسن اور نظر میں زیادہ ہو گئی۔

وَکَانَتْ لَا تَرْمَدُ اِذَا رَمِدَتِ الْاُخْرٰی

دوسری آنکھ تو دکھتی مگر یہ کبھی نہ دکھتی

(خصائص کبریٰ ص ۲۱۷ ج ا) (انوار محمدیہ ص ۲۹۶) (مدارج النبوۃ ص ۱۹۸ ج ۲)

از ازل تا بہ ابد اُن کی حیاتِ دائم
سب پہ مقصودؔ تنی چادرِ رحمت اُن کی

دُشمنوں پر رحمت

جنگِ اُحد میں کفّار نے پتّھر مار کر آپ کے دانت مبارک شہید کر دیئے اور چہرہ انور زخمی ہو گیا چہرۂ اقدس سے خون بہہ رہا ہے اور جب یہ منظر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے دیکھا تو بارگاہِ رسالت میں عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم ان ظالموں پر بددعا فرمایئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ سُن کر جواب دیتے ہیں!

اِنِّیْ لَمْ اُبْعَثْ لَعَّانًا وَّلٰکِنْ بُعِثْتُ دَاعِیًا وَّرَحْمَۃً۔

میں بددعا کرنے کے لئے نہیں بھیجا گیا بلکہ دعا کرنے والا اور رحمت بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِن پتّھر مارنے والوں اور اذیتیں پہنچانے والوں کے لئے دُعا کرتے ہیں۔

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَوْمِیْ فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ۔

اے اللہ میری قوم کو ہدایت نصیب فرما کیونکہ وہ مجھے جانتے نہیں۔

(شفا شریف ج ا ص ۹۱)

رسولِ پاک کی مقصودؔ رحمت ہے دو عالم پر
رسولِ پاک کی رحمت سے یہ قائم زمانہ ہے

حضرت راجز پر رحمت

حضرت راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو قُریش مکہ قتل کرنا چاہتے تھے تو حضرت راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکے سے نکل کر مدینہ شریف کی طرف روانہ ہوئے اُن کو راستے میں دُشمنوں نے گھیر لیا تو حضرت راجز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو غائبانہ پکارا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدد فرمائیں ورنہ دشمن مجھے قتل کر دیں گے۔

اُس وقت حضور نبی کریم رؤف الرحیم رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت میمونہ اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر تہجّد کی نماز کے لئے وضو فرما رہے تھے۔

جب آپ نے اپنے غلام راجز کی پکار سنی تو آپ نے فرمایا !

لبّيك لبّيك لبّيك

نُصرت نُصرت نُصرت

تین دفعہ آپ نے فرمایا !

میں آتا ہوں میں آتا ہوں میں آتا ہوں۔

تیری مدد کی گئی تیری مدد کی گئی تیری مدد کی گئی۔

تو جب حضور رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرما کر اُٹھے حضرت میمونہ اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس کوئی آدمی موجود نہ تھا، آپ کس کو فرما رہے تھے کہ میں آتا ہوں تیری مدد کی گئی؟

یہاں پر رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

اے میمونہ میرا غلام وصحابی راجز بنی کعب سے پکارتا تھا اور کہتا تھا یارسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) مجھے دشمنوں سے بچاؤ تو میں نے فرمایا ! میں حاضر ہوں تیری مدد کی گئی۔

حضرت میمونہ اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اتنی دور آپ کیسے دیکھ رہے ہیں ؟

تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! اے میمونہ ربّ تعالیٰ جلّ شانہٗ نے فرمایا ہے

جب میرا بندہ میرا قرب حاصل کر لیتا ہے تو میں اُس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے

وبصرہ الذی لیبصر بہ

مدینہ شریف میں اتنی دور بیٹھے ہوئے رات کے وقت اپنے غلام کو دشمنوں سے بچایا یہ حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان ہے،

(طبرانی شریف ص ۲۰۱)

رحمتِ رَبِّ جہاں ہیں مُصطفےٰ
رحمتِ عالم اُنہیں حق نے کہا
سرتاپا رحمت ہیں وہ مقصودِ رب
کرتے ہیں رحمت وہ سب پر بے بہا

ہرنی پر رحمت

حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ایک دفعہ جنگل میں تشریف لے گئے وہاں ایک ہرنی رہتی تھی اور اس کے دو بچے بھی ایک بار وہ باہر نکلی تو کسی شکاری نے راستے میں جال لگا رکھا تھا وہ ہرنی آئی اور اس جال میں پھنس گئی اور وہ بڑی پریشان تھی اسی اثناء میں اس کی نظر اٹھی کیا دیکھتی ہے کہ وہاں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے آئے ہرنی پکار اٹھی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے حال پر رحم فرمائیں۔

فَقَالَتْ اُدْنُ مِنِّيْ يَا رَسُوْلَ اللهِ فَدَنَا مِنْهَا فَقَالَ مَا حَاجَتُكِ فَقَالَتْ اِنَّ لِيْ خَشْفَيْنِ فِيْ هٰذَا الْجَبَلِ۔

ہرنی نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے قریب آیئے پس آپ اس کے قریب گئے فرمایا تیری کیا حاجت ہے ہرنی نے کہا بے شک اسی پہاڑ میں میرے وہ چھوٹے بچے ہیں۔

آپ میری ضمانت فرما دیں کہ اس جال سے مجھے آزادی مل جائے تاکہ میں آخری بار ایک مرتبہ بچوں کو دودھ پلا آؤں حضور میں بچوں کو دودھ پلا کر ابھی واپس آجاؤں گی۔

چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اسے رہائی دلا دی ہرنی چلی گئی اور حضور علیہ

الصلوٰۃ والسلام وہاں موجود ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد ہرنی آ گئی اور آتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدموں پہ گر گئی جب اس اعرابی نے دیکھا تو وہ بھی آپ کے قدموں پہ گر گیا اور کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

(شفا شریف ص ۳۰۲)(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۶۰)

(نزہت المجالس ج ۲ ص ۱۷۳)

ہے ہرنی مانگتی رحمت نبی کے آستانے سے
کرم مقصود اُن کا ہے جدا سارے زمانے سے

بینائی مل گئی

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک صحابی جو آنکھوں سے نابینا تھے دربارِ نبوت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

اُدْعُ اللہَ اَنْ یُّعَافِیَنِیْ

دعا فرمایئے میری آنکھیں اچھی ہو جائیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ! اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے بہتر ہے اور اگر چاہے تو دعا کر دوں ''قَالَ فَادْعُہ'' اس نے عرض کی کہ دُعا فرما دیں امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اچھا تو ایسا کرو وضو کرو اور دو رکعت نماز پڑھو پھر یہ دُعا مانگو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِمُحَمَّدٍ نَّبِیِّ الرَّحْمَةِ یَا مُحَمَّدُ اَنِّیْ قَدْ تَوَجَّھْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ فِیْ حَاجَتِیْ ھٰذِہٖ لِتُقْضٰی لِیْ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ۔

اَے اللہ ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اور تیری طرف توجہ کرتا ہوں نبی رحمت کے وسیلہ سے اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی طرف اپنی اس حاجت کی توجہ کرتا ہوں تا کہ میری حاجت روائی ہو الٰہی انہیں میرا شفیع بنا ان کی شفاعت میرے حق میں قبول کر۔

(ترمذی شریف ص ۱۹۷ ج ۲)(مشکوٰۃ شریف ص ۲۱۹)(حاشیہ ابن ماجہ ص ۱۰۰)

معاذ کا بازو

جنگ بدر میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ لڑ رہے تھے کہ ایک کافر نے تلوار کا وار کیا جس سے حضرت معاذ کا بازو لٹکنے لگا تو وہ جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے اور عرض کرتے ہیں۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرا بازو کٹ گیا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُس کٹے ہوئے بازو پر لعاب دہن لگایا لعاب مبارک کا لگنا تھا کہ وہ بازو ایسا ہو گیا جیسے کبھی چوٹ آئی نہ تھی اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ خلافتِ عثمانیہ تک زندہ رہے ہاتھ باقاعدہ کام کرتا رہا اور کوئی تکلیف نہ ہوئی۔

(مدارج النبوۃ ص ۱۲۲)

میرا سوہنا سخی کریم ایں
نبی رؤف اے نبی رحیم ایں
سب اُتے مقصود ہمیشہ
رہندا اوہدا لُطف عمیم ایں

اُونٹ پر رحمت

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں ایک اُونٹ آیا اور فریاد کرنے لگا غلاموں نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ اُونٹ کیا کہتا ہے؟

فرمایا! یہ اپنے مالک کی شکایت کرتا ہے اتنے میں اس کا مالک بھی آ گیا تو حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! یہ تیری شکایت کرتا ہے کہ میرا مالک ساری زندگی مجھ پر بوجھ لاد کر مجھ سے کام لیتا رہا اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں تو یہ مجھے ذبح کرنا چاہتا ہے۔

اِمام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! کیا یہ ٹھیک کہتا ہے۔

اُونٹ کا مالک کہنے لگا! صحیح ہے میرے دل میں یہی اِرادہ تھا مگر اب میں یہ ارادہ ترک کرتا ہُوں اور ذبح نہیں کروں گا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تو جھوٹا ہے مجھے تجھ پر کوئی اعتماد نہیں اس نے تجھ سے پہلے بھی فریاد کی تو نے نہ سنی اب کیسے سنے گا بالآخر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک سو درہم میں اس سے اونٹ خرید لیا اور اونٹ سے فرمایا جا خدا کے لئے تجھے آزاد کیا جب آپ نے اسے آزادی کی خوشخبری سنائی تو وہ فریادی اونٹ بلبلایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آمین۔

صحابہ کرام رضوان کرام علیہم اجمعین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی اے بےکسوں کے کس اے بے سہاروں کے سہارا وہ اونٹ کیا کہتا تھا۔

فرمایا! وہ اونٹ دعا دیتا تھا اے اللہ کے نبی آپ نے میری جان پر رحم کیا ہے خدا آپ کو جزائے خیر دے میں نے کہا آمین۔

پھر اس نے کہا اے رحمۃ للعالمین جیسے آپ نے اس مالک کے قہر سے نجات دلائی ہے خدا تعالیٰ آپ کی امت کو روز محشر کی گرمی سے نجات عطا فرمائے میں نے کہا آمین پھر اس نے کہا اے شفیع المذنبین جیسے آپ نے میرے خون کی حفاظت کی ہے خدا تعالیٰ آپ کی امت کے خون کو محفوظ رکھے میں نے کہا آمین۔

(نزہت المجالس ص ۱۸۱ ج ۲)

نبی کے در پہ ہیں فریاد لے کر جانور آتے
نبی کی رحمتوں سے حصّہ ہیں مقصود سب پاتے

پرندے پر رحمت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے جب ہم ایک درخت کے قریب گئے تو دیکھا کہ اس میں حمرہ کا گھونسلا ہے حمرہ چڑیا کی مانند چھوٹا سا پرندہ ہے ہم نے اس کے دو بچے پکڑ لئے تو۔

فَمَرَّتِ الْحُمَرَةُ اِلَى النَّبِيِّ وَهِيَ تَعْرِضُ

حمرہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بار بار آتی اور کچھ فریاد کرتی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کسی نے اس کے دو بچے پکڑ لیے ہیں اور یہ بار بار

میرے پاس فریاد کرنے آرہی ہے ہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بچے ہم نے پکڑے ہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

رُدُّھُمَا مَوْضَعَھُمَا فَرَدَدْنَاھُمَا۔

انہیں اس کے گھونسلے میں رکھ دو تو ہم نے انہیں اسی جگہ رکھ دیا۔

(خصائص کبریٰ ص ۶۳ ج ۲)

ہوں جن اور انس یا حُور و ملک اُن ہی کی رحمت پاتے ہیں
حیوان درندے اور طائر اُن کے ہی در پر آتے ہیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو تمام عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا اسی لئے عالمین میں جو کوئی بھی مخلوق ہے آپ کی رحمت سے فیضیاب ہوئی جیسا کہ ہم نے مختلف روایات بیان کی ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمتوں کی وسعتوں کے احوال ظاہر ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رحمتوں سے حصّہ عطا فرمائے۔ آمین۔

حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم قاسمِ نعمت ہیں

سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مالک ومختارِ کائنات ہیں، اللہ کی تمام نعمتیں آپ کے قبضہ و اختیار میں ہیں دُنیا وآخرت کے تمام خزانوں کے مالک آپ ہیں آپ نے فرمایا ہے!

واللہ یعطی وانما انا قاسم

ایک اور حدیث پاک میں ہے!

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

اِذْ یَئِسُواالکرَامَۃُ وَالْمَفَاتِیْحُ یَوْ مَئِذٍ بِیَدِیْ وَلِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ

قیامت کے دن جب لوگ نہ اُمید ہونگے تو عزت و کرامت اور کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور حمد کا جھنڈا بھی اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۴)

چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

اُتِیْتُ بِمَفَاتِیْحَ خَزَائِنِ الْاَرْضِ فَوُضِعَتْ فِیْ یَدِیْ

میرے پاس زمین کے خزانوں کی کنجیاں لائی گئیں پس وہ میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

(بخاری شریف ص ۱۳۸ ج ۲)

مالک و مختارِ عالم مصطفٰے کی ذات ہے
نعمتوں کے وہ ہیں قاسم اُن کی کیا ہی بات ہے
رب ہے معطی یہ ہیں قاسم ہے کتابوں میں لکھا
لے رہا مقصودِ عالم اِن سے ہی خیرات ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اُوتِیتُ مَفَاتِیحَ کُلِّ شَیْءٍ

مجھے ہر چیز کی کنجیاں دی گئیں ہیں

(خصائص کبریٰ ص ۱۹۵ ج ۱،)

حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

اُعْطِیتُ الْکَنْزَیْنِ الْاَحْمَرَ وَالْاَبْیَضَ

مجھ کو دو خزانے سرخ اور سفید (یعنی سونا اور چاندی عطا فرمائے گئے)

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۱۲)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ سے بہت کچھ سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں تو مختارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ میں نے پھیلا دی تو آپ نے لپ بھر بھر کر اس میں ڈال دیئے اور فرمایا اِسے سینے سے لگا لو میں نے ایسا ہی کیا تو اس کا اثر یہ ہوا کہ !

فَمَا نَسِیتُ شَیْئًا بَعْدُ

پس اس کے بعد میں کبھی نہ بھولا۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۲۲)

کھانے میں برکت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ خندق کے موقعہ پر میں نے دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکم مبارک پر پتھر بندھا ہوا ہے میں گھر آیا اور بیوی سے کہا کچھ کھانے پکانے کے لئے ہے جابر کی بیوی کہنے لگی تھوڑے سے جو ہیں اور یہ بکری کا بچّہ ہے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کہنے لگے ٹھیک ہے اِسے ذبح کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

دعوت کر کے آج آپ کو کھانا کھلائیں گے حضرت جابر کہنے لگے ٹھیک ہے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علیحدگی میں بات کرنا اور کہنا کہ

فَتَعَالِ اَنْتَ وَنَفَرٌ مَّعَكَ حضور آپ اور اپنے ساتھ چند آدمی لے آئیں زیادہ نہ ہوں کیونکہ کھانے کا انتظام تھوڑا ہے جابر نے جا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کان میں کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج شام کا کھانا جابر کے گھر ہے لہٰذا تھوڑے سے غلام ساتھ لے آئیں۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنا !

فَصَاحَ النَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ یَا اَهْلَ الْخَنْدَقِ اِنَّ جَابِرًا صَنَعَ سُورًا فَحَیَّ هَلَا بِكُمْ

تو بلند آواز سے اعلان کر دیا اے خندق والو۔ بے شک آج جابر کے گھر تم سب کی دعوت ہے۔

جب حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ سنا تو ضرور سوچا ہوگا کہ میں نے تو کہا تھا کہ چند ایک صحابی ساتھ ہوں مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تو سب سے کہہ دیا ہے جابر نے سن تو لیا مگر اعتراض نہیں کیا اس لئے کہ جابر کا عقیدہ تھا کہ

مالک کونین ہیں گو پاس کچھ رکھتے نہیں
دو جہاں کی نعمتیں ہیں انکے خالی ہاتھ میں

گھر گئے بیوی کو بتایا، اس نے کہا اب ہمیں گھبرانے کی ضرورت نہیں جس محبوب نے سب کو بلایا ہے وہ خود ہی سب کو کھلا لیں گے چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سارے لشکر کو لیکر جابر کے گھر پہنچ گئے اور آپ نے اپنا لعابِ دہن آٹے اور سالن والی ہنڈیا میں ڈال دیا۔

جیسا کہ آپ نے پہلے ہی حکم فرما دیا تھا کہ سالن اور روٹیاں نہ پکانا جب تک میں نہ آ جاؤں اس کے بعد حکم دیا کہ اب روٹیاں اور سالن پکاؤ بس پھر کیا تھا کہ آپ کے لعابِ دہن کی برکت تھی کہ اس تھوڑے سے آٹے اور سالن میں اتنی برکت پیدا ہوئی کہ ایک ہزار آدمی کھانا کھا گئے نہ روٹی کم ہوئی نہ سالن کم ہوا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۲)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے والد غزوۂ اُحد میں شہید

ہو گئے اور ان پر بہت زیادہ قرض تھا جب کھجوروں کا موسم آیا تو تمام قرض خواہ اپنا اپنا قرضہ لینے کے لئے آ گئے میں نے وہ ساری کھجوریں ان کے سپرد کر دیں مگر انہوں نے لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ یہ کھجوریں قرضے سے کم ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سید ہے حضور سرورِ کائنات کی خدمت میں حاضر ہو گئے اور عرض کی آقا میرے ساتھ باغ میں تشریف لے چلیں اور میرے قرض خواہوں کو یقین دلائیں کہ کھجوریں کم نہیں ہیں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے تو آپ نے فرمایا اے جابر

فَبَيْدِرْ كُلَّ تَمْرٍ عَلٰى نَاحِيَةٍ

تمام کھجوروں کی ڈھیریاں علیحدہ علیحدہ لگا دو۔

چنانچہ ڈھیریاں لگا کر قرض خواہوں کو بلایا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بڑی ڈھیری کے پاس کھڑے ہو گئے اور آپ نے اس کے ارد گرد تین چکر لگائے اور اس ڈھیری سے سب کو کھجوریں ناپ کر دیں۔

حَتّٰى اَدَّى اللّٰهُ عَنْ وَالِدِيْ اَمَانَتَهٗ

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے والد کا قرضہ ادا کر دیا۔

تعجب کی بات تو یہ تھی کہ تمام قرض خواہ اپنا قرض لے گئے مگر کھجوریں اسی طرح برقرار ہیں اور!

لَمْ تَنْقُصْ تَمْرَةٌ وَّاحِدَةٌ ایک کھجور بھی کم نہ ہوئی۔

(بخاری شریف ص ۵۸۰ ج ۲)(مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۷)

رحمتیں اور برکتیں ہیں بانٹتے محبوبِ رب
رحمتیں مقصود ہیں ملتی سبھی اِن کے سبب

دودھ میں برکت

ایک مرتبہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کو سخت بھوک لگی اور وہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر ہو گئے اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے بھوک نے ستایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ابو ہریرہ میرے ساتھ چلو میں آپ کے

ساتھ ہولیا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر میں تشریف لے گئے اور ایک دودھ کا پیالہ لیا اور فرمایا جاؤ اصحابِ صفہ کو بلا لاؤ اصحابِ صفہ کی تعداد ستر تھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے دل میں کہا کہ پیالہ تو ایک ہے اگر وہ آ بھی گئے پھر میرے لئے کیا بچے گا مگر دل نے سہارا دیتے ہوئے کہا کہ اے ابو ہریرہ پیالے کو نہ دیکھ پیالے والے کو دیکھ۔

الغرض حکمِ مصطفیٰ پر عمل کرتے ہوئے اصحابِ صُفہ کو بُلا لائے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے ابو ہریرہ لو یہ دودھ کا پیالہ اور باری باری سب کو پلاتے جاؤ جب سب نے سیر ہو کر پی لیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دُودھ کا پیالہ ویسے کا ویسا ہی ہے پھر وہ پیالہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ہاتھ میں لیا۔

فَنَظَرَ اِلَیَّ فَتَبَسَّمَ اور مجُھے دیکھ کر مسکرائے۔

فرمایا اے ابو ہریرہ لبیک یارسول اللہ صلی علیہ وآلہٖ وسلم۔

قَالَ بَقِیْتُ اَنَا وَاَنْتَ قُلْتُ صَدَقْتَ یَارَسُوْلَ اللهِ

فرمایا! اب تم اور میں رہ گئے ہیں، میں نے عرض کیا کہ آپ سچ فرماتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پھر وہ پیالہ آپ نے مجھے دیا اور فرمایا ! پیو۔

فَقَعَدْتُّ فَشَرِبْتُ پس میں بیٹھ گیا اور دودھ پیا۔

فرمایا اور پیو، میں نے اور پیا، حتیٰ کے کئی بار یہی فرمایا کہ اور پیو اور پیو اور میں اس کی تعمیل کرتا رہا۔

حَتّٰی قُلْتُ لَا وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا اَجِدُ لَهٗ مَسْلَكًا

آخر میں نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا کہ اب تو بالکل بھی گنجائش نہیں رہی۔

پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیالہ لیا اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ شریف پڑا اور باقی دودھ خود نوش فرمالیا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۹۵۵)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قبضہ واختیار میں سارے جہان کی نعمتیں دے دیں آپ اللہ تبارک وتعالیٰ کے دیئے ہوئے خزانوں کے مالک ومختار ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا سے صاحب اختیار ہیں جو چاہیں جس کو دیں۔

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عُروج
سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نورِ ربِ العلیٰ لامکاں پر گئے
بحرِ جودو سخا لامکاں پر گئے
جس جگہ کوئی مقصود نہ جا سکا
بس حبیبِ خدا لامکاں پر گئے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں اپنے محبوب احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو شب بھر میں معراج کروانے کا ذکر فرمایا ہے سورہ بنی اسرائیل میں ہے!

سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا ؕ اِنَّہٗ ہُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ①

پاکی ہے اسے جو اپنے بندے کو راتوں رات لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گرداگرد ہم نے برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے۔

معراج کے معنی

لفظِ معراج عُروج سے ہے جس کے معنی ہیں، چڑھنا، اوپر جانا۔

معراج اس چیز کو کہتے ہیں جو اوپر چڑھنے کا ذریعہ بنے یعنی سیڑھی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آسمانوں کی سیر کرائی اور وہاں آپ کو خاص خاص نشانیاں دکھائیں۔

اس واقعہ کو معراج اسی لئے کہا جاتا ہے کہ اِس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عُروج عطا فرمایا گیا اور آپ کے لئے نُور کی سیڑھی رکھی گئی۔

تفسیر خزائن العرفان میں ہے! جس کا فاصلہ چالیس منزل یعنی سوا مہینہ سے زیادہ کی راہ ہے جب سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شبِ معراج درجاتِ عالیہ ومراتبِ رفیعہ پر فائز ہوئے تو رب عزّوجلّ نے خطاب فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) یہ فضیلت وشرف میں نے تمہیں کیوں عطا فرمایا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے عرض کیا اس لئے کہ تو نے مجھے عبدیّت کے ساتھ اپنی طرف منسوب فرمایا۔ اس پر یہ آیت مبارکہ نازِل ہوئی۔ (خازن)

دینی بھی دنیوی بھی کہ وہ سرزمینِ پاک وحی کی جائے نزول اور انبیاء کی عبادت گاہ اور ان کا جائے قیام وقبلۂ عبادت ہے اور کثرتِ انہار واشجار سے وہ زمین سرسبز وشاداب اور میووں اور پھلوں کی کثرت سے بہترین عیش وراحت کا مقام ہے۔

نبیوں کے سُلطان مُحمد
ہیں اپنا ایمان مُحمدؐ
اسریٰ کی شب قوسین پر
ربّ کے بنے مہمان مُحمد
ہیں مقصودؔ وہ سب کے والی
محبوبِ رحمان مُحمد

معراج شریف سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک جلیل معجزہ اور اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے اور اس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ کمال قرب ظاہر ہوتا ہے جو مخلوقِ الٰہی میں آپ کے سوا کسی کو میسّر نہیں۔

نبوّت کے بارہویں سال سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم معراج سے نوازے گئے مہینہ میں اختلاف ہے مگر اشہر یہ ہے کہ ستائیسویں رجب کو معراج ہوئی مکّہ مکرّمہ حضرت اُمِ ہانی رضی اللہ عنہا کے گھر سے حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا بیت المقدس تک شب کے چھوٹے حصّہ میں تشریف لے جانا نصِ قرآنی سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے اور آسمانوں کی سیر اور منازلِ قرب میں پہنچنا احادیثِ صحیحہ معتمدہ مشہورہ سے ثابت ہے جو حدِّ تواتر کے قریب پہنچ گئی ہیں اس کا منکر گمراہ ہے، معراج شریف بحالتِ بیداری جسم ورُوح دونوں کے ساتھ واقع ہوئی یہی جمہور اہلِ اسلام کا عقیدہ ہے اور اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کثیر جماعتیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اجلّہ اصحاب اسی کے مُعتقد ہیں۔

آیات وروایات سے ثابت ہوتا ہے کہ معراج کا واقعہ معجزہ مصطفےٰ ہے جیسا کہ حضرت جبریل کا براق لے کر حاضر ہونا، سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو انتہائی احترام کے ساتھ بُراق پر سوار کر کے بیت المقدس لے جانا اور پھر مسجدِ اقصیٰ میں ایک لاکھ چوبیس ہزار کم وبیش انبیاء کرام کی امامت فرمانا سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظیم کرامت ہے۔

دیگر واقعات میں سیرِ سماوات کی طرف متوجہ ہونا، اور پھر حضرت جبریلِ امین علیہ السلام کا ہر آسمان کے دروازہ کو کھلوانا اور ہر ہر آسمان پر وہاں کے صاحبِ مقام انبیاء علیہم السّلام کا شرفِ زیارت سے مشرف ہونا اور حضور کی تکریم کرنا، احترام بجالانا، تشریف آوری کی مبارک بادیں دینا، حضورِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ایک آسمان سے دُوسرے آسمان کی طرف سیر فرمانا، وہاں کے عجائب دیکھنا اور تمام مقربین کی نہایت منازل سدرۃ المُنتہٰی کو پہنچنا، جہاں سے آگے بڑھنے کی کسی مَلکِ مقرب کو بھی مجال نہیں ہے، جبریلِ امین کا وہاں مَعذرت کر کے رہ جانا، پھر مقامِ قُربِ خاص میں حضور کا ترقیاں فرمانا اور اس قربِ اعلیٰ میں پہنچنا کہ جس کے تصور تک خَلق کے اوہام وافکار بھی پرواز سے عاجز ہیں، وہاں موردِ رحمت وکرم ہونا اور انعاماتِ الٰہیہ اور خصائصِ نعم سے سرفراز فرمایا جانا اور ملکوتِ سمٰوٰت وارض اور ان سے افضل و برتر علوم پانا اور امّت کے لئے نمازیں فرض ہونا، حضور کا شفاعت فرمانا، جنّت و دوزخ کی سیریں اور پھر اپنی جگہ واپس تشریف لانا اور اس واقعہ کی خبریں دینا، کُفّار کا اس پر شورشیں مچانا اور بیت المقدس کی عمَارت کا حال اور مُلکِ شام جانے والے قافلوں کی کیفیتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دریافت کرنا، حضور کا سب کچھ بتانا، اور قافلوں کے جو احوال حضور نے بتائے قافلوں کے آنے پر ان کی تصدیق ہونا، یہ تمام صحاح کی معتبر احادیث سے ثابت ہے اور بکثرت احادیث ان تمام امور کے بیان اور ان کی تفاصیل سے مملو ہیں۔

(تفسیر خزائن العرفان)

معراج کے حوالہ سے احادیث میں یہ روایت بھی موجود ہے جس میں سیڑھی کا تذکرہ آیا ہے۔ جس پر چڑھ کر آپ آسمانوں پر تشریف لے گئے۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے جب عالم بالا کا سفر شروع کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے سیڑھی رکھی گئی جس کے ذریعہ آسمان کے اوپر تشریف لے گئے اور یہ وہی سیڑھی ہے جس کے ذریعہ فرشتے آسمان سے آمدورفت رکھتے ہیں اور جس پر سے بنی آدم کی ارواح آسمان تک چڑھتی ہیں۔

واقعہ مِعراج کب ہُوا

علمائے کرام فرماتے ہیں کہ معراج نبوّت کے بارھویں سال یعنی ہجرت سے ایک سال

قبل ستائیسویں رجب کو ہوئی اور اکثر علماء نے اسی پر اتفاق کیا ہے۔

جاننا چاہیے کہ ایک تو معراج ہے اور ایک اسراء۔ اسراء اس سفر کو کہتے ہیں جو سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس شب میں مسجد حرام (بیت اللہ) سے مسجد اقصیٰ (بیت المقدس) تک کیا، اور مسجد اقصیٰ سے آسمان تک کے سفر کو معراج کہا جاتا ہے۔

واقعہ معراج رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیاتِ اطہر کا اہم ترین واقعہ، ایک عظیم الشان معجزہ ہے، جو انسانی عقل وقیاس کی حدود سے بالاتر ہے۔

اس رات کو اللہ عزوجل نے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو معراج شریف کی دولت عطا فرمائی اور پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے نے جنت اور دوزخ کو ملاحظہ فرمایا اور چشمان مبارک سے اللہ عزوجل کا دیدار کیا۔ لہٰذا اس رات کو خوب عبادت میں گزارنا چاہئے۔

حضور علیہ السلام کا معراج فرمانا قرآن عظیم اور احادیث مُبارک سے ثابت ہے۔ علماء فرماتے ہیں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک کے سفر کو اسراء کہتے ہیں اور یہ قرآن عظیم سے ثابت ہے اسکا منکر کافر ہے۔ اور مسجد اقصیٰ سے آسمانوں تک تشریف لے جانا اور عرش سے آگے لامکان تک تشریف لے جانا اور جنت اور دوزخ کا ملاحظہ فرمانا احادیث مبارک سے ثابت ہے اسے معراج کہتے ہیں اس کا منکر فاسق وفاجر ہے اور سخت گناہگار ہے۔

(معراج النبی مصنف غزالی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمتہ اللہ علیہ)

آمدِ سیّدِ عالم ہے یہاں آج کی رات
آئیں گے اقصیٰ میں اب شاہِ جہاں آج کی رات
صَف بہ صَف ہو کے یہ نبیوں نے کہا تھا مقصود
ہیں اِمام آج بنے نُورِ زماں آج کی رات

سفرِ معراج حدیث کی روشنی میں

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم واقعہ معراج بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "میرے پاس براق لایا گیا جو گدھے سے اونچا اور خچر سے نیچا تھا، جو ایک قدم اتنی دُور رکھتا تھا جتنی دور اس کی نگاہ جاتی تھی، میں اس پر سوار ہوا تو وہ مجھے لے کر چلا۔ میں بیت المقدس پہنچا، وہاں دو رکعت نماز ادا

کی، اسکے بعد جبرائیل علیہ السلام میرے پاس آئے، ان کے ہاتھ میں دو برتن تھے۔ ایک میں شراب جب کہ دوسرے میں دودھ تھا، میں نے دودھ کو پسند کیا تو جبرائیل علیہ السلام نے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فطرت کو پالیا۔

براق کا سفر اس تیزی کے ساتھ ہوا کہ جس تک انسان کی عقل پہنچ ہی نہیں سکتی۔ ایسا لگتا تھا ہر طرف موسم بہار آ گیا ہے۔ چاروں طرف نور ہی نور پھیلتا چلا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری بڑی شان کے ساتھ پچاس ہزار فرشتوں کی معیت میں مسجد الحرام سے نکلی۔ آسمانوں کے دریچے کھول دیئے گئے تاکہ آسمان کے فرشتے بھی اسریٰ کے دولہا کی برات کے دیدار سے مشرف ہو سکیں۔ ایک وادی آئی جس میں کھجور کے بے شمار درخت تھے۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہجرت گاہ مدینہ طیبہ تھی۔ پھر ایک وادی ایمن سے گزر ہوا۔ جبرائیل امین نے عرض کیا کہ یہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ہم کلامی کا شرف بخشا۔ پھر بیت المقدس آ گیا۔ وہاں حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام اَنبیاء و رُسل صفیں باندھے کھڑے تھے۔ امامت کا مُصلّٰہ خالی تھا۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مصلے پر پہنچے تو جبرائیل امین نے اذان دی۔ اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امامت فرمائی۔ مسجد اقصیٰ سے فراغت کے بعد بلندی کا سفر شروع ہوا۔ تمام انبیائے کرام معراج کی شب بیت المقدس میں جمع ہوئے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تمام نبیوں کے امام ہوئے اور میدان حشر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کے حضور سب کی شفاعت فرمائیں گے، یہی وہ مقام ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی کو حاصل نہیں اور جس کا قرآن میں اللہ تعالیٰ نے صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی سے وعدہ فرمایا۔

جب آپ کائنات میں واپس تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر اسی طرح گرم تھا اور دروازے کی زنجیر بھی ہل رہی تھی۔ وضو کا پانی بھی جاری تھا۔ (صحیح بخاری)

نُورِ ربّ العلیٰ لامکاں پر گئے
بحرِ جود و سخا لامکاں پر گئے
جس جگہ کوئی مقصود نہ جا سکا
بس حبیبِ خُدا لامکاں پر گئے

سب کچھ جان لیا

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما عَنِ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ! اَتَانِي رَبِّي فِي اَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ! يَا مُحَمَّدُ، قُلْتُ : لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ. قَالَ : فِيمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْأَعْلَى؟ قُلْتُ ! رَبِّي لَا أَدْرِي. فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ

وفی روایۃ عنہ ! قَالَ ! فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَتَلَا : (وَ كَذٰلِكَ نُرِيْ إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونَ مِنَ الْمُوْقِنِينَ)

وفی روایۃ ! عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رضی اللہ عنہ قَالَ : فَتَجَلّٰى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ.

وفی روایۃ ! عَنْ اَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْه قَالَ : فَعَلِمْتُ فِي مَقَامِي ذٰلِكَ مَا سَأَلَنِي عَنْهُ مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالآخِرَةِ.

وفی روایۃ ! فَعَلِمْتُ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَبَصَرْتُهُ.

وفی روایۃ ! عَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ : فَمَا سَأَلَنِي عَنْ شَيْءٍ إِلَّا عَلِمْتُهُ.

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (معراج کی رات) میرا رب میرے پاس (اپنی شان کے لائق) نہایت حسین صورت میں آیا اور فرمایا! یا محمد! میں نے عرض کیا۔ میرے پروردگار! میں حاضر ہوں بار بار حاضر ہوں۔ فرمایا: عالمِ بالا کے فرشتے کس بات میں جھگڑتے ہیں؟

میں نے عرض کیا اے میرے پروردگار! میں نہیں جانتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا اور میں نے اپنے سینے میں اس کی ٹھنڈک محسوس کی۔ اور میں وہ سب کچھ جان گیا جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ایک اور روایت کے الفاظ کچھ یُوں ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اور میں جان گیا جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی اور اسی طرح ہم ابراہیم علیہ السلام کو آسمانوں اور زمین کی تمام بادشاہتیں دکھارہے ہیں اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں سے ہوجائے۔ (سورۃ الانعام آیت ۷۵)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اور مجھ پر ہر شے کی حقیقت ظاہر کردی گئی جس سے میں نے (سب کچھ) جان لیا۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! پس مجھ سے دنیا و آخرت کے بارے میں کیئے جانے والے سوالات کے جوابات میں نے اسی مقام پر جان لئے۔

اور ایک روایت کے الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اور میں نے دنیا و آخرت کی ہر ایک شےَ کی حقیقت جان بھی لی اور دیکھ بھی لی۔ اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی الفاظ ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! پس مجھ سے جب بھی کسی چیز کے متعلق سوال کیا گیا تو میں نے اسے جان لیا۔ پس اس کے بعد کبھی ایسا نہیں ہوا کہ مجھ سے کسی شے کے متعلق سوال کیا گیا ہو اور میں اسے جانتا نہ ہوں۔

(ترمذی شریف ج۵ ص۳۶۶)(مسند امام احمد بن حنبل ج۱ ص۳۶۸)

اللہ نے معراج کی شب میں آپ کو خوب نوازا ہے
ہر اِک شے کو کملی والے نے مقصودؔ ہے جان لیا
ہر اِک چیز کا علم عطا فرمایا اُن کو خالق نے
سب کی حقیقت جانی آپ سب کو ہے پہچان لیا

خواب میں یا عالم بیداری میں

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کا اپنی آنکھوں سے دیدار کیا کئی لوگوں نے اِس واقعہ کا انکار کیا ہے اور وہ دلیل کے طور پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت پیش

کرتے ہیں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث محلِّ نظر ہے کیونکہ اُس وقت آپ سیدِالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نکاح میں نہ تھیں اور اُن کی عُمر مبارک بھی چھوٹی تھی۔

خلاصہ یہ کہ قرآن کی آیت سے اور اسے اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول سے، دیدارالٰہی کی نفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ثابت نہیں ہوتی۔ آیت کا مطلب ہے کہ تمام آنکھیں اس کو نہیں دیکھ سکتیں یا یہ کہ آنکھیں اللہ کا احاطہ نہیں کرسکتیں اور ظاہر ہے کہ دیکھنا اور ہے، احاطہ کرنا اور ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ بعض آنکھیں دنیا میں بھی اللہ کو دیکھ سکتی ہیں اور یقیناً وہ بعض آنکھیں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کی ہیں۔"

جولوگ سرکارِدوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدارِالٰہی کا انکار کرتے ہیں وہ قرآن پاک کی اِس آیت سے بھی استدلال کرتے ہیں۔

لَا تُدْرِكُهُ الْاَبْصَارُ ۫ وَهُوَ يُدْرِكُ الْاَبْصَارَ ۚ وَهُوَ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ ﴿۱۰۳﴾

آنکھیں اسے احاطہ نہیں کرتیں اور سب آنکھیں اس کے احاطہ میں ہیں اور وہی ہے پورا باطن پورا خبردار۔

(سورۃ الانعام آیت ۱۰۳)

اِس آیت کی تفسیر میں امام المفسرین امام فخرالدین رازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں!

معناه انه لا تدركه جميع الابصار فوجب ان يفيد انه تدركه بعض الابصار

آیت کا مطلب ہے کہ تمام آنکھیں اس کا ادراک نہیں کرتیں۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ بعض آنکھیں دیکھ سکتی ہیں۔

دیکھے جانے والی چیز کی جب حد اور انتہاء ہو اور دیکھنے والی نظر تمام حدود، اطراف اور انتہاؤں کو گھیر لے تو گویا اس نظر نے اس چیز کو گھیر لیا۔ اس دیکھنے کو ادراک کہا جاتا ہے، لیکن جب نظر دیکھی جانے والی چیز کے اطراف کا احاطہ نہ کرے تو اس دیکھنے کا نام ادراک نہیں ہوتا۔

خلاصہ یہ ہے کہ دیکھنا، ایک جنس، جس کے نیچے دو انواع ہیں، ایک دیکھنا احاطے کے ساتھ اور دُوسرا دیکھنا بلا احاطہ کئے صرف احاطے والے دیکھنے کو ادراک کہا جاتا ہے۔

پس ادراک کی نفی سے دیکھنے کی ایک قسم کی نفی ثابت ہوئی اور ایک نوع کی نفی سے جنس کی

نفی نہیں ہوتی۔ پس اللہ کے ادراک کی نفی سے اللہ کے دیکھنے کی نفی لازم نہیں آتی۔

(تفسیر کبیر ج ۱۳ ص ۱۰۳)

ہے دیکھا آنکھ سے جلوہ خُدائے واحِد کا
یہ معجزہ ہے رسالت مآب کا دیکھو
اِدھر اُدھر نہ ہوئی اُن کی آنکھ تھی مقصود
یہی ہے فیصلہ اُمّ الکِتاب کا دیکھو

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

اِدراک کا مطلب ہے گھیر لینا اور حد کھینچنا جیسے مخلوق دیکھی جا سکتی ہے۔ اللہ کا دیکھنا ثابت ہے۔

عبداللہ بن حارث کی حضرت ابن عباس اور ابن کعب سے ملاقات ہوئی تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا! ہم بنی ہاشم تو کہتے ہیں کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کو دوبار دیکھا ہے، پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں اس پر تعجّب ہے کہ دوستی (خلّت) ابراہیم علیہ السلام کے لئے کلام موسیٰ علیہ السلام کے لئے اور دیدار الٰہی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے ثابت ہے۔ اس پر حضرت کعب نے اللہ اکبر کہا یہاں تک کہ پہاڑ گونج اٹھے۔

اِمام عبدالرزاق نے بیان کیا! حسن بصری اللہ کی قسم اٹھا کر کہتے بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا ہے۔

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آنکھوں سے اللہ کو دیکھا۔ دیکھا، یہاں تک کہ ان کا سانس بند ہو گیا یعنی مسلسل فرماتے رہے۔

(احکام القرآن ج ۷ ص ۵۴)

کملی والے مصطفٰے نے دیکھا رب کو آنکھ سے
اُن کی آنکھوں کو ہے مازاغ البصر رب نے کہا
شان ہے مقصودِ اُن کی دیکھ لو قرآن میں
ثابت اُن کا ہو گیا ہے اپنے رب کو دیکھنا

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سفر معراج آپ کا خصوصی شرف ہے جس سے آپ کی عظمت و بزرگی اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے ہاں آپ کا مقام و مرتبہ ظاہر ہے۔ واقعہ معراج کو جب اہلِ مکہ نے اپنی عقل سے ماپنے کی کوشش کی تو اُس وقت ایک عاشقِ صادق سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بلاتحقیق واقعہ مان کر تمام اہلِ ایمان کو یہ سبق دیا ہے کہ اپنے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عقل کے فارمولے سے نہ مانو بلکہ عشق کے فارمولے سے مانو۔

معراج کی حکمتیں

حضرت ملا معین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ سیرت معارج النبوۃ میں سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سفر معراج کی خوبصورت حکمتیں رقم فرمائی ہیں جو قارئین کے لئے پیش خدمت ہیں وہ فرماتے ہیں!

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معراج شریف پر جانے میں حکمتیں پنہاں ہیں۔

(۱) سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ایک رات گنہگار اُمت اعمال کے ساتھ پیش کی گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بڑے مغموم ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے معراجِ پاک پر طلب فرما کر اپنے دریاہائے رحمت اور مغفرت کے خزانے دکھائے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُمت کے گناہوں سے مغموم نہ ہوں اور دیکھیں کہ اُمت کے گناہ زیادہ ہیں یا اللہ کے مغفرت و رحمت کے خزانے۔

(۲) معراج کی شب اپنے محبوب کو اپنے پاس بُلا کر اپنا دیدار کروائیں تمام آسمان و عرش کُرسی جنت و دوزخ و مافیہا کی سیر کرائیں تا کہ رُعب و داب، خَوف و خطر ان کے قلب سے زائل ہو جائے اور قیامت جیسے دہشت ناک و ہولناک دن میں بے خوف و خطر تاجِ شفاعت سر انور پر رکھ کر اپنے رب کے حضور حرفِ شفاعت زبان پر لائیں اور اُمتِ گنہگار کی شفاعت فرما کر جنت میں لے جائیں قاعدہ ہے کہ جب کوئی پہلی بار کسی حاکمِ ذی وجاہت کے حضور یا مقامِ ہولناک میں جاتا ہے تو اس کے رُعب و داب کے باعث زبان سے بات نکلنا دشوار ہوتا ہے لہٰذا جب دوبارہ ایسی جگہ جانا ہوتا ہے تو پہلے کی طرح خوف و ہراس طاری نہیں ہوتا۔

(۳) اس بادشاہِ حقیقی نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنا حبیب بنایا اور حبیب کو

تمام خزائن ودقائق پر مطلع کرنا اور عجائب وغرائب کی سیر کرانا چاہیے۔ جیسا کہ بادشاہانِ مجازی کا دستور ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے !

زویت لی الارض فاریت مشارقھا و مغاربھا

میرے لئے زمین سمیٹی گئی اور اس کے مشارق و مغارب مجھے دکھائے گئے۔

پھر معراج کی شب اپنے پاس بلا کر عجائب وغرائب سماوات دکھائے گئے اور ان کے مفاتیح (چابیاں) حضور کو عطا فرمائیں اور سب کا مالک ومختار بنایا۔

(۴) جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین وآسمان پیدا فرمائے تو ان دونوں نے آپس میں مفاخرت ومباحات کی۔

زمین نے کہا کہ میں تجھ سے بہتر ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیوت بحار، اشجار واثمار اور انہار و پہاڑ وحیوش وطیور، چرند و پرند، جن وانس، جمادات ونباتات اور معدنیات وغیرہ سے زیب و زینت دی اور رنگ برنگ کے پھلوں پھولوں سے آراستہ وپیراستہ فرمایا۔

آسمان نے کہا کہ میں تجھ سے بہتر ہوں مجھے اللہ تعالیٰ نے چاند سورج اور ستاروں سیاروں سے مزّین فرمایا اور مجھ میں عرش وکرسی لوح وقلم دوزخ وجنت اور اس کے اشجار واثمار اور انہار اور حور وغلمان پیدا فرمائے۔

زمین نے کہا ! مجھ میں اللہ تعالیٰ نے ایسا برکت والا گھر بنایا جس کی زیارت وطواف کو انبیاء واولیاء اور تمام مسلمان آتے ہیں۔

آسمان نے کہا ! مجھ میں بیت المعمور ہے جہاں فرشتے طواف کرتے ہیں۔ مجھ میں جنّت ہے جہاں تمام انبیاء واولیاء وصالحین کی روحیں جمع ہوں گی اور ہمیشہ رہیں گی۔

زمین نے کہا ! میں تجھ سے بدرجہا بہتر ہوں مجھ میں سیّد المرسلین خاتم النبیّین حبیب رب العالمین رونق افروز ہوئے جب آسمان نے یہ سنا تو عاجز ہوگیا اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اپنے حبیب کو مجھ پر بلا تو پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو آسمان پر بلایا۔

(۵) اپنے حبیب کو آسمان پر بلا کر تمام ملائکہ مقرّبین اور انبیاء ومرسلین پر آپ کا فضل و شرافت ظاہر کیا سب کا امام وپیشوا بنایا۔

(۶) سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں زمین سے آسمان پر بلا کر آسمان والوں کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت سے مستفیض فرمایا۔

(۷) بعد وفات حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ کفارِ عرب نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے حد ایذا دینا شروع کی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دن نہایت حسرت و یاس سے فرمایا ! کاش اگر آج کوئی میرا دوست ہوتا تو کام آتا۔ رفیق ہوتا تو غمخواری کرتا۔ یار ہوتا تو دلداری کرتا۔ شام کو اُمِّ ہانی کے گھر جا کر ایک حُجرے میں ملول و مغموم عبادت الٰہی میں مشغول ہوئے،

اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ملول و مغموم دیکھ کر دلداری و غمخواری فرمائی اسی رات جبریل علیہ السلام کو بھیج کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے پاس بلایا اور عجائب و غرائب دکھا کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تسکین فرمائی۔

(۸) رات اَسرار کی پردہ دار ہے، محرم و ہمدم یارانِ غمگسار ہوتی ہے۔ ہر محبّ اپنے محبوب سے رات ہی کو خلوت میں بھید و اسرار کی باتیں کرتا ہے رازِ دل عیاں کرتا ہے اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے رازِ دل کہنے اور فاوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحی کے اسرار پر مطلع کرنے کے واسطے رات کو اختیار فرمایا۔

(۹) مُصدّقین و مکذّبین میں فرق ہو جائے اگر دن میں معراج ہوتی تو سب کافر و مومن دیکھتے اور کوئی انکار نہ کر سکتا پس ایک دوسرے میں تمائز حاصل ہو۔

(۱۰) دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کی معراج تو یوں ہوئی کہ کسی کو آتشِ نمرود میں معراج کا لطف عطا کیا۔ کسی کو مچھلی کے پیٹ میں۔ کسی کو کوہِ طُور پر لیکن سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے پاس بلایا یوں سمجھو کہ دُنیوی حکومت میں کسی ملک کا بادشاہ اپنے مصاحبوں کو قرب عطا کرتا ہے۔

کسی کو اپنے دربار میں کرسی دیتا ہے کسی کو نزدیک کسی کو دور لیکن جس کو وہ کہے کہ میرے خاص گھر میں رات کو تشریف لایئے جب کہ کوئی دوسرا نہ ہو تو یہ تقرب انتہائی ہے اس طرح اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے پاس بلا کر فضیلت کبریٰ عطا فرمائی۔

(معارج النبوت اردو جلد اول ص ۳۵۳)

[illegible] (۲)

قارئین!
حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو معجزہ معراج عطا فرمایا گیا اُس سے آپ کی قدر ومنزلت کا خصوصی اظہار ہوتا ہے ہم نے سفرِ معراج کے واقعات سے دانستہ گریز کیا ہے کیونکہ ہمارا مقصد سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ورفعت بیان کرنا ہے اللہ تبارک وتعالیٰ سے دُعا ہے کہ وہ ہمیں سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام ومرتبہ کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

[illegible]

[illegible]

[illegible] (۸)

[illegible] (۹)

[illegible] (۱۰)

[illegible]

[illegible]

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

عُلومِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

و

عظمتِ درود وسلام

ہیں حبیبِ ربِ عالم مصطفےٰ
علم اُن کو رب نے ہے ہر اِک دیا

بھیجتے مقصود ہیں اُن پر درود
سب فرشتے مومنیں اور خود خدا

اپنے ہر اِک غلام کی رکھتے خبر ہیں وہ
اپنے ہر اِک غلام پر رکھتے نظر ہیں وہ
مقصودؔ ہیں وہ رحمتِ کونین بالیقیں
اپنے سبھی غلاموں کے بس چارہ گر ہیں وہ

آیاتِ کریمہ اور اِن کی تفاسیر سے ثابت ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیبِ کریم سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے شمار علومِ غیبیہ عطا فرمائے، ہمارا عقیدہ ہے اللہ تبارک وتعالیٰ کی عطا سے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عُلومِ غیبیہ سے واقف ہیں کیونکہ اُس کی عطا کے بغیر کوئی بھی بالذات علمِ غیب نہیں جان سکتا اور اگر اللہ کی عطا کا انکار کیا جائے تو وہ بھی کُفر ہے۔ جن آیات میں علمِ غیب کی نفی ہے اُن کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے اور جن میں علمِ غیب عطا کرنے کا اَثبات ہے اُن کو ماننا بھی ضروری ہے۔ جن آیات میں علمِ غیب ذاتی کی نفی ہے اُن کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے اور جن میں علمِ غیب عطائی کا ذکر ہے اُن کا اقرار بھی ضروری ہے۔

اللہ نے علمِ غیب عطا فرمایا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو علمِ غیب پر مطلع فرمایا اور اُس کی عطا سے آپ نے اپنے اصحاب کو ایسی خبریں دیں جو اُن پر ظاہر نہ تھیں، اللہ تعالیٰ نے خود اعلان فرما رکھا ہے وہ جسے چاہتا ہے غیب پر مطلع کرتا ہے، فرمان ہے!

وَ مَا كَانَ اللهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَ لٰكِنَّ اللهَ يَجْتَبِىْ مِنْ رُّسُلِهٖ مَنْ يَّشَآءُ

ترجمہ! اور اللہ کی شان یہ نہیں کہ اے عام لوگو تمہیں غیب کا علم دے دے ہاں اللہ چُن لیتا ہے اپنے رسولوں سے جسے چاہے۔

(سورۃ آلِ عمران آیت ۱۷۹)

مومن مخلص سے یہاں تک کہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تمہارے احوال پر مطلع

کر کے مومن ومنافق ہر ایک کو ممتاز فرمادے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خلقت وآفرینش سے قبل جب کہ میری اُمت مٹّی کی شکل میں تھی اسی وقت وہ میرے سامنے اپنی صورتوں میں پیش کی گئی جیسا کہ حضرت آدم پر پیش کی گئی اور مجھے علم دیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا یہ خبر جب منافقین کو پہنچی تو انہوں نے براہِ استہزاء کہا کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گمان ہے کہ وہ یہ جانتے ہیں کہ جو لوگ ابھی پیدا بھی نہیں ہوئے ان میں سے کون ان پر ایمان لائے گا کون کفر کرے گا باوجودیکہ ہم ان کے ساتھ ہیں اور وہ ہمیں نہیں پہچانتے اس پر سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منبر پر قیام فرما کر اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا ان لوگوں کا کیا حال ہے جو میرے علم میں طعن کرتے ہیں آج سے قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اس میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تم مجھ سے سوال کرو اور میں تمہیں اس کی خبر نہ دے دوں۔

عبداللہ بن حذافہ سہمی نے کھڑے ہو کر کہا میرا باپ کون ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا حذافہ پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے فرمایا یارسول اللہ ہم اللہ کی ربوبیت پر راضی ہوئے اسلام کے دین ہونے پر راضی ہوئے قرآن کے امام ہونے پر راضی ہوئے آپ کے نبی ہونے پر راضی ہوئے ہم آپ سے معافی چاہتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تم باز آؤ گے کیا تم باز آؤ گے پھر منبر سے اتر آئے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اس حدیث سے ثابت ہوا کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت تک کی تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا گیا ہے۔ اور حضور کے علم غیب میں طعن کرنا منافقین کا طریقہ ہے۔ تو ان برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم دیتا ہے اور سید انبیاء حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں میں سب سے افضل اور اعلیٰ ہیں اس آیت سے اور اس کے سوا بکثرت آیات وحدیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غیوب کے علوم عطا فرمائے اور غیوب کے علم آپ کا معجزہ ہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان)

اس آیت سے واضح ہوا کہ اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے اور حضور حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رسولوں میں سب سے افضل واعلیٰ ہیں اس آیت سے اور اس کے سوا متعدد آیات واحادیث سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیوب کے علوم عطا فرمائے اور غیوب کا عالم ہونا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ ہے۔

یہ آیت نعتِ مصطفےٰ ہے

یہ آیت کریمہ بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صریح نعت شریف ہے اس میں ارشاد ہوا کہ اے محبوب تم سب لوگوں سے کہہ دو چاہے وہ عیسائی ہوں یا مُوسائی، پارسی ہوں یا مجوسی، مشرقی ہوں یا مغربی، جنوبی ہوں یا شمالی کہ میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں لہٰذا اب جو انسان بھی اللہ کا بندہ ہے وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اُمتی، حضرت آدم علیہ السلام کی ابوۃ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت سب کو عام ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام اور ان کی اُمتیں تمام رُسل و جنات وملائکہ سب ہی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُمتی ہیں۔

یہ بھی خیال رہے کہ اُمت اس کو کہتے ہیں جن کی طرف نبی تبلیغ کے لئے بھیجے جائیں تو پہلے انبیاء کرام خاص ملک یا کسی قوم کی طرف بھیجے جاتے تھے کہ دوسری قوموں پر ان کی اطاعت کرنا فرض نہ ہوتا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جب تشریف لے گئے تو حضرت خضر نے فرمایا کہ اے مُوسیٰ! آپ کا علم اور ہے میرا علم کچھ اور۔ اور آپ بنی اسرائیل کے پیغمبر ہیں آپ میرے ساتھ صبر نہ کر سکیں گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان

حدیث شریف میں ارشاد ہوا کہ اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام آج زندہ ہوتے تو ان کو ہماری اطاعت کرنا ہوتی اب اُمّت دو طرح کی ہے ایک تو اُمّتِ دعوت، دوسری اُمّتِ اجابت۔ جس کو تبلیغ تو ہوئی مگر اس نے قبول نہ کیا وہ اُمت دعوت کہلاتی ہے اور جس نے قبول کر لیا وہ اُمت اجابت ہے مسلمان تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت اجابت ہیں اور کفار و مشرکین اُمتِ دعوت ہیں چاہے لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اطاعت کریں یا نہ کریں اُمت ضرور ہیں۔

حضرت اُسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہے کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئی اس حال میں کہ وہ نماز پڑھ رہی تھی میں نے کہا لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ پس آپ نے آسمان کی طرف اِشارہ کیا یعنی سُورج گہن تھا اس وقت سب لوگ نماز کے لئے کھڑے تھے حضرت عائشہ نے کہا سبحان

اللہ میں نے پوچھا یہ کوئی نشانی ہے تو انہوں نے سر کے اشارہ سے جواب دیا کہ ہاں پھر میں بھی کھڑی ہوگئی حتیٰ کہ مجھ پر غشی چھانے لگی تو میں اپنے سر پر پانی ڈالنے لگی پھر نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ عزّوجل کی حمد وثناء کی اور فرمایا جس چیز کو بھی میں نے نہیں دیکھا تھا اس چیز کو میں نے اس جگہ کھڑے دیکھ لیا یہاں تک کہ جنت اور دوزخ کو بھی۔

حضرت امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ شرح میں لکھتے ہیں!

اس حدیث میں "مامن شی" کے الفاظ ہیں اور یہ سب عام سے بڑھ کر عام ہیں جب کہ نکرہ حیز نفی ہے میں تو اس کا معنی یہ ہے کہ ہر وہ چیز جو دیکھی جا سکتی تھی نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس مقام پر اللہ سبحانہ کی ذات کو بھی دیکھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہاں کیونکہ اس مقام پر آپ نے ہر شئے کو دیکھا اور شے کا لفظ اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی بولا جاتا ہے اور عقلی طور پر اس سے کوئی مانع نہیں۔

(عقائد اہلسنت ص ۱۵۲)

طارق بن شہاب سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے درمیان کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخلوقات کی ابتداء سے لیکر جنتیوں کے جنّت میں داخل ہوجانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہوجانے تک ہمیں سب کچھ بتا دیا جس نے اُسے یاد رکھا سو یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا سو بھول گیا۔

حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح لکھتے ہیں!

اس حدیث میں اس بات پر دلیل ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مجلس میں تمام مخلوقات کی ابتداء سے فنا تک اور فنا سے دوبارہ اُٹھائے جانے تک تمام احوال کی خبر دی اور یہ خبریں مبدا معاش اور معاد کو شامل تھیں اور ایک ہی مجلس میں یہ سب کچھ بیان کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بہت بڑا معجزہ ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جوامع الکلم عطا فرمائے گئے۔

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاملہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی اُمّی تھے

آپ اس قوم میں مبعوث ہوئے جو تمام کی تمام جاہل تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشوونما اس شہر میں ہوئی جہاں گزشتہ علوم کو جاننے والا کوئی نہ تھا نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی ایسے شہر کا سفر کیا جس میں کوئی عالم تھا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علم حاصل کرتے اور توریت وانجیل اور گزشتہ امتوں کے حالات جانتے۔ مصلحت خداوندی اس کے باوجود آپ نے دنیا کے تمام ملتوں کے ہر فریق سے ایسی محبت قائم کی کہ اگر تمام دنیا کے عالم ونقاد بھی جمع ہو جائیں تو بھی اس کی مثل کی کوئی دلیل نہیں لا سکتے۔ اُمّی ہونے کے باوجود آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہر قسم کے علوم میں ماہر ہونا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت کی روشن دلیل ہے۔

حضور جانتے ہیں

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما کان یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور وما یکون جو کچھ ہونے والا ہے سب سے واقف ہیں اور یہ حقیقت دلائل سے ثابت ہے ایک سادہ اور عام فہم دلیل یہ ہے کہ ہماری ابتداء حضرت آدم علیہ السلام سے ہوئی اور اس دنیا کی انتہا یہ ہے کہ قیامت آجانے کے بعد دوزخی دوزخ میں اور جنتی جنت میں چلے جائیں گے اور اب اس ابتداء اور انتہاء کو سامنے رکھ کر احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

> خُدا نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو اُس وقت حضرت آدم سے فرمایا جاؤ اور ان فرشتوں سے سلام کہو اور غور سے سُنو کہ وہ کس چیز سے تمہیں جواب دیتے ہیں چنانچہ آدم علیہ السلام گئے اور فرشتوں سے السلام علیکم کہا تو فرشتوں نے جواب السلام علیک ورحمۃ اللہ یعنی ورحمۃ اللہ کا اضافہ کردیا۔ (مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث مبارکہ سے یہ معلوم ہوا کہ سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس وقت سے باخبر ہیں جب حضرت آدم علیہ السلام کی ولادت ہوئی اور اُس بات سے بھی واقف ہیں جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو ارشاد فرمائی آپ فرشتوں کو حضرت آدم علیہ السلام کے کہے گئے سلام سے بھی واقف ہیں اور حضرت آدم علیہ لسلام کو فرشتوں کی طرف سے دیئے گئے جواب سے

بھی واقف ہیں گویا کہ تخلیقِ آدم سے آپ واقف ہیں تو آپ کا حضرت آدم علیہ السلام سے قدیم ہونا بھی تحقیق کو پہنچ گیا اور آپ کا تمام باتوں سے آگاہ ہونا آپ کے علمِ مبارک کی خاص دلیل ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ ملاحظہ فرمائیں جس سے سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم مبارک کی وسعت کا اظہار ہو رہا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص جنّتیوں کے بعد جنّت میں داخل ہوگا اور جہنّم والوں میں جو سب کے بعد جہنّم سے نکلے گا اُس آدمی کو میں جانتا ہوں۔

(واعظ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۸۴)

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے بعد اور دُنیا کے اختتام کے بعد لوگوں کے دخولِ جنت اور دخولِ جہنم کو بھی جانتے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخری جنتی کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ میں آج بھی جانتا ہوں اور پھر جو کچھ اُس آخری جنتی کے ساتھ ہونے والا ہے اُس کو بھی بیان فرما رہے ہیں کہ جو نبی تخلیقِ آدم سے لے کر آخری جنتی اور جہنمی کو جاننے والا ہو اُس سے دُنیا کی کیا چیز چُھپی ہو سکتی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ علم اور معرفت

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب آفتاب ڈھلا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور ظہر کی نماز پڑھائی پھر سلام پھیرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر جلوہ افروز ہوئے اور قیامت کا ذکر کیا۔

اور پھر فرمایا ! اس سے پہلے بڑے بڑے واقعات وحادثات ہیں،

پھر فرمایا ! جو شخص کسی بھی نوعیت کی کوئی بات پوچھنا چاہتا ہے تو وہ پُوچھے، خدا کی قسم! میں جب تک یہاں کھڑا ہوں تم جو بھی پوچھو گے اس کا جواب دوں گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ لوگوں نے زار وقطار رونا شروع کر دیا۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلال کے سبب بار بار یہ اعلان فرما رہے تھے کہ کوئی سوال کرو، مجھ سے (جو چاہو) پوچھ لو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ پھر ایک شخص کھڑا ہوا اور کہنے لگا !

یارسول اللہ! میرا ٹھکانہ کہاں ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! دوزخ میں۔

پھر حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ! میرا باپ کون ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ! تیرا باپ حذافہ ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بار بار فرماتے رہے مُجھ سے سوال کرو مجُھ سے سوال کرو،

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھٹنوں کے بل بیٹھ کر عرض گذار ہوئے ہم اللہ تعالیٰ کے رب ہونے پر، اسلام کے دین ہونے پر اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رسول ہونے پر راضی ہیں

رَاوی کہتے ہیں کہ ! جب حضرت عُمر رضی اللہ عنہ نے یہ گذارش کی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خاموش ہو گئے

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہُ قدرت میں میری جان ہے! ابھی ابھی اس دیوار کے سامنے مجھ پر جنت اور دوزخ پیش کی گئیں جبکہ میں نماز پڑھ رہا تھا تو آج کی طرح میں نے خیر اور شر کو کبھی نہیں دیکھا۔

(مسلم شریف ص ۱۸۳۲)(بخاری شریف ص ۲۶۶۰)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر شَے کا علم رکھتے ہیں آپ جہنمی کے جہنم میں جانے کو بھی جانتے ہیں۔

آپ صحابی کے باپ کے بارے میں بھی جانتے ہیں جس کا باپ کون ہے۔

آپ جنّت و دوزخ کے احوال کو بھی جانتے ہیں گویا کہ کوئی چیز بھی ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نگاہوں سے پوشیدہ نہیں تو جو لوگ آپ کے علم پر اُنگلی اُٹھاتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اُنہیں جہنم رسید فرمائے گا۔

سب کچھ بتا دیا

اسی حوالہ سے ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں!

عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ یَقُوْلُ: قَامَ فِیْنَا النَّبِیُّ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَقَامًا فَاَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتّٰی دَخَلَ اَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَاَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ. حَفِظَ ذٰلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک روز ہمارے درمیان قیام فرما ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مخلوقات کی ابتدا سے لے کر جنتیوں کے جنت میں داخل ہو جانے اور دوزخیوں کے دوزخ میں داخل ہو جانے تک ہمیں سب کچھ بتا دیا۔ جس نے اسے یاد رکھا، یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا سو بھول گیا۔

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۱۶۶)

آقا کو علم سارے دیئے ذُوالجلال نے
ظاہر کیا علوم کو صاحب کمال نے
مقصود جو بھی حشر تک ہونے تھے واقعات
وہ کر دیئے بیان شہِ خوش خصال نے

(محمد مقصود مدنی)

قیامت تک کے حالات بیان فرما دیئے

عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُوْنُ فِيْ مَقَامِهِ ذٰلِكَ اِلٰى قِيَامِ السَّاعَةِ اِلَّا حَدَّثَ بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے درمیان ایک مقام پر کھڑے ہوکر خطاب فرمایا: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس دن کھڑے ہونے سے لے کر قیامت تک کی کوئی ایسی چیز نہ چھوڑی، جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیان نہ فرما دیا ہو۔ جس نے اسے یاد رکھا یاد رکھا اور جو اسے بھول گیا سو بھول گیا۔

(بخاری شریف)(سنن ترمذی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینۃ العلم ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو مَا کَانَ وَ مَا یَکُوْنُ کا علم عطا فرما رکھا ہے کوئی چیز آپ سے کیسے پوشیدہ ہو سکتی ہے جب کہ آپ نے اللہ تبارک وتعالیٰ سے علم حاصل کر رکھا ہے ہم یہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم عطائی ہے جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا علم علمِ حقیقی ہے تو جو عطا کا منکر ہو وہ رب کی عطا کا منکر ہوگا اس لئے ہمیں چاہیے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام علوم کا جامع سمجھیں۔

علمِ مصطفٰے کے حوالہ سے ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں !

شہادت سے پہلے شہادت کا علم

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت زید، حضرت جعفر اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنھم کے متعلق خبر آنے سے پہلے ہی ان کے شہید ہو جانے کے متعلق لوگوں کو بتا دیا تھا چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اب جھنڈا زید نے سنبھالا ہوا ہے لیکن وہ شہید ہو گئے۔

اَب جعفر نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اور وہ بھی شہید ہو گئے۔ اب ابنِ رواحہ نے جھنڈا سنبھالا ہے اور وہ بھی جامِ شہادت نوش کر گئے۔

یہ فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ مبارک اشک بار تھیں۔ (پھر فرمایا) یہاں تک کہ اب اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار (خالد بن ولید) نے جھنڈا سنبھال لیا ہے اس کے ہاتھوں اللہ تعالیٰ نے کافروں پر فتح عطا فرمائی ہے۔

(بخاری شریف ج ۴ ص ۱۵۵۴)

کفّار کے مرنے کی جگہ کا علم

حضرت اُنس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میدانِ بدر میں کفار کے مقتولین کی نشاندہی فرمائی۔ آپ نے اپنی انگشت مبارک سے نشان لگا لگا کر فرمایا کہ فلاں کافر یہاں مرے گا اور فلاں کافر یہاں مرے گا حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ۔

فَمَا مَاطَ اَحَدُهُمْ عَنْ مَوْضَعِ يَدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ۔

وہ کافر اسی جگہ مرا جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نشان لگایا تھا

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۴۱)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے وصال کا علم تھا

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے وصال کا بہت پہلے سے علم تھا اور آپ نے مختلف مواقع پر اپنے اصحاب کو اس کی خبر بھی دی۔ حُجّۃ الوداع کے موقع پر آپ نے فرمایا! شاید اس کے بعد میں تمہارے ساتھ حج نہ کرسکوں۔

بُخاری شریف میں حضرت عُقبیٰ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حُضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم گھر سے باہر تشریف لے گئے اور شہدائے اُحد کی قبروں پر اِس طرح نماز پڑھی جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر پلٹ کر منبر پر رونق افروز ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ میں تمہارا پیش رو تم سے پہلے وفات پانے والا ہوں اور تمہارا گواہ ہوں اور میں خُدا کی قسم! اپنے حوض کو اس وقت دیکھ رہا ہوں تاکہ وہاں جا کر تم لوگوں کے لئے حوضِ کوثر وغیرہ کا انتظام کروں۔

(سیرتِ مصطفےٰ جانِ رحمت ج ۲ ص ۲۶۸)

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو علوم عطا فرمائے گئے اُن کے بارے میں جاننا ناممکن ہے کیونکہ علوم عطا فرمانے والا اللہ ہے اور علوم کو جاننے والے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلاواسطہ اللہ تبارک وتعالیٰ سے جمیع علوم حاصل فرمانے

والے ہیں اور اپنی رحمت سے یہ علوم اپنی اُمت کو منتقل فرمانے والے ہیں اسی لئے فرمانِ ربانی ہیں

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَاِنْ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ

بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا ہے اور وہ ضرور اس سے پہلے کھلے گمراہی میں تھے (سورۃ آل عمران آیت ۱۶۴)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے کتاب وحکمت عطا فرما کر مبعوث فرمایا اور خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے بارے میں ارشاد فرمایا!

اَنَا مَدِيْنَةُ الْعِلْمِ میں علم کا شہر ہوں۔

تمام علوم کا خزینہ آپ کا مُبارک سینہ ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اَلَمْ نَشْرَحْ فرمایا اور آپ کے نورانی سینہ میں تمام علوم بھر دیئے اس لئے ہر ایک کو علوم و معارف کے حصول کے لئے آپ ہی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا اور یہ آپ کی وہ عظمت و رفعت ہے جس میں کوئی بھی آپ کا شریک نہیں۔ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علمِ مبارک کے حوالہ سے اگر ہم روایات جمع کریں تو ہزاروں صفحات بھی کم ہیں۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے اُمتیوں کا درود وسلام خود سماعت فرماتے ہیں اور جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے ہر اُمتی کو جانتے بھی ہیں پہچانتے بھی ہیں اور یہ آپ کے علم کی وسعت کا عظیم ثبوت ہے اب ہم درود وسلام کی فضیلت بیان کرنے کا شرف حاصل کریں گے۔

عظمتِ دُرود وسلام

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۵۶﴾

بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۵۶)

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محبوب رب العالمین ہیں اور آپ درجۂ محبوبیت کی وجہ سے تمام انبیاء ورُسل پر فائق ہیں۔

حضور کا خاصہ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر خود دُرود بھیجنا اور پھر فرشتوں کے درود پڑھنے کا اعلان اور مؤمنین کو حکمِ درود اِس بات کا غماز ہے کہ یہ فضل وکرامت حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خاصہ ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جس اہتمام کے ساتھ درود پاک کا حکم دیا ہے اِس سے ثابت ہوجاتا ہے کہ دُرود پاک یہ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظیم خصوصیّت ہے اور کیوں نہ ہو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم محبوب خدا ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صاحب لولاک لما ہیں۔

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سید الانبیا ہیں۔

تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نُورِ خدا ہیں۔

اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحمت کامل اور درود پاک کو آپ کے لئے مخصوص فرمادیا۔

اللہ تعالیٰ نے حکمِ درود پر وقت کی قید نہیں رکھی یعنی یہ نہیں فرمایا کہ تم میرے حبیب پاک

پر صرف فلاں وقت درود پاک پڑھو جیسا کہ نمازوں کے لئے وقت کو مخصوص کر دیا بلکہ حکم درود کو دائمی فرمایا ہے اور دائمی حکم کا مقصد یہی ہے کہ یہ عمل کسی لمحہ بھی منقطع نہیں ہوگا۔

مومنین کو حکم

حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دُرود و سلام بھیجنا کلامِ حق تعالیٰ سے ثابت ہے اور مومنین کو حکم ہے کہ وہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہمیشہ درود و سلام بھیجتے رہیں اِس میں وقت کی قید نہیں تعداد کی قید نہیں بلکہ اَحادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ کثرت سے درود بھیجنے کا حکم آیا ہے، ہر بار دُرود بھیجنے سے مومن کو بے شمار اور بے حد و حساب رحمتیں اور برکتیں حاصل ہوتی ہیں اِس لئے ہمیں چاہیے کہ درود بھیجنے میں کثرت کریں۔

دلبستگی ہو ہر گھڑی محبوبِ رَب کے ساتھ
پڑھتے رہو دُرود تم اُن پر اَدب کے ساتھ
مقصودؔ ہے دُرود وظیفہ عظیم تر
مومن کا رابطہ ہے یہ شاہِ عَرب کے ساتھ

صلوٰۃ وسلام کا معنیٰ

قرآن پاک میں لفظ صلوٰۃ یعنی درود اور لفظ سلام کن معنوں میں استعمال ہوا ہے، علامہ حسین بن راغب اصفہانی اپنی معروف تصنیف المفردات میں لکھتے ہیں! اللہ تعالیٰ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مسلمانوں پر صلوٰۃ پڑھتا ہے اس کا معنیٰ ہے وہ ان کی حمد و ثنا فرماتا ہے اور ان کا تزکیہ فرماتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو مسلمانوں پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں اس کا معنیٰ ہے آپ اُن کے لئے برکت کی دعا کرتے ہیں

فرشتوں کی صلوٰۃ

اور فرشتے جو صلوٰۃ پڑھتے ہیں اِس کا معنیٰ ہے کہ وہ مسلمانوں کے لئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں (المفردات ج ۲ ص ۳۷۴) (تبیان القرآن ج ۹ ص ۵۴۳)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ! بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے نبی پر صلوٰۃ پڑھتے ہیں اِس کا معنیٰ ہے کہ وہ ان پر برکت نازل فرماتے ہیں۔

مجدد دین وملت، تاجدارِ بریلی امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! کہ جان لو درود وسلام سن شعور سے مرنے تک پڑھنا چاہیے اِس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توصیف وثناء اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے جبکہ وہ حیی بھی ہے اور قیوم بھی ہے اور باقی بھی تو جب وہ حیی وقیوم اور باقی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود وسلام بھیجتا ہے تو اُمتی کو بھی چاہیے کہ وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مرتے دم تک درود وسلام بھیجتے رہے درود وسلام ازل سے ہے اور ابد تک رہے گا۔

سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں !

درود شریف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تکریم ہے۔

(خزائن العرفان بحوالہ تبیان القرآن ج۹ ص ۵۳۶)

مفتی احمد یار خان نعیمی کا قول ہے کہ! رب تعالیٰ کا درود ہے رحمت نازل فرمانا، فرشتوں کا درود ہے دُعائے رحمت کرنا مگر تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب میں مشترک ہے۔

کیا شانِ مصطفیٰ بشر کر سکے بیاں
رب نے حبیبِ پاک کو دیں ساری خوبیاں
مقصود جو درود پڑھے اُن کی ذات پر
مل جاتی لاشبہ ہے غموں سے اُسے اماں

فضائل درود احادیث رسول

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد عالی بیان کیا ہے جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھے اللہ تعالیٰ اُس پر دس مرتبہ اپنی بے پایاں رحمتیں نازل فرمائے گا اور خصوصی عنایات سے نوازے گا۔ (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۸۶)

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے خوشی کے آثار آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک سے عیاں تھے (ہم نے

عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ انور خوشی سے تاباں ہے) فرمایا میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور کہا (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے) اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ اس بات پر راضی نہیں ہے کہ آپ کا جو اُمتی آپ پر ایک بار درود بھیجے گا میں اس کو اپنی خصوصی عنایت وتوجہ سے دس بار نوازوں گا اور آپ کا جو اُمتی آپ پر ایک بار سلام بھیجے گا میں دس بار اس پر سلام بھیجوں گا۔

(سنن النسائی کتاب السھو)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اللہ تعالیٰ نے میری قبر کے نزدیک ایک فرشتہ مقرر کر رکھا ہے میری امت میں سے کوئی شخص جب مجھ پر درود پڑھتا ہے تو یہ فرشتہ مجھ سے کہتا ہے اے محمد (ﷺ) اس گھڑی فلاں بن فلاں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھا ہے۔

(صحیح الجامع الصغیر)

حضرت ابوہریرہ اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ پیدا کیا ہے جس کو تمام مخلوق کی آواز کو سننے کی طاقت عطا فرمائی وہ میرے روضہ پر قیامت کے دن تک کھڑا ہے میری امت کا کوئی شخص جب مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے تو وہ فرشتہ اس شخص کا نام بمع اس کے والد کے نام کے لے کر کہتا ہے کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فلاں بن فلاں نے آپ کی ذات پر درود شریف پڑھا

(مطالع المسرات)

درود محفل شریف کا قیام

الحمد للہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظرِ عنایت سے 1999ء سے درود محفل شریف کا قیام عمل میں آچکا ہے اور درود پاک کی محفل روزانہ اس درود محفل شریف میں منعقد ہوتی ہے اس کے علاوہ دُنیا کے مختلف ممالک میں درود پاک کی محافل کا انعقاد ہوتا ہے اور تمام محافل کا درود پاک درود محفل شریف میں جمع ہوتا ہے اور یہ درود پاک بصد اہتمام و نیاز سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کیا جاتا ہے۔

فِدَاكَ کُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حقیقت سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

و

بُرہانِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہر حقیقت کی حقیقت سید الکونین ہیں
وہ ہیں محبوبِ خدا ہر عین کی وہ عین ہیں
وہ ہیں بُرہانِ خُدا مقصود ہیں محبوب ہیں
وہ شفیع المذنبیں ہیں مالکِ دارین ہیں

ہر حقیقت کی اوّل حقیقت ہیں وہ
نُورِ وحدت ہیں وہ جانِ رحمت ہیں وہ
شانِ مقصود اُن کی وَرٰی الورٰی
مَظہرِ رَب ہیں وہ شانِ قُدرت ہیں وہ

سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے محبوب ومطلوب ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی شان کے ظہور کے لئے کائناتِ عالم کو تخلیق فرمایا حدیث قدسی میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

خَلَقْتُ الْخَلْقَ لِاُعَرِّفَهُمْ كَرَامَتَكَ وَمَنْزَلَتَكَ عَلَيَّ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الدُّنْيَا

یعنی میں نے خلقت کو اِس لئے پیدا فرمایا تاکہ اسے تیری بزرگی اور برتری اور بلند منزلت کا تعارف کراؤں اگر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا نہ کرتا تو دُنیا کو بھی پیدا نہ کرتا۔

(زرقانی علی المواہب جلد ا صفحہ ۳۶)

حقیقتِ مُحمّدیہ اظہارِ خُدا کا باعث بھی ہے اور حقیقتِ مُحمّدیہ کا ظہور ہی پُوری کائنات میں نظر آرہا ہے ہر شئے کی تخلیق آپ کے وسیلہ سے ہی ہوئی اسی لئے ہر چیز کی حقیقت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نورِ مقدس ہے معارج النبوۃ میں ہے!

"یہ ایک دائمی اور ابدی حقیقت ہے کہ اول مخلوقات اور ساری کائنات کا ذریعہ اور تخلیق عالم وآدم علیہ السلام کا واسطہ، نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔"

ملا مُعین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے معلوم ہوا کہ دائمی حقیقت آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہی ذات ہے اور مخلوقات میں سب سے اول تخلیق بھی آپ ہی کی ذات ہے اور آپ ہی کی بدولت تمام اشیاء واکوان وجود میں آئیں ہر شئے کی آپ ہی کے وُجودِ مسعود کی بدولت ظاہر ہوا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے اپنے محبوب احمدِ مجتبیٰ حضرت مُصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نُور

تخلیق فرمایا اور آپ کے نُور سے ہر شے تخلیق فرمائی اِسی بنا پر علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ ہر شے کی اصل اور ہر شے کا جوہرِ مطلق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نُورِ پاک ہے اور اِس پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا ارشاد بھی دلالت کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

اول ما خلق اللہ نُوری

یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وجود باری تعالیٰ کے شاہد اول ہیں اور آپ ہی کی ذات ہے جس نے مشاہدہ جمالِ حق کیا۔

اُن کے انوار سے سب جہاں ہیں بنے
اُن کے انوار سے اِین و آں ہیں بنے
جن کے انوار سے ساری مخلوق ہے
اُن سے مقصود کون و مکاں ہیں بنے

مُعین کاشفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ! کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کُن فَیَکُون کی پرکار سے پہلا نکتہ ہیں جو صفحہ وجود پر ثبت ہوا۔

باغبان ایجاد نے چمنستانِ ایجاد میں رشد و ہدایت کا جو پہلا جلوہ دکھایا وہ باعث تخلیق عالم سید و سرور دو عالم جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہی جلوہ ہے احادیث میں آیا ہے !

یا عیسیٰ اٰمن بمحمد و امر من ادرکته من امتك ان یومنوا به فلو لا محمد ما خلقت آدم ولو لا محمد ما خلقت الجنة ولا النار ولقد خلقت العرش علی الماء فا ضطرب فکتبت علیه لا اله الا الله محمد رسول الله فسکن

یعنی اے عیسیٰ ! محمد پر ایمان لاؤ اور اپنی امت میں سے جو ملے اسے بھی اس پر ایمان لانے کا حکم دو کیونکہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں آدم کو پیدا نہ کرتا اگر محمد نہ ہوتے تو میں جنت اور دوزخ کو پیدا نہ کرتا اور ہاں میں نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا تو وہ بے قراری سے ہلنے لگا تو میں نے اس پر لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھ دیا اور وہ ساکن ہو گیا۔ (یہ حدیث صحیح الاسناد ہے)

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو وجود بخشا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے۔

جنّت کو پیدا فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے۔

دوزخ کو پیدا فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے۔

عرش کو پیدا فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے۔

عرش کو قرار ملا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے۔

رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مرصاد العباد میں لکھا ہے !

کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس خلاصہ موجودات اور شجر کائنات کا پھل ہے اور اللہ کا ارشاد ہے۔

حدیث قدسی ہے !

لولاك لما خلقت الكونين

اے نبی اگر آپ کی شان رفیع کا اظہار مقصود نہ ہوتا تو میں اس کائنات کو پیدا ہی نہ کرتا۔

(زرقانی ج ۱ ص ۲۶)

ہر حقیقت کی اوّل حقیقت ہیں وہ
نُورِ وحدت ہیں وہ جانِ رحمت ہیں وہ
شان مقصود اُن کی وریٰ الوریٰ
مظہرِ رَب ہیں وہ شانِ قُدرت ہیں وہ

گویا کہ ساری کائنات کے ظہور کا باعث اور ساری کائنات کے وجود کا باعث حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہی ذات مبارکہ ہے اگر آپ کا وجود نہ ہوتا تو کسی شے کو وجود نہ ملتا۔

زرقانی نے آدم علیہ السلام سے خطاب الٰہی بحوالہ بیہقی ان لفظوں میں نقل کیا ہے !

لولاك محمد ما خلقتك

یعنی اے آدم اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نہ ہوتے تو تجھے بھی پیدا نہ کرتا۔

(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۱۶)

یعنی وجودِ آدم علیہ السلام کا باعث بھی آپ ہی کی ذات ہے اور وجودِ آدمیّت بھی آپ ہی کی بدولت ہے جتنے بھی انسان دنیا میں آئے یا آئیں گے سب آپ ہی کی معنوی اولاد ہیں۔

وہی اوّل وہی آخر

خصائص کبریٰ میں جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بیہقی اور ابن عساکر کے حوالہ سے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہٗ کی روایت نقل کی ہے۔

لما خلق اللہ آدم اراہ بنیہ فجعل یری فضائل بعضھم علیٰ بعض فریٰ نور ساطعا فی اسفلھم فقال یا رب من ھذا قال ھذا انك احمد وھو اول وھو آخر وھو اول شافع

جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا گیا تو ان کو اپنی اولاد خواب میں دکھائی گئی آپ نے بعض کے بعض پر فضائل دیکھے پس دیکھا کہ ان کے نیچے کی طرف ایک چڑھتا ہوا نور ہے عرض کی مولا یہ کون ہے تو فرمایا یہ تیرا بیٹا احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اور وہی اول ہے وہی آخر ہے اور وہی اول شفاعت کرنے والا ہے۔

(خصائص کبریٰ جلد اول)

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ

(علامہ محمد اقبال)

حضرت مجدّد الف ثانی کا قول

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں !

جاننا چاہیے کہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش پیدائشی صفت میں تمام انسانی افراد کی طرح نہیں ہے بلکہ پیدائش میں تمام جہان کے افراد میں سے کسی ایک فرد کے ساتھ بھی آپ کی پیدائش مناسبت نہیں رکھتی کیونکہ

آپ باوجود عنصری پیدائش کے اللہ کے نُور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ فرمایا میں اللہ کے نُور سے پیدا کیا گیا ہوں اور دوسروں کو یہ دولت حاصل نہیں ہوئی ہے۔

(مکتوبات امام ربانی ج ۱۹۱ دفتر سوم

اللہ تعالیٰ تو اِدراک سے قاصر ہے اس کا پورا ادراک آخرت کی پیدائش سے وابستہ ہے ج... کہ رویت یعنی دیکھنے کا مقام ہے جب خدا تعالیٰ کو دیکھیں گے (تو) محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ک... جمال کو پالیں گے۔

حقیقتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو کہ ظہورِ اوّل اور حقیقۃ الحقائق ہے اس معنی سے ک... دُوسرے حقائق خواہ وہ انبیاء کے حقائق ہوں اور خواہ ملائکہ کے سب اس کے اظلال کی مانند ہیں او... وہ حقائق کا اصل ہے۔

ہر اِک اِبتداء کی ہیں وہ اِبتداء
اُنہیں نُور خالق نے اپنا کہا
یہ ہے آیا مقصودِ قرآن میں
وہی وَالْقَمَر ہیں وہی وَالضُّحٰی

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور پیدا فرمایا نیز فرمایا کہ میں اللہ کے نور سے پیدا کیا گیا ہوں۔

حضور سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تمام حقائق اور خداوند تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہوں گے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ کے بغیر کسی کا بھی مطلوب تک پہنچنا محال ہوگا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انبیاء اور مرسلین علیہم السلام کے نبی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تشریف لانا تمام جہانوں کے لئے رحمت ہے۔

(بحوالہ مسلک مجدد ص ۴۳ تا ۶۳)

قارئین! ساری کائنات کا خلاصہ انسان ہے اور ساری انسانیت کا خلاصہ انبیاء اور رسول ہیں اور تمام انبیاء کے امام اور تمام انبیاء کے سردار ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ہے۔

حق تعالیٰ کا حسن گنجینۂ مخفی تھا جیسا کہ فرمان ہے !

کنت کنزا مخفیا

اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ اُسے پہچانا جائے چنانچہ یہ کائنات تخلیق فرمائی اور پھر اس کے اندر انسان کو پیدا فرمایا اور انسان کو قلب جیسی انمول چیز عطا فرمائی جس سے وہ حق تعالیٰ کو پہچان سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی پہچان بتائی اور آپ ہی کے صدقے معرفت الٰہی کے خُم خانوں کے دروازے کھل گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمّتی حُسنِ اَزل کے جلوہ سے جھولیاں بھر بھر کے فیض یاب ہونے لگے۔

(سیرت سید لولاک ص ۹)

کُنتُ کَنزًا مخفیا کا راز ہیں
آپ ہی ہر چیز کا آغاز ہیں
آپ پر حُسن و صباحت ختم ہے
آپ ہی مقصودِ حق کا ناز ہیں

تمام اوّلیتیں حضور کے لئے ہیں

حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ حضور سرورِ کائنات احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ مبارک کی اولیت اور مادۂ تخلیق ہونے کا اظہار اس طرح کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يَآيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرۡسَلۡنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيۡرًا ۝۴۵ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذۡنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيۡرًا ۝۴۶

یعنی اے محمد بیشک ہم نے تم کو بھیجا ہے گواہ بنا کر بشارت دینے والا اور ڈرانے والا اور خدا کی طرف اُس کے حکم سے بلانے والا اور روشن چراغ۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۴۵۔۴۶)

اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں !

اول ما خلق اللہ نوری

یعنی پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا کی وہ میرا نور ہے۔
اس نور کے اللہ تعالیٰ نے چار حصے کئے ایک حصہ سے عرش بنایا۔
دوسرے حصے سے قلم بنائی اور اس سے فرمایا کہ عرش کے گرد لکھ اُس نے عرض کیا میں کیا
لکھوں،
فرمایا میری توحید اور میرے نبی کی فضیلت لکھ، تب قلم عرش کے گرد جاری ہوا اور اُس نے
لکھا! لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
تیسرے حصہ سے اللہ تعالیٰ نے لوح کو پیدا کیا اور قلم سے فرمایا لوح پر لکھ
قلم نے عرض کیا! اے پروردگار کیا لکھوں؟
فرمایا! میرا علم اور جو کچھ میں قیامت تک پیدا کروں گا وہ لکھ پس قلم نے لوح پر لکھنا
شروع کیا۔
چوتھا حصّہ ایک عرصہ تک متردّد رہا، یہاں تک کہ عظمت سے مُتّصل ہوا اور سجدہ بجالایا۔
اللہ تعالیٰ نے اُس کے چار حصّے کیئے۔
پہلے حصّہ سے عقل کو پیدا کیا اور سر میں اس کو جگہ دی۔
دُوسرے حصّہ سے معرفت کو پیدا کیا اور سینہ میں اس کو جگہ دی۔
تیسرے حِصّہ سے سورج اور چاند کے نور کو اور آنکھوں کی روشنی کو پیدا کیا۔
چوتھے حِصّہ سے عرش کے اُوپر غلاف (یعنی اس کے گرد حجابات) پیدا کئے پھر اُس نُور کو
آدم کے اندر ودیعت رکھا، چُنانچہ آدم کے سجدہ کی اصل وہی نُورِ محمد تھا۔
عرش کا نور بھی محمد کے نور سے ہے اور قلب کا نور بھی محمد کے نور سے ہے۔
لوح کا نور بھی محمد کے نور سے ہے اور قلم کا نور بھی محمد کے نور سے ہے۔
معرفت کا نور بھی محمد کے نور سے اور آدم کا نور بھی محمد کے نور سے ہے۔
دن کا نور بھی محمد کے نور سے ہے اور آنکھوں کا نور بھی محمد کے نور سے ہے۔
اور محمد کا نور جبّار جل جلالہٗ کے نور سے ہے یہ حدیث عزیز حسن ہے اور بہت سے معانی کا
مجموعہ ہے، اس کو محمد بن منکدر نے جابر بن عبد اللہ انصاری سے روایت کیا ہے اور اس حدیث کا
انکار وہی شخص کرے گا جو نبوّت کے کمال سے ناواقف ہے اور جو اس کو خوف جانتا ہے، جیسا کہ جاننا

چاہیئے اور اس کے دل میں حضور کا یہ فرمان جگہ پکڑے ہوئے ہے۔

کنت نبیا و آدم بین الماء و الطین

وہ جانتا ہے کہ حضور علیہ السلام کل موجودات سے اسبق اور کل مخلوقات سے اکمل ہیں۔

(امراض الروحانی ص ۳۶۲۔۳۶۲)

سیّد کونین ہیں نُورِ خُدا
نُور اُن کو رب نے ہے اپنا کہا
ہیں وہی مقصود نُور اوّلیں
ہر صحیفہ ہے گواہی دے رہا

مُصنّف عبدالرزاق کی روایت

استاذ المحدثین جناب عبدالرزاق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یارسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے بتائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام چیزوں سے پہلے کس شَے کو پیدا فرمایا؟

حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اے جابر اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا

پھر یہ نُور مقدس منشائے ایزدی کے مطابق اُس کی قُدرت سے سیر کرتا رہا اور اُس وقت نہ لُوح تھی، نہ قلم، نہ جنت تھی نہ دوزخ، نہ ملائکہ تھے نہ آسمان وزمین نہ سورج تھا نہ چاند، نہ جن تھے نہ انسان تو جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو اُس نے اس نُور مبارک کو چار حصّوں میں کر دیا پھر پہلے حصّہ سے لُوح کو، دوسرے سے قلم کو اور تیسرے سے عرش کو پیدا فرمایا۔

بعد ازاں جُزوِ چہارم کے پھر چار حصّے کئے اور پہلے حصّہ سے حاملانِ عرش دوسرے سے کُرسی اور تیسرے سے باقی ملائکہ پیدا فرمائے۔"

اس کے بعد اس کے جزو چہارم کو چار اجزاء میں تقسیم کیا اور جزو اول سے آسمان دوسرے سے زمینیں اور تیسرے سے جنت دوزخ پیدا فرمائے۔

بعد ازاں اس کے جزو چہارم کے چار حصّے فرمائے پہلے حصہ سے مومنین کی آنکھوں کا نور بنایا، دُوسرے سے قلوب المومنین کا نُور پیدا فرمایا اور تیسرے سے نُور محبت پیدا فرمایا اور وہ توحید ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

سیّدنا امام زین العابدین علی بن حسین علیہ السلام اپنے والدِ معظم سیدنا امام حسین علیہ السلام سے وہ اپنے والدِ مکرم سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت بیان کرتے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش مبارک سے چودہ ہزار سال قبل میرا نُور خُدا تعالیٰ جل وعلا کے حضور میں حاضر تھا جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق فرمائی تو میرے نور کو اُن کی پشت میں جا گزیں فرما دیا۔

چنانچہ میرا یہ نُور حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں اِس شان کے ساتھ درخشاں ہوتا کہ تمام انوارات پر چھا جاتا پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس نور کو تختِ سلطنت پر متمکّن فرما کر فرشتوں کے کاندھوں پر سوار کرایا اور حکم دیا کہ وہ اس نور کو آسمانوں کی سیر کرائیں تا کہ وہ عجائباتِ ملکوتی کا مشاہدہ فرمائے۔

(مواہب الدنیہ جلد اول ص ۸۱) (الزرقانی علی المواہب جلد اول ص ۱۳۰)

(انوار المحمدیہ فی المواہب الدنیہ ص ۵۱) (مدارج النبوت جلد دوم ص ۵)

رحمتِ رَبّ العُلیٰ سرکار ہیں
مخزنِ نُورِ خُدا سرکار ہیں
اُن کا ہے قرآن میں مقصود ذکر
حق کا پہلا مدعا سرکار ہیں

قارئین محترم! سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر حقیقت کی حقیقت ہیں اور ہر چیز میں آپ ہی کا نور فروزاں ہے اور یہی حقیقت اعلیٰ باعث تخلیقِ کائنات ہے۔

جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ!

اول ما خلق اللہ نوری

اللہ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق سے پہلے حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا اور علوی و سفلی وجودات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کے نور سے ہیں۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جوہرِ پاک ہی تمام اشیاء و اکوان کا باعث ہے۔

تمام ارواح و شبیہات، عرش و کرسی، لوح و قلم، جنت و دوزخ، ملک و فلک، انسان و جنات آسمان و زمین، دریا و پہاڑ، اور تمام مخلوقات، آپ ہی کے نور سے عالمِ ظہور میں آئی تمام کثرتوں کا ظہور آپ ہی کی وحدت سے ہے اور تمام مخلوقات میں آپ ہی کا جوہرِ پاک موجود ہے۔

اول ما خلق اللہ العقل۔

اللہ نے سب سے پہلے عقل کو پیدا فرمایا

اول ما خلق اللہ القلم

اللہ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا۔

وکان عرشہ علی الماء

عرش الٰہی پانی پر تھا۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب قلم کو پیدا کیا گیا تو حق تعالیٰ نے اس سے فرمایا، لکھ، قلم نے عرض کیا کیا لکھوں؟

فرمایا ! لکھ

ما کان وما یکون الی الابد

یعنی جو کچھ ہو گیا اور جو کچھ آئندہ ابد تک ہو گا سب لکھ۔

قارئین ! معلوم ہوا قلم کی پیدائش سے پہلے بھی کچھ اشیاء کائناتِ عالم میں موجود تھیں جیسا کہ پیش کی گئیں روایات میں مختلف چیزوں کی اولیت کا ذکر موجود ہے لیکن یہ اولیتیں بھی ثانوی حیثیت رکھتی ہیں کیونکہ تمام اشیاء کو اللہ نے آپ ہی کے نور سے تخلیق فرمایا اس لئے عقل بھی آپ ہی کے نور کا حِصّہ ہے اور عرش بھی آپ ہی کے نُور کا جُزو ہے اس لئے یہ بات واضح ہو گئی کہ ہر شے آپ ہی کے نور سے وجود میں آئی۔

علماء فرماتے ہیں کہ عرش و کرسی اور ارواح کی تخلیق سے پہلے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم کا نور مبارک عالم ظہور میں آیا ہے۔

علماء لکھتے ہیں ! ہوسکتا ہے مَا کَانَ سے مراد نُور مُصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احوال و صفات ہوں اس لئے کہ تمام جہانوں سے نُور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوّلیت ثابت ہے، اور" مَا یَکُون " سے مراد وہ کائنات ہیں جو دنیا میں بعد میں ظاہر ہوں اور اس عالم ظہور میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت ثابت ہے جیسا کہ فرمایا !

کنت نبیا و ادم بین الروح والجسد

میں اس وقت بھی نبی تھا جبکہ آدم روح وجسم کے درمیان تھے۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ!

انی عبد اللہ خاتم النبیین وادم المنجدل فی طینہ

بیشک میں عبداللہ اور آخری نبی اس وقت تھا جبکہ آدم اپنے خمیر میں تھے اور لوگوں کی زبان پر یہ مشہور ہے کہ۔

وادم بین الماء والطین

یعنی آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے"

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت، فرشتوں اور روحوں کے درمیان ظاہر و معلوم تھی اور دیگر نبیوں کی نبوت ثابت و مسلم ہے اور دیگر نبیوں کی نبوت مخفی و پوشیدہ تھی۔

مُحمد مُصطفےٰ کا نُور تھا ہر چیز سے پہلے
مُحمد مُصطفےٰ کے نُور سے ہر چیز ظاہر ہے
مُحمد مُصطفےٰ کا نُور ہی مقصودِ اوّل ہے
مُحمد مُصطفےٰ کا نُور ہی مقصود آخر ہے

رُوحِ محمد نے اَرواحِ اَنبیاء کی تربیّت کی

رُوحِ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عالمِ اَرواح میں بھی تمام رُوحوں پر حاکم تھی اور عالمِ اَجسام میں بھی آپ ہی کی حاکمیت جلوہ گر ہے۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک اُس جہان میں تمام انبیاء کی ارواح کی

تربیت فرماتی رہی اور تمام انبیاء کو علوم الٰہیہ پہنچاتی رہی اسی طرح دنیا میں آپ کی تشریف آوری کو تمام جہانوں کے لئے رحمت قرار دیا گیا اور آپ کو تمام انسانوں کی طرف مبعوث فرمایا گیا اسی لئے آپ نے فرمایا!

نحن السابقون الاخرون

مُصطفٰے ہیں اَنبیاء کے تَاجدار
ہیں وہی اوّل وہی آخر بھی ہیں
ہیں وہی مقصودِ سابق اور عظیم
ہیں وہی بَاطن وہی ظاہر بھی ہیں

سب انبیاء آپ کے نور سے

مُعارج النبوۃ میں ہے ! احادیث میں مروی ہے کہ جب نُورِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا فرمایا گیا اور آپ کے نُور سے تمام انبیاء علیہم السلام کے انوار نکالے گئے تو حق تعالیٰ نے نورِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ارشاد فرمایا کہ ان انوار کی جانب نظر فرمایئے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُن پر نظر فرمائی تو اُن تمام کے انوار پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نُور غالب آ گیا اور دوسروں کے نور ماند پڑ گئے، وہ عرض کرنے لگے کہ اُے رب ہمارے! یہ کس کا نور ہے جس کے آگے ہمارے انوار ماند پڑ گئے، حق تعالیٰ نے فرمایا یہ نُورِ محمد بن عبداللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ہے۔ اگر تم ان پر ایمان لاؤ گے تو ہم تمہیں نبی بنائیں گے سب نے بیک زبان عرض کیا "اے رب ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے"

اس پر حق تعالیٰ نے فرمایا میں تم پر گواہ ہوں یہ معنے حق تعالیٰ کے اس ارشاد کے ہیں فرمایا!

وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ؕ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ؕ قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴿۸۱﴾

اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور

حکمت دُوں پھر تشریف لائے تُمہارے پاس وہ رسول کہ تُمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمّہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دُوسرے پر گواہ ہوجاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں۔

(سورۃ آلِ عمران آیت ۸۱)

میثاق سے مُراد وہ عہد، پختہ وعدہ اور حلف ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کبھی تمام افراد کی اَرواح سے اور کبھی صرف انبیاے کرام اور رُسل عظام کی اَرواح سے لیا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انبیاء اور رسولوں کی روحوں سے میثاق لیا اسے میثاقِ نبوت کہتے ہیں۔

یہ میثاق اس اَمر کا اعلان تھا کہ اے ارواح انبیاء تمہیں نبوّت عطا کی جائے گی اور تمہیں فریضۂ رسالت ادا کرنے کے لئے مبعوث کیا جائے گا

یہ میثاق صرف انبیاء اور رُسل سے تھا اور وہ میثاق اُن سے نبوّت و رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لانے کا تھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نبی اور ہر رسول سے یہ وعدہ لیا کہ وہ حضور رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت اور رسالت پر ایمان لائیں گے اور ان کی نُصرت کریں گے۔

ہے کتابِ پاک بھی اُن کی نبوّت کی گواہ
اُن کی نُصرت کا عہد نبیوں سے ہے حق نے لیا
مرتبے اور شان میں مقصود ہیں اعلیٰ تریں
کوئی بھی عظمت میں اُن سے آج تک نہ بڑھ سکا

باعثِ تخلیقِ عالم

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی فضیلت میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہٗ کی حدیث ہے کہ جبریل علیہ السلام نے بارگاہِ رسالت میں آکر عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) آپ کا

رب فرماتا ہے کہ اگر میں نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا ہے تو تمہیں حبیب بنایا ہے۔

اور میں نے اپنے نزدیک تم سے زیادہ برگزیدہ کسی مخلوق کو پیدا نہیں کیا اور میں نے دنیا و جہان کو اسی لئے پیدا فرمایا ہے کہ وہ جان لیں کہ میرے نزدیک تمہاری کتنی قدر و منزلت اور مرتبت ہے اگر تم نہ ہوتے تو دنیا کو پیدا نہ کرتا۔

(معارج النبوۃ)

لولاك لما خلقت الافلاك

یعنی اے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو (بھی) پیدا نہ کرتا (یہ الفاظ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں کہے گئے)۔

یہ سمجھے معنیٰ لولاک میں نے
کہ ہستی بخششِ جاں آفریں ہے

(مخزنِ گفتار، حقی ص ۴۰)

حدیث لولاك لما خلقت الافلاك کو مولانا اشرف علی تھانوی نے ''امداد الفتاوی'' میں بیان کیا ہے کہ علامہ دیلمی نے ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کو نقل کیا ہے۔

اتانی جبرئیل فقال یا محمد لولاك لما خلقت الجنة. لولاك لما خلقت النار. وفی روایة ابن عساکر لولاك لما خلقت الدنیا

(فتاوی محمودیہ ج ۴ ص ۸۴)

ہیں مقصدِ لولاک لما پیارے محمد
آدم نے بھی ہے بس یہ کہا پیارے محمد
وہ ہوتے نہ مقصود تو دُنیا بھی نہ ہوتی
ہیں باعث ہر ارض و سما پیارے محمد

حقیقتِ مُحمّدیہ کا ظہور

قارئینِ محترم! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی الانبیاء علیہ وعلیہم السلام ہیں اس کی

حقیقت آخرت میں ظاہر کی جائے گی جس وقت کہ تمام انبیاء علیہم السلام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔

سیدِ کونین کو عظمت ملی
سیدِ کونین کو رفعت ملی
سیدِ کونین ہیں مقصود وہ
سیدِ کونین کو شوکت ملی

اسی طرح شبِ معراج ظاہر ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام نبیوں کی امامت فرمائی اور اگر زمین میں حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی زندگی میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شرف ملاقات ہوتا تو اِن سب پر اور ان کی اُمتوں پر واجب ہوتا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لائیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت واعانت فرمائیں جس پر حق تعالیٰ نے ان سے عہد لیا تھا۔

(معارج النبوۃ ملا معین واعظ الکاشفی)

ہر حقیقت کی حقیقت ہیں امام الانبیاء
نور ہے مقصود اُن کو ربِّ عالم نے کہا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جن ارواح کو عالمِ اجسام میں نبوت ورسالت سے فیض یاب کرنا تھا اُن کو جمع فرمایا اور اُن سے جو میثاق لیا وہ حلف نبوّت بھی تھا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نصرت و اعانت اور آپ کی نبوّت ورسالت کی تصدیق کے ساتھ ساتھ جب آپ کی تشریف آوری ہوتو اپنی نبوت ورسالت کو سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق دستبردار کر دینا۔

اور جب انبیاء علیہم السلام کی رُوحوں سے میثاق لیا جارہا تھا تو اس کا ذکر اِذْ کے ساتھ کیا

وَاِذْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ

اور اے محبوب یاد کرو جب ہم نے نبیوں سے عہد لیا

(سورۃ الاحزاب آیت ۷)

قارئین! سرکارِ دوعالم نورِ مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و

عظمت کا اظہار کرنے کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام انبیاء سے عہد لیا تھا کہ جب یہ انبیاء و رُسل دنیا میں مبعوث ہوں گے تو اللہ تعالیٰ کے دین کی اقامت کریں گے۔

اَرواحِ اَنبیاء سے عہد حق نے یہ لیا
تُم سب کو رُتبہ خاص ہے میں نے عطا کیا
آئے تُمہارے وقت میں مقصودؔ جو نبی
اُس کی غُلامی کرنے کا وعدہ کرو ذرا

سب سے اوّل سب سے آخر

كُنْتُ اَوَّلَ النَّبِيِّيْنَ فِي الْخَلْقِ وَآخِرَهُمْ فِي الْبَعْثِ فَبَدَاَبِي قَبْلَهُمْ

میں مخلوق میں پیدائش کے لحاظ سے سب سے پہلا اور بعثت کے لحاظ سے سب سے آخری نبی ہوں سوان سب سے پہلے (نبوت) کی ابتدا مجھ سے ہی کی گئی۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۴۹) (مسند الفردوس ج ۳ ص ۲۸۲۸)

رُوحِ کونین ہیں وہ جلوۂ ذاتِ حق ہیں
ہر حقیقت کی ہیں مقصودؔ حقیقت آقا

پُوری کائناتِ نبوّت میں سب سے بلند رُتبہ رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہے جس کے متعلق فرمایا! وخیرھم محمد اجمعین

اور محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ان سب سے اعلیٰ رُتبے میں ہیں۔

(المسند بزار ج ۸ ص ۲۵۵)

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء سے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت تسلیم کرنے کا میثاق لیا اے جماعتِ انبیاء کہ جب میرا محبوب آئے تو تم نبوت و رسالتِ محمدی کی اتباع میں اپنے سر نبوت و رسالتِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آگے جھکا دینا۔

علما نے لکھا ہے یہ عہد تعظیم رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، اتباع رسالت محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، آقا علیہ السلام پر ایمان لانے اور حضور علیہ السلام کے مشن کی نصرت کرنے کا لیا جا رہا ہے۔ اور نہ صرف اپنی ذات کی حد تک بلکہ ان سے یہ بھی عہد لیا جا رہا ہے کہ میرے محبوب آخر

الزماں علیہ السلام کی بعثت کا ڈنکا بھی تم اپنے اپنے زمانے میں اپنی اپنی اُمت کے سامنے بجاتے جاؤ گے۔ ہر نبی کی ذمہ داری ہوگی کہ اپنی امت کو اپنی نبوت رسالت کے ذریعے میری توحید کا پیغام پہنچائے اور اپنی تعلیمات پہنچائے جو میں نے دی ہیں، مگر اصل آنے والا جس کی خاطر پوری بزمِ کائنات سجائی گئی ہے، اور تمہارے سروں پر نبوت و رسالت کا تاج رکھا گیا ہے، نعمت نبوت سے سرفراز کیا گیا اور تمہارے اعزازِ رسالت سے بہرہ یاب کیا گیا ہے، آنے والا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعد میں آ رہا ہے۔ اگر کسی کو وہ زمانہ مل جائے تو ہر ایک کا فرض ہے کہ اس پر ایمان لائیں۔

ارشاد فرمایا!

> ترجمہ! اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے، تو تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں آپ تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں (سورۃ آل عمران ۸۱)

آیت مبارکہ کے الفاظ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کی نبوتوں کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت پر ایمان کے ساتھ مشروط کر دیا اور ان کی رسالتوں کو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت پر ایمان اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کی خدمت کے ساتھ مشروط کر دیا کہ تم سب اس نبی پر ایمان لاؤ گے اور ان کی نصرت و مدد کرو گے۔

> اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام میں سے جس بھی نبی کو دنیا میں مبعوث کیا، تو اُس کی بعثت سے پہلے اُس سے یہ عہد لیا کہ اگر تیری زندگی میں میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ گئے تو تم ان پر ایمان لاؤ گے اور ان کے دین کی اتباع کرو گے۔ نیز ہر نبی کو یہ حکم دیا گیا کہ جب دنیا میں جائیں تو اپنی اُمّت سے بھی یہ عہد لیں کہ اگر اُن کی زندگی میں نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت ہو جائے تو اُن پر ایمان لے

آئیں اور ان کے دین کی پیروی کریں۔

(ابن جوزی ج ۱ ص ۴۱۶) (تفسیر ابن کثیر ج ۱ ص ۳۷۸)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

فإنه واللہ! لو کان موسی حیًا بین أظهرِ کم ما حل له إلا ان یتبعنی.

خدا کی عزت کی قسم! اگر آج (جب میں مبعوث ہوا ہوں) تمہارے معاشرے میں موسی علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو اُن کے پاس کوئی اور راستہ نہ ہوتا سوائے میری اتباع کرنے کے۔ (الوفا با حوال مصطفےٰ ص ۳۶۱)

اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ عالمِ ارواح میں انبیاء علیہم السلام کے مبعوث ہونے سے پہلے انہوں نے اِس اقرار اور میثاق کے ذریعے آقا علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر ایمان کا اقرار کر لیا تھا اور اس کا گواہ خود ربِ کائنات ہو گیا تھا۔ لہٰذا تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امام الانبیاء ہوئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کے بھی نبی ہیں اور کائناتِ انسانی کی سب امتوں کے بھی نبی ہیں اور سب انبیاء اور رسولوں کے بھی نبی ہیں۔ آقا علیہ السلام کی رسالت کا سائبان کل کائناتِ رسالت کے اوپر سایہ فگن ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۱۰۰)

حدیث قدسی ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا!

یا ابا بکر لم یعلمنی حقیقتی الا اللہ

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقی الا اللہ

اُے ابوبکر میری حقیقت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا

اُے ابوبکر میری حقیقت کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں پہچانتا۔ (نورِ مبین ص ۱۴۸)

جس کی ذات ہے اول آخر ہر شے کا عنوان
اُس کی شان بیان ہے کرتا خود ربِّ سُبحان
اُس کے نور سے ہر اِک چیز کو حاصل ہوا وُجود
ہے مقصود اُسی آقا کی سب سے اُونچی شان

خُدا کے کمال کا پتہ مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال سے ملتا ہے علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا !

مصطفےٰ آئینہ رُوئے خُدا است
او منعکس در وے ہمہ روئے خدا است

فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کی ذات اور اللہ کی صفات کا آئینہ ہیں اور اگر تم اللہ کی ذات اور صفات کے جلوے دیکھنا چاہتے ہو تو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ لو۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا !

خود رہے پردے میں اور آئینہ حق سے خاص خاص
بھیج کر انجانوں سے کی راہ داری واہ واہ

تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آئینہ ہیں اللہ کی ذات اور صفات کا دیکھو حضور خدا نہیں ہیں حق نہیں ہیں آئینہ حق نما ہیں خدا نہیں ہیں آئینہ خدا نما ہیں سمجھنے سمجھانے کے لئے ایک بات عرض کروں زمین پر آئینہ رکھ دیجئے رات کے وقت آسمان پر چاند چمک رہا ہو تو بتایئے آسمان پر چمکنے والا چاند آئینہ میں نظر آئے گا یا نہیں تو کیا کہو گے کہ آئینہ چاند بن گیا ہے چاند آئینہ بن گیا ہے۔ چاند آسمان سے اتر کر آئینہ میں گھس گیا ہے نہیں آئینہ چاند نہیں ہاں چاند آئینہ نہیں بنا چاند آسمان سے اتر کر آئینہ میں گھسا نہیں آئینہ زمین پر ہے چاند آسمان پر ہے چاند کی جنس اور ہے آئینہ کی جنس اور ہے آئینہ چاند کے مقابلے میں بہت چھوٹا ہے چاند اس کے مقابلے میں بہت بڑا ہے مگر باوجود اس کے آئینہ اپنے اندر ایسا کمال رکھتا ہے کہ وہ چاند تو نہیں چاند کا مظہر بن گیا اس طرح خدا خدا ہے مصطفےٰ مصطفےٰ ہے۔

جس کا نور ہے قربِ خدا میں لاکھوں سال رہا
ہر اِک شے سے پہلے جس کو تھا تخلیق کیا
جس کو اپنے نور سے رب نے دیا ہے آپ سجا
ہے مقصودؔ جسے لولاک لما کا تاج دیا

(محمد مقصود مدنی)

بُرہانِ خُدا

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقیقت کو اللہ ہی جانتا ہے آپ کی ذات اللہ تبارک وتعالیٰ کی دلیل ہے جس کا اظہار اللہ تبارک وتعالیٰ نے خود فرمایا ہے!

یٰاَیُّھَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمْ بُرْھَانٌ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْکُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا

اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اُتارا

(سورۃ النساء آیت ۱۷۴)

مفسّرین کے اقوال کے مطابق اس سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ گرامی برہان اس لئے رکھا گیا کیونکہ آپ کا اصل کام حق اور باطل کے درمیان فرق قائم کرنا ہے۔

مُوسیٰ برداشت نہ کر سکے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وُجودِ باری تعالیٰ کی بہت بڑی دلیل ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے طور پر جا کر رب سے ہمکلام ہو کر شانِ کلیمی پائی اور پھر دیدار کی آرزو بھی کی جو پُوری نہ ہوئی بلکہ تجلی حق کے صفاتی جلوے کو بھی برداشت نہ کر سکے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشاہدہ کیا

حضور تاجدارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس ان سے نرالی اور اعلیٰ ہے اس لئے کہ آپ نے طور پر نہیں بلکہ مقامِ قابَ قوسَینِ اَوْ اَدْنیٰ پر جا کر جمالِ حق کا یوں مشاہدہ کیا کہ رب نے

اپنے ذاتی جلوے بھی اور صفاتی جلوے بھی دکھائے اور اپنی سب سے بڑی برھان بنا کر بھیجا کہ جس نے میری برہان کو دیکھ لیا اس نے خدا کو دیکھ لیا کیونکہ اس کو دیکھنا خدا کو دیکھنا ہے بُرہان کے معنیٰ دلیل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کی برہان اس طرح کہ لَا اِلٰہ الا اللہ دعویٰ ہے اور دعویٰ اُلوہیّت کی دلیلِ محمد رسول اللہ ہے۔

عکسِ جمیل تھے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی کامل دلیل اِس لئے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی تجلّیاتِ ذاتیہ کا عکس جمیل تھے اور جبکہ انبیاء علیہم السلام کو رب نے اپنی صفات کا مظہر بنایا۔

اَعداد وشمار سے باہر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ کاملہ ساری کی ساری بُرہان ہے کیونکہ جتنے انبیاء علیہم السلام آئے وہ معجزات لے کر آئے مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سارے کا سارا وجودِ اطہر سراپا اعجاز ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے معجزات کی تعداد اعداد وشمار سے باہر ہے۔

اصلِ کائنات ہیں

ہر فضل جو کائنات میں موجود ہے وہ فضیلت والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضل سے مستعار لیا ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اصلِ کائنات اور برہانِ الٰہی کے اعزاز یافتہ ٹھہرے اسی لئے رب تعالیٰ نے فرمایا تمہارے پاس رب کی بہت بڑی دلیل آ گئی جس کو جو بھی کمال ملا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہی نسبت سے ملا ہے۔ حسنِ یوسف، دمِ عیسیٰ، ید بیضا یہ سب کے سب معجزات وکمالات آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نعلین پاک کی خیرات تھے۔

وہ اصلِ کائنات ہیں وہ نُورِ کائنات
اُن کے ہی نور سے ہیں فروزاں یہ شش جہات
اُن کے کمالِ پاک سے ہر اِک کمال ہے
مقصود اُن کی بات ہے پیارے خُدا کی بات

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کی ایسی دلیل کامل ٹھہرے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فضل وکمالات ومحامد ومحاسن، اوصافِ حمیدہ سارے براہِ راست منجانب اللہ تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وسیلہ سے تمام انسانوں کو ملتے ہیں جس کو جو بھی کمال ملا۔

انوار سے حاصل کئے

حضرت موسیٰ علیہ السلام ہوں یا حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس کے جتنے بھی معجزات ہیں وہ سارے کے سارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالات کا حصہ ہیں تمام آیات معجزات کمالات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انوار سے حاصل کئے۔

اللہ کی بُرہان ہیں سرکارِ دوعالم
مومن کا تو ایمان ہیں سرکارِ دوعالم
مقصودؔ انہیں نُور کہا اپنا ہے رب نے
خالق کی بھی پہچان ہیں سرکارِ دوعالم

حضور آفتاب ہیں

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فضل وکمال کے آفتاب اور انبیاء علیہم السلام ستارے ہیں جس طرح تاروں کا نورِ ذاتی نہیں ہوتا بلکہ ان کی روشنی آفتاب سے مُستنیر ہوتی ہے ایسے حضرات انبیاء آپ کی بعثت سے قبل اپنے انوار وتجلیات سے دنیا کو روشن کر رہے تھے تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے مستفیض تھے تو یوں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ کی ذات اس کی صفات کی دلیل کامل ٹھہرے۔

حضور کی ذات دلیل الٰہی ہے

يَاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكُمْ نُوْرًا مُّبِيْنًا

اس آیت کریمہ میں چند امور قابل غور ہیں اس کا تعلق گزشتہ آیتوں سے کیا ہے، برہان

سے کیا مراد ہے نور مبین کا کیا مطلب ہے؟

ا۔ عیسائی اور یہود اپنے ایمان نہ لانے کے مختلف بہانے کرتے تھے کبھی کہتے تھے کہ آپ پر کتاب یک دم نہ آئی۔

اس لئے ہم ایمان نہیں لاتے کبھی کہتے تھے کہ جبریل قرآن کیوں لاتے ہیں میکائیل کیوں نہیں لاتے کبھی کہتے کہ حضرت مسیح کو اسلام اللہ کا بندہ کیوں کہتا ہے۔

اس سے ان کی توہین ہے ابن اللہ کیوں نہیں کہتا ان کی تردید گزشتہ آیات میں کی تھی مناظرے میں دو امور ہوتے ہیں ایک اپنے دعویٰ کی دلیل دوسرے مقابل کے دلائل کا رد پہلے ان کا رد ہو چکا اب اسلام کی حقانیت کی دلیل بیان ہو رہی ہے۔

۲۔ برہان کے لفظی معنی ہے جس سے کوئی چیز مضبوط کی جائے واصطلاح منطق میں یقینی دلیل کو برہان کہتے ہیں کہ اس سے بھی دعویٰ پختہ کیا جاتا ہے۔

یہاں برہان سے مراد یا تو معجزات ہیں جن سے نبوت مصطفےٰ یقینی طور پر ثابت ہوتی ہے اور جو قیامت تک باقی رکھے گئے، جیسے قرآن یا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات اور یا برہان سے مراد خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کریمہ ہے کہ ان کا وجود باوجود خدائے قدوس کی برہان ہے۔

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے جامع الصفات بنایا اور اسی حوالہ سے آپ کا اسم مبارک بھی محمد رکھا محمد اس کو کہتے ہیں جس کی بار بار تعریف کی جائے۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام جہانوں کی سلطنت عطا فرمائی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کو سرتا بقدم معجزہ بنایا اسی بناء پر آپ کو اللہ کی برہان کہا جاتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چلنا برہان خداوندی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پھرنا برہان خداوندی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سونا برہان خداوندی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جاگنا برہان خداوندی ہے۔

قارئین! ہر شخص کے جسم کا سایہ ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کا وہ جسم تخلیق فرمایا کہ جس کا سایہ ہی نہیں ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو وہ جسم عطا فرمایا کہ آپ جدھر جدھر گذر جاتے گلیاں معطر ہو جاتیں جس چیز کو چھو لیتے وہ خوشبودار ہو جاتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے پسینہ خارج ہوتا تو وہ خوشبودار ہوتا۔

اگر کوئی شخص آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مصافحہ کر لیتا تو سارا دن وہ اپنے ہاتھوں سے خوشبو محسوس کرتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی برکت سے بیماروں کو شفا حاصل ہو جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک کی بدولت حضرتِ خالد بن ولید کو ہر میدان میں فتوحات حاصل ہوتیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ مبارک بھی معجزہ ہیں کہ جہاں وہ اپنے سامنے کی چیزوں کو ملاحظہ فرماتی ہیں اسی طرح پیچھے کی چیزوں کو بھی دیکھ لیتی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن مبارک کھارے پانی میں ڈالتے تو وہ میٹھا ہو جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دستِ مبارک جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ید اللہ فرمایا ہے اپنے دوسرے دستِ مبارک پر رکھ لیتے تو حضرت عثمان کی بیعت لے لیتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگلی سے اشارہ فرماتے تو ڈوبا ہوا سورج واپس آجاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انگلی سے اشارہ فرماتے تو چاند دو ٹکڑے ہو جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہاں جہاں تشریف لے جاتے وہ جگہ نور علیٰ نور ہو جاتی۔

جہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک لگے اللہ تعالیٰ نے اس جگہ کی قسم ارشاد فرمائی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فضلات مبارک بھی پاک و مطہر تھے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم مبارک کو بے نکتہ رکھا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور مبین ارشاد فرمایا۔

اللہ تبارک تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی برہان ارشاد فرمایا نور آنکھ سے محسوس کیا جا سکتا ہے اور برہان عقل سے معلوم ہوتی ہے اسی لئے ہر آنے والی گھڑی میں لوگ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات وخصائص سے آگاہ ہوتے رہیں گے اسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی برہان قرار دیا۔

بُرہانِ رب حضور ہیں

اِس آیت کے تحت مُفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

یہ آیت پاک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت کے پھولوں کا نفیس گلدستہ ہے اس میں جس قدر فضائل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیان ہوئے ان کا ذکر کرنا انسانی طاقت سے باہر ہے برکت حاصل کرنے کے لیے اجمالاً عرض کرتا ہوں۔

اِس میں چار کلمے غور کرنے کے قابل ہیں ایک تو یاایھا الناس اے لوگو، دوسرے قد جا کم، تیسرے بُرھان یعنی دلیل، چوتھے نُوراً مبیناً یعنی روشن نُور اور ظاہر ہے کہ الذّین اٰمنوا میں صرف مسلمانوں سے خطاب ہوتا ہے اور النّاس میں کُفّار، مشرکین، یہودی، عیسائی، مجوسی غرضیکہ سارے اولادِ آدم سے اس جگہ النّاس فرمایا گیا، یعنی اے لوگو! جس سے معلوم ہوا کہ سب انسانوں سے کلام ہو رہا ہے۔

بُرھان کے معنیٰ دلیل ہیں جس سے دعوے کو مضبوط کیا جاتا ہے یہاں دلیل سے مُراد معجزات ہیں جس قدر معجزے پہلے پیغمبروں کو ملے وہ سب کے سب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا ہوئے اور اس کے علاوہ اور بے شمار مُعجزے ملے بلکہ حق یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام از سرتا قدم پاک خود اللہ کی وحدانیت اور ذات وصفات کی دلیل ہیں لہٰذا بُرہان سے مُراد حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات پاک ہے اور پیغمبروں کی ذات معجزہ نہ تھی بلکہ کسی کے صرف ہاتھ میں معجزہ اور کسی کی سانس میں معجزہ، کسی کی لاٹھی میں معجزہ تھا جیسے کہ حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام مگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بال شریف معجزہ کہ حضرت خالد کی ٹوپی میں رہا تو ان کو ہمیشہ دُشمنوں پر فتح ہوتی رہی، ہرقل کی پگڑی میں رہا تو اس کے سر درد کو آرام رہا، سیدنا عمرو ابن عاص نے وصیت فرمائی تھی کہ میرے کفن میں حضور علیہ السلام کے بال شریف رکھ دیئے جائیں تا کہ قبر کی مشکل آسان ہو معلوم ہوا کہ بال مبارک قبر کی مشکل آسان کرتا ہے۔ صحابہ کرام بیماروں کو بال شریف کا غسل شدہ پانی پلایا کرتے تھے۔ حضرت طلحہ کے گھر ایک بار بال شریف پہنچ گیا تو انہوں نے تمام رات ملائکہ کی تسبیح وتہلیل سنی (مدارج النبوۃ اور مواہب لدینہ)

آنکھ شریف کا معجزہ کہ قیامت تک کے واقعات کو دیکھا، جنت و دوزخ، عرش و کرسی کو ملاحظہ فرمایا، بلکہ خود رب کو دیکھا، نماز کسوف میں دوزخ اور جنت کو مسجد کی دیوار میں دیکھا بیچ

مقتدی جو کچھ کریں اس کو ملاحظہ فرمادیں، ناک مبارک کا مُعجزہ جس نے کہ محبّت کی خُوشبو یمن سے آتی ہوئی سونگھی (روح البیان یہ ہی آیت) زبان معجزہ جن کی ہر بات خدا کی وحی۔ اور وہ زبان جو کہ کن کی کنجی ہے۔ منہ کا لعاب معجزہ کہ حضرت جابر کے گھر ہانڈی میں ڈال دیا، تو ہانڈی کی ترکاری میں برکت ہوئی، آٹے میں ڈال دیا تو چار سیر آٹا ہزاروں آدمیوں نے کھایا پھر بھی اِتنا ہی رہا، موسیٰؑ علیہ السلام نے پتھر میں عصا شریف مار کر پانی کے چشمے نکالے۔ لیکن حضُور علیہ السلام نے حضرت جابر کی ہانڈی میں لُعاب شریف ڈال کر شوربے اور بوٹیوں کے چشمے جاری فرمادیئے۔ خیال رہے کہ شوربے میں نمک مرچ گھی دھنیا وغیرہ سارا ہی مصالحہ ہوتا ہے لہٰذا یہ معجزہ نہایت ہی اعلیٰ ہے کہ یہاں ان تمام چیزوں کے چشمے بہادیئے خیبر میں حضرت علی کی دُکھتی ہوئی آنکھ میں لگادیا تو آنکھ کو آرام ہوگیا، حضرت صدیق کے پاؤں میں غار میں مارنے کاٹا یعنی یار غار کو مار غار نے تکلیف پہنچائی، اس پر لگادیا اس کو آرام، کھاری کنوئیں میں ڈال دیا تو اس کا پانی میٹھا ہوگیا۔ ہاتھ مبارک بھی دلیل کہ بدر کے دن ایک مٹھی کنکر کفار کو مارے تو رب نے فرمایا کہ آپ نے نہ پھینکے بلکہ ہم نے پھینکے۔ اسی ہاتھ میں آکر کنکروں نے کلمہ شریف پڑھا۔ اس ہاتھ سے بیعت لی گئی تو رب نے فرمایا کہ ان کے ہاتھوں پر ہمارا ہاتھ ہے۔ انگلیاں معجزہ کہ ایک پیالہ پانی میں انگلیاں رکھ دیں، اس سے پانچ چشمے پانی کے جاری ہوگئے، انگلی ہی کے اشارے سے چاند چیر دیا۔

پاؤں مبارک بھی معجزہ کہ پتھر پر چلیں تو پتھر ان کا اثر لے لے، اور فرش پر بھی چلیں اور عرش پر بھی غرضیکہ ان کے ہر ہر عضو پاک اور ہر ہر بال مبارک رب کے پہچاننے کی دلیل ہے۔

پسینہ مبارک مُعجزہ کہ جس میں گلاب کی بے مثل خوشبو، جاگنا اور سونا معجزہ کہ ہر ایک کی نیند وضو توڑ دے۔ مگر حضور علیہ السلام کی نیند وضو نہیں توڑتی، تمام جسم پاک سایہ سے محفوظ کہ سایہ بھی کسی کے قدم کے نیچے نہ آوے، وہ رب کا سایہ ان کا سایہ کیسا ہے۔

تمام کے پیشاب و پائخانہ نجس ہیں، مگر حضور علیہ السلام کا پیشاب و پائخانہ مبارک پاک ہیں اُمّت کے حق میں (دیکھو شامی باب انجاس) غرضیکہ حضور علیہ السلام کا ہر وصف معجزہ، ہر حالت رب تعالیٰ کی قدرت کی دلیل۔ اس لئے فرمایا گیا برھان۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام مبارک بھی معجزہ ہے۔ چند وجہ سے ایک یہ کہ سب کے نام ان کے ماں باپ رکھتے ہیں، لقب قوم دیتی ہے، خطاب حکومت سے ملتا ہے۔ مگر نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا نام، القاب، خطاب سب رب کی طرف سے

ہیں حضرت عبدالمطلب نے فرشتہ کی تعلیم سے آپ کا نام محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رکھا، دوسرے یہ کہ سب کے نام پیدائش کے ساتویں دن رکھے جاتے ہیں۔ مگر حضور کا نام رب تعالیٰ نے مخلوق کی پیدائش سے پہلے رکھ دیا کہ آدم علیہ السلام نے یہ نام عرش کے ساتھ پر لکھا پایا۔ نوح علیہ السلام کی کشتی اسی نام کی برکت سے مکمل ہوئی۔ عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے زمانہ میں فرمایا اسمہ احمد۔ انبیاء کرام نے حضور کے نام کی طفیل سے دعائیں کیں۔ تیسرے یہ کہ انبیاء کرام کے نام کے معانی ایسے اعلیٰ نہیں جیسے محمد کے معانی ہیں یعنی بے عیب اور ہر طرح لائق حمد، چوتھے یہ کہ اسی نام سے برسوں کا کافر مومن ہو جاتا ہے۔ جیسے سورج سے تمام برگ پگھل جاتی ہے، پانچویں یہ کہ حضور کے نام سے قبر کے امتحان میں کامیابی اور محشر میں نجات ہے حضور کا نام وہ کیمیا ہے جس سے انسان کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ اور جو انہیں محمد کہہ کر برا کہے وہ اپنے منہ سے خود جھوٹا ہے۔ پھر تمام پیغمبروں کے معجزے قصہ کی شکل میں رہ گئے۔ مگر حضور علیہ السلام کے چند معجزے قیامت تک کے لئے باقی مثلاً قرآن کریم، احادیث صحیحہ، جگہ جگہ آپ کے بال شریف موجود جن کی زیارت ہوتی ہے، آپ علیہ السلام کی مکمل سوانح عمری شریف مع اسناد کے ہر ایک کے سامنے یہ ایسی خوبیاں ہیں جو حضور علیہ السلام کے سوا کسی کو عطا نہ ہوئیں۔

یہاں حضور کو برھان فرمایا، دوسری جگہ نور، قد جاء کم من اللہ نور۔ کیونکہ برہان یعنی دلیل تو عقل سے اور نور آنکھ سے معلوم ہوتے ہیں۔ فلاسفہ منطقی لوگ حضور کو دلائل سے پہنچائیں۔ عام لوگ آنکھ سے، بحیرہ راہب آنکھ سے دیکھ کر اور سلمان فارسی عقل سے پہچان کر ایمان لائے۔

اَب جو ارشاد ہوا کہ ہم نے نُوراً اُتارا، اِس نُور سے مُراد قرآن کریم ہے یا حضور علیہ السلام کی ذات پاک یعنی حضور علیہ السلام دلیل بھی ہیں اور نور بھی، دلیل تو عقل سے پہچانی جاتی ہے اور نُور آنکھ سے دیکھا جاتا ہے۔ تو حضور علیہ السلام کو آنکھ سے دیکھو نُور ہیں، ان کا ہر عضو پاک نور، اور عقل سے پہچانو تو دلیل الٰہی ہیں۔ (شان حبیب الرحمٰن ص ۴۶)

برہانِ رب ہیں سید و سردار ہیں حضور
سارے جہان کے مالک و مختار ہیں حضور
مقصود وہ دلیل ہیں رب کریم کی
اللہ کی ہی بھی ذات کا اظہار ہیں حضور

فِدَاكَ کُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

شفاعت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

مالکِ کوثر وہی ہیں وہ شفیع المذنبیں
خُلد ہے مقصود سب سرکار کے زیرِ نگیں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے حبیب احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شفیع المذنبین بنا کر مبعوث فرمایا ہے آپ اہلِ کبائر کی شفاعت فرمائیں گے بلکہ آپ اپنے ہر اُمتی کے لئے شفیع ہیں اور آپ اپنے ہر اُمتی کو جہنم سے آزاد کروائیں گے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کو مقامِ بلند عطا فرما رکھا ہے بعض لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ قیامت کے دن کسی کی شفاعت کام نہ آئے گی وہ لوگ قرآن وحدیث کے مفاہیم نا آشنا ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے محبوبین کو گنہگاروں کا شفیع بنا رکھا ہے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات تو مالک کائنات ہے آپ شفاعت کی کیوں قابل قبول نہ ہوگی جب کہ آپ کے اُمتیوں کی شفاعت گنہگاروں کے حق میں قبول کی جائے گی۔

وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ

اے محبوب اپنے خاصوں اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کے گناہوں کی معافی مانگو۔

(سورۃ محمد آیت ۱۹)

یہ اس امت پر اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ ان کے لئے مغفرت طلب فرمائیں اور آپ شفیع، مقبول الشفاعت ہیں۔ اس کے بعد مومنین وغیر مومنین سب سے عام خطاب ہے۔

شفاعت کا معنیٰ ومفہوم

شفاعت کیا ہے طلب العفو معافی طلب کرنا ہمارے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے محققین فرماتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام جن و انس کی شفاعت فرمائیں گے۔

مؤمنین کے لئے تو عفو معاصی اور ترقی درجات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے ہوگی اور کفار پر بھی احوال قیامت کی تخفیف آپ کی شفاعت سے ہوگی اسی لئے وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ

اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت عامہ ثابت کی گئی ہے۔

یہ حقیقت ہے کہ عالم میں وہ تمام فضائل و محاسن جو مخلوق کے کسی فرد میں جمع ہونے ممکن تھے سب کے سب اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو عطا فرما دیئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے القاب رحمۃ اللعالمین اور شفیع محشر صرف اپنی ہی اُمت کے لئے نہیں بلکہ تمام انبیاء علیہم السلام کی اُمتوں کے لئے بھی ہیں۔

بڑا عجیب نکتہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اُمت ہو یا موسیٰ علیہ السلام کی، ابراہیم علیہ السلام کی اُمت ہو یا یوسف علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام کی ان تمام اُمتوں کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شفاعت کریں گے جو ان کے عہد میں تھے نہ جن سے واسطہ رہا تو ذرا سوچئے کہ خود اپنی اُمت کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شانِ رحمت اور کمال شفاعت کی جلوہ گری کیسی اعلیٰ ہوگی۔ (جدالحسن والحسین)

شفاعت کی اقسام

اللہ تعالیٰ نے شفاعت کے دو اصول متعیّن فرمائے ہیں اول یہ کہ شفاعت کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ سے شفاعت کرنے کی اجازت حاصل کرنا۔

دوم یہ کہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پورے طریقے سے عمل کرنے والا شفیع ہوگا۔

احادیث طیبہ اور کتب عقائد کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام بھی شفاعت فرمائیں گے۔

اولیاء اللہ بھی شفاعت فرمائیں گے۔

عُلمائے حقہ بھی شفاعت فرمائیں گے۔

شہدا بھی شفاعت فرمائیں گے۔

فقرا بھی شفاعت فرمائیں گے۔

حفّاظ بھی شفاعت فرمائیں گے بلکہ حجاج اور ہر وہ شخص جس کو کوئی منصبِ دینی عنایت ہو اپنے اپنے متعلقین کی شفاعت کریں گے۔

بلکہ نابالغ بچے جو مر گئے ہیں اپنے ماں باپ کی شفاعت کریں گے یہاں تک کہ علماء کے

پاس آکر کچھ لوگ عرض کریں گے۔ ہم نے آپ کے وضو کے لیے فلاں وقت میں پانی بھر دیا تھا۔ کوئی کہے گا کہ میں نے آپ کو استنجے کے لیے ڈھیلا دیا تھا اور علماء ان کی شفاعت کریں گے۔

احادیث سے ثابت ہے کہ مومنین شفاعت کے طلب گار ہوں گے اور وہ قیامت میں اپنے لئے شفیع تلاش کریں گے بعض علماء نے لکھا ہے کہ طلب گارِ شفاعت وہی لوگ ہوں گے جو دنیا میں وسیلہ کے قائل ہوں گے۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باب شفاعت کھول دیں گے تو پھر دیگر انبیاء، اولیاء، شہداء، قرآن، نماز، روزہ، کعبہ، حجر اسود، موذن، امام، چھوٹی اولاد بلکہ فقراء و مساکین اور کچا بچہ جو حمل کے اسقاط کے سلسلہ میں پورے دنوں کا نہ ہونے کی وجہ سے ماں کے بطن سے نکلا اور زمین کے بطن میں چلا گیا حدیث میں آتا ہے کہ وہ خدا سے اپنے والدین کی بخشش کے لئے تکرار کرے گا تو اس کو اجازت مل جائے گی۔

پس کہا جائے گا اے اپنے رب سے جھگڑا کرنے والے اپنے والدین کو جنت میں داخل کرلے تو وہ ناف کے ناڑو سے باندھ کر والدین کو گھسیٹ کر جنت میں لے جائے گا"

اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ جہنمیوں کی صفیں کھڑی ہوں گی ان کے پاس سے ایک جنتی گذرے گا تو ایک جہنمی اسے کہے گا۔

آپ مجھے پہچانتے نہیں میں نے آپ کو ایک مرتبہ پانی پلایا تھا ایک کہے گا میں نے آپ کو ایک بار وضو کے لئے پانی دیا تھا پس اس کی شفاعت سے جنت میں داخل ہو جائے گا۔

(مشکوۃ ص ۴۹۴)

ہمارے حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں کہ انا اول شافع و اول مشفع میں ہی سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور میری شفاعت سب سے پہلے قبول ہوگی۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب تک باب شفاعت نہ کھولیں گے کسی کو مجال شفاعت نہ ہوگی بلکہ حقیقۃً جتنے شفاعت کرنے والے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں شفاعت

لائیں گے اور اللہ عزوجل کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مخلوقات میں صرف حضور شفیع ہیں۔

ہر ایک عاصی پر میرے محبوب کریم کا سایہ ہے
اپنی اُمّت کی بخشش کے واسطے آقا روتے تھے
میری اُمّت اُمّت کرتے تھے مقصود وہی
بخشش مانگتے وہ تھے رب سے لوگ سبھی جب سوتے تھے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کئی قسم پر ہے مثلاً

(۱) شفاعت کبریٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منصبِ عالی ہوگا۔

(۲) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے لوگوں کو بلا حساب جنت میں داخل فرمائیں گے جن میں چار ارب نوے کروڑ کی تعداد معلوم ہے اس سے بہت زائد اور ہیں جو اللہ و رسول کے علم میں ہیں۔

(۳) بہت سے وہ لوگ ہوں گے جو مُستحق جہنم ہو چکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو جہنم میں جانے سے بچائیں گے۔

(۴) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت سے لوگوں کی شفاعت فرما کر اُن کو جہنم سے نکالیں گے۔

(۵) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت سے بہت سے لوگوں کے درجات بلند ہوں گے۔

(۶) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شفاعت سے بعض لوگوں سے تخفیف عذاب فرمائیں گے۔

(۷) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جن کے حسنات (نیکیاں) وسیات (برائیاں) برابر ہوں گی انہیں بہشت میں داخل فرمائیں گے

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ شفاعت جو تمام مخلوق مومن، کافر، فرمانبردار نافرمان، موافق، مخالف اور دوست، دشمن سب کے لیے ہوگی وہ انتظار حساب جو سخت جانگزا ہوگا۔ جس کے لیے لوگ تمنائیں کریں گے کہ کاش جہنم میں پھینک دیئے جاتے اور اس انتظار سے نجات پاتے، اس بلا سے چھٹکارا کفار کو بھی حضور کی بدولت ملے گا جس پر اولین و آخرین، موافقین و

مخالفین، مومنین وکافرین سب حضور کی حمد کریں گے، اس کا نام مقام محمود ہے۔ مرتبہ شفاعت کبریٰ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خصائص سے ہے۔

منصب اُن کا ہے شفیع المذنبین
اُن کو رب نے کر لیا ہے منتخب
سر سے ٹالیں گے وہی ہر اک غضب
مُصطفےٰ مقصود ہیں محبوبِ رَب

حضور بے حساب شفاعت فرمائیں گے

''حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضور نبی کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین مرتبہ فرماتے ہوئے سنا: درختوں اور پتھروں کی مقدار سے زیادہ، ہم نے (بغیر سمجھے تائید کرتے ہوئے) عرض کیا: جی ہاں! (ایسے ہی ہے تو) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے، بے شک میری شفاعت پتھروں اور درختوں کی مقدار سے بھی زیادہ ہوگی۔

(مجمع الزوائد ج ۱۰ ص ۳۷۹)

گنہگاروں کی شفاعت کی بشارت

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے عبدالواحد نصری روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے عبدالرحمٰن بن عمرو اوزاعی نے بیان کیا کہ میں تمہارے دادا عبدالواحد بن عبداللہ بن بسر کے پاس سے گزرا جبکہ وہ ان دنوں حمص کے امیر تھے تو انہوں نے مجھے فرمایا اے ابو عمرو! میں تجھے ایسی حدیث بیان نہ کروں جس سے تو خوش ہو؟

اللہ کی قسم! اکثر اوقات حاکموں نے اسے چھپایا ہے، میں نے کہا! کیوں نہیں! بیان فرمائیں، انہوں نے فرمایا:! مجھ سے میرے والد عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا! ہم ایک روز حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر کے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس (خوشی سے) چمکتے ہوئے چہرے کے ساتھ تشریف لائے تو ہم (ادباً وتعظیماً)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرے کے رخ کھڑے ہو گئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو خوش رکھے، آپ کے دمکتے ہوئے چہرے کو دیکھ کر ہمیں خوشی ہو رہی ہے۔

پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک جبرئیل نے ابھی مجھے خوشخبری سنائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاعت کا حق عطا کیا ہے، یہ میری امت کے گناہگاروں اور گناہ سے بوجھل افراد کے لئے ہے۔

(الاصابہ ج ۴ ص ۲۴)

اُن کی شفاعت کام آئے گی ہر عاصی ہر مجرم کو
جرم جو کر کے جان اپنی پر اُن کا وسیلہ مانگیں گے

حضور نے حقِ شفاعت اختیار کیا

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے حقِ شفاعت اور (بغیر حساب) میری نصف اُمت کے جنت میں داخل ہونے کے درمیان اختیار دیا گیا؟

پس میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ یہ زیادہ عام اور زیادہ کفایت کرنے والی ہے، تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ متقین کے لئے ہے؟ نہیں! بلکہ وہ تو معصیت میں آلودہ لوگوں اور خطا کاروں کے لئے ہے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۱۰ ص ۴۵۵)

شفاعت گنہگاروں کے لئے

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مجھے حقِ شفاعت اور (بغیر حساب) میری نصف امت کے جنت میں داخل کئے جانے کا اختیار دیا گیا؟ پس میں نے شفاعت کو اختیار کر لیا کیونکہ یہ زیادہ عام اور زیادہ کفایت کرنے والی ہے، تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ متقین کے لئے ہے؟ نہیں! بلکہ وہ تو گناہگاروں، خطا کاروں اور معصیت میں آلودہ لوگوں کے لئے ہے۔

(ابن ماجہ ج ۲ ص ۱۴۴۱)

روزِ قیامت شانِ مُصطفیٰ کا عملی مظاہرہ

ایک شرف اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو دنیا میں عطا کر دیا، اور ایک شرف انہیں قیامت کے دن عطا فرمادے گا۔ آقا علیہ السلام نے فرمایا!

اَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ. وَاَوَّلُ مَنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ. وَاَوَّلُ شَافِعٍ وَمُشَفَّعٍ. بِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ تَحْتِيْ آدَمُ فَمَنْ دُوْنَهُ.

میں ساری اولادِ آدم علیہ السلام کا سردار ہوں اور یہ بات فخر یہ نہیں کہتا، اور سب سے پہلے میری زمین شق ہوگی، اور میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی، میرے ہاتھ میں (اللہ تعالیٰ کی) حمد کا جھنڈا ہوگا جس کے نیچے حضرت آدم علیہ السلام اور تمام انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔

(صحیح ابن حبان ج ۱۴ ص ۳۹۸)

صحیح بخاری اور مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے اِس حدیث پاک کی شرح میں علمائے کرام لکھتے ہیں! کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی بارگاہ میں شفاعت کریں گے۔

قیامت کے دن ہر اُمّت ایک دوسرے کو کہے گی کہ مل کے سارے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں۔ وہ کہیں گے! اِذْهَبُوا اِلٰى غَيْرِيْ آج میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔

تو لوگ حضرت نُوح علیہ السلام کے پاس آئیں گے وہ بھی کہیں گے: نہیں،

اِذْهَبُوا اِلٰى غَيْرِيْ آج میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ چلتے چلتے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور پھر حضرت مُوسیٰ علیہ السلام حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آجائیں گے، آقا علیہ السلام کی بعثت سے پہلے آخری وہی تھے۔

اب یہ بھی تو ہو سکتا تھا کہ حضرت آدم علیہ السلام ہی سیدھا کہہ دیتے کہ ان کے پاس جاؤ۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس کُل سابقہ اُمتیں آئیں گی تو اس وقت وہ فرمائیں گے! اِذهبوا اِلی محمد محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درِ دولت پر جاؤ۔ آج ان کا دن ہے ان کے سوا کوئی اِس

وقت لب نہیں کھول سکتا۔ یہ بات حضرت آدم علیہ السلام نے شروع میں کیوں نہ کہہ دی؟ اگر وہ شروع میں ہی کہہ دیتے تو حضرت آدم علیہ السلام کے بعد وہ براہِ راست آقا علیہ السلام کی بارگاہ میں آجاتے۔ لیکن ایک ایک دروازے پر قیامت کے دن اللہ بھیج رہا ہے تاکہ یہ بھی پتا چل جائے کہ ہر امت اپنے نبی کے دروازے پر سائل بن کے جائے اور یہ بھی پتہ چل جائے کہ ہر دروازے سے جواب ملے: ”نہیں! آگے جاؤ، آگے جاؤ۔“

گھومتے گھومتے سب کو خبر ہو جائے اور پورے محشر میں اعلان ہو جائے کہ قیامت کے دن سب امتوں کا ملجاو ماویٰ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ پھر جب آقا علیہ السلام کے پاس لوگ آئیں گے تو آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں گے!

”أَنَا لَهَا. ہاں! اس شفاعت کے لیے تو میں ہی مخصوص ہوں۔“

(بخاری شریف ج ۴ ص ۱۷۶۴) (مسلم شریف ج ۱ ص ۱۸۵)

حضور کی شفاعت سے جنت ملے گی

حضرت ابو اُمامہ رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! اپنی امت کے برے لوگوں کے لئے سب سے بہتر آدمی میں ہوں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ میں سے کسی نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! امت کے اچھے لوگوں کے لئے آپ کیسے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! میری اُمت کے گنہگار لوگوں کو اللہ تعالیٰ میری شفاعت سے جنت میں داخل کرے گا، جبکہ میری اُمت کے اچھے لوگوں کو اللہ تعالیٰ ان کے اعمال کی وجہ سے جنت میں داخل فرمائے گا۔

(معجم الکبیر ج ۸ ص ۹۷)

اویس قرنی بھی شفاعت فرمائیں گے

حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ان کی دعا سے اللہ تعالیٰ میری اتنی امت بخشے گا جتنی قبیلہ ربیع ومضر کی بکریوں کی تعداد ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میرے عثمان کی شفاعت سے ستر ہزار ایسے لوگ جنت میں جائیں گے جن پر جہنم واجب ہو چکی ہوگی۔

(الصواعق المحرقہ ص ۱۰۸)

شفاعت کے بارے میں اہلِ سُنّت کا عقیدہ

قرآن پاک کی آیاتِ مقدسہ اور احادیث مصطفےٰ سے اس بات کا اظہار ہوتا ہے کہ اللہ کے مقربین، انبیاء و مرسلین، اولیائے کاملین، اور مؤمنین شفاعت فرمائیں گے اور اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کی شفاعت کو قبول کرتے ہوئے جہنمیوں کو جہنم سے آزاد فرمائے گا۔

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کی شفاعت قبول کرے گا تو تمام انبیاء کے سردار سب سے افضل واعلیٰ ہستی سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شفاعت کیوں قبول نہیں کرے گا؟

حاکم نبی کی ذات کو جو مانتا نہیں
حق ہے یہی کہ حق کو وہ پہچانتا نہیں (مقصود مدنی)

حضور کی شفاعت سب کے لئے

عبدالرحمٰن بن ابی رافع سے روایت ہے کہ حضرت ام ہانی بنتِ ابی طالب رضی اللہ عنہا آراستہ ہو کر ایسے نکلی کہ ان کے کانوں کے زیورات نمایاں ہو رہے تھے۔ عمر بن خطاب نے انہیں دیکھ کر کہا! تو جان لے کہ بے شک محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) تجھے کچھ فائدہ نہ دیں گے تو انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس کی خبر دی، پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اس قوم کا کیا انجام ہو گا جو یہ گمان کرتی ہے کہ میری شفاعت میرے اہلِ بیت کو فائدہ نہیں دے گی حالانکہ میری شفاعت تو حَا اور حَکَم قبیلوں تک پہنچے گی۔

(معجم الکبیر ج ۲۴ ص ۴۳۴)

اُن کو جو مقصودؔ نہ مانے گا دنیا میں شفیع
بندۂ نادان وہ گمراہ ہے مومن نہیں

فِدَاكَ كُلُّ شَيْءٍ يَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حیات سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہر زُباں پر ہر جگہ ہے اُن کی بات
سب سے ہے اعلیٰ تریں بس اُن کی ذات
زندہ ہیں مقصودؔ پیارے مصطفےٰ
اُن سے ہر چیز نے پائی حیات

عہدِ حاضر میں بعض فتنہ کوش ایسی تحریریں پیش کر رہے ہیں جن میں اہل اسلام کے مُسلّمہ عقائد پر ضرب لگائی جارہی ہے اور ایسے فتنے کھڑے کئے جارہے ہیں جن کی وجہ سے اُمت گروہ در گروہ تقسیم ہورہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو حیات دائمی سے نواز رکھا ہے لیکن بعض ناعاقبت اندیش لوگ نہ صرف اس بات سے انکار کرتے ہیں بلکہ اس سے بہت آگے بڑھ کے اپنی ظالمانہ فکر سے مومنوں کے دِلوں پر جراحت کرتے ہیں کہ معاذ اللہ حضور مر کر مٹی میں مل گئے ہیں "معاذ اللہ"

وہ لوگ کس قدر جاہل ہیں جو حضور سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات منبع الحیات کو مردہ کہتے ہیں (معاذ اللہ) اور ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ مر کر مٹی میں مل گئے ہیں سب جانتے ہیں کہ نہریں دریا سے نکلتی ہیں جب پانی سے بھر پور ہوں تو یہ سمجھ لو دلیل ہے اس بات کی کہ دریا میں پانی بہت ہے اس لئے کہ دریا کی فیض رسانی سے ہی نہروں میں پانی آیا کرتا ہے اگر دریا خوش ہوتا تو نہریں کبھی پر آب نہ ہوتیں تو اسی طرح ان شہدائے کرام کی یہ زندگی جس پر قرآن شاہد ہے کہاں سے آئی؟ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات منبع الحیات سے یہ آب حیات انہیں کہاں سے حاصل ہوا مدنی دریائے رحمت سے تو کیوں صاحب یہ بات قرین قیاس بھی ہے کہ نہریں تو پر آب ہوں اور دریا کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ خشک پڑا ہے؟ ہرگز نہیں مگر ایسے لوگ بھی ہیں جو نہروں کو تو پر آب مانتے ہیں لیکن دریا کو خشک۔ (واعظ)

انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں

قارئین! یہ فکر مسلمان کی کیسے ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کو حیات دائمی سے نواز رکھا ہے اور اس پر قرآنی آیات دلالت کررہی ہیں اس کے ساتھ ساتھ آقائے دو عالم نور مجسم سیّد المرسلین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واضح فرامین اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ انبیاء و شہداء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق دیئے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قادر مُطلق ہے وہ جسے چاہے زندگی عطا فرمادے جسے چاہے موت دے۔
وہ خالق و مالک ہے اُسے کسی سے اجازت لینے کی ضرورت نہیں وہ ایک قطرے کو وجود دے دیتا ہے اور ہر جاندار کو ایک دُوسرے سے الگ شکل وصورت عطا فرماتا ہے۔
ہماری اس بات کی تصدیق جدید سائنس بھی کر رہی ہے ہر انسان کی اُنگلیوں کے نشان ایک دوسرے سے الگ ہیں۔ ہر شخص کی شکل کان، ناک، حتیٰ کہ بال الگ ہیں۔
قارئین محترم! وہ خالق و مالک ایک دانے میں پورا شجر رکھنے پر قادر ہے وہ مقتدر اعلیٰ زندوں سے مُردہ اور مُردوں سے زندوں کو نکالتا ہے۔

شہید زندہ ہیں

اللہ تعالیٰ اپنی راہ میں قتل ہونے والوں کو حیات دائمی کا خود اعلان فرماتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان کی زندگی کو عقل کے پیمانے پر تولنے سے منع فرماتا ہے۔ فرمانِ خدا ہے!

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ

اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

(سورۃ البقرہ آیت ۱۵۴)

اس آیتِ کریمہ سے شہداء کرام کا زندہ اور باحیات ہونا معلوم ہوتا ہے، انبیاء کرام ساری مخلوق میں سب سے بزرگ باعظمت اور افضل ہیں، یہ بات ان کی عظمت و بزرگی اور افضلیت سے بعید ہے کہ اُن کے اُمتی شہید ہو کر باحیات رہیں اور خود انبیاء کرام علیہم السلام جن کی دعوت و تبلیغ سے افرادِ امت میں جذبہ شہادت پیدا ہوتا ہے وہ اس درجہ پر فائز نہ ہوں گے؟ لٰہذا انبیاء کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام بدرجہ اُولیٰ و بوجہ اکمل زندہ ہیں۔
شہیدوں کی زندگی کا ادراک عقل انسانی کر ہی نہیں سکتی اسی طرح انبیاء کی حیات کا ادراک بھی عقل انسانی کے بس کی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو رحمت اللعالمین بنا کر مبعوث فرمایا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت کا دائرہ حیات ظاہری تک محدود نہیں بلکہ آپ کی حیات دائمی کا ظہور تام ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے عہدِ حیاتِ ظاہری کے لیئے ہی رحمت نہیں بنایا بلکہ آپ کو قیامت تک عالمین کے لیئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

علامہ احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ نے حیات النبی میں زیر آیت لکھا ہے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رحمت عالمین کو شامل ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت بھی تمام عالمین کے لیئے ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا !

وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا (سورۃ سبا آیت ۲۸)

ترجمہ! یعنی آپ تمام انسانوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں اگر یہ خیال کیا جائے کہ آپ کی رسالت صرف اپنے عہد کے لیئے تھی تو یہ آیت کی نفی کے مُترادف ہوگا۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی طرف بشارت دینے اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا ہے۔

آپ کو اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی طرف نبی بنا کر مبعوث فرمایا ہے۔

فرمان ہے !

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا (سورۃ اعراف آیت ۱۵۸)

انسانوں سے خطاب ہے آپ کے تمام انسانوں کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں اس میں کسی دور کی تخصیص نہیں اس لیئے آپ کی نبوت و رسالت کا اقرار کرنے کا مفہوم ہی یہی ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اللہ کے رسول تھے نہیں۔

اہل سنت کا مسلم عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا و مولا سید الثقلین، نبی الحرمین شاہد و مشہود کائنات، مقصد و مقصودِ کائنات جس طرح اپنی ظاہری حیات میں زندہ تھے، آپ کا جسدِ اطہر روز اول کی طرح اب بھی اپنی قبرِ انور میں اپنی روح مقدسہ کے ساتھ موجود ہے اور آپ کو حقیقی حیات حاصل ہے۔

قارئین محترم!

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیات پر کلمہ طیبہ بھی گواہ ہے جب بندہ کفر و ضلالت

کے اندھیروں سے نکل کر ایمان کی روشنی سے بہرہ مند ہوتا ہے تو وہ کلمہ طیبہ ادا کر کے ہی ایمان حاصل کرتا ہے۔

جب ہم کہتے ہیں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تو اس کا معنیٰ و مفہوم یہی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے رسول ہیں۔

کوئی شخص دولت ایمان سے اُس وقت بہرہ مند ہوسکتا ہے جب یہ گواہی دے کہ محمد اللہ کے رسول ہیں، اگر کہے محمد اللہ کے رسول تھے تو گواہی کامل نہیں ہوتی۔

پھر سورہ فتح میں فرمان ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (سورۃ فتح آیت ۲۹)

آیت مقدسہ اور کلمہ طیبہ سے معلوم ہوا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کے رسول ہیں۔

قارئین!

وہ لوگ عقل سے کس قدر کورے ہیں جو اللہ کے واضح اعلانات کے باوجود آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ کو موضوع بحث بناتے ہیں اور بے فائدہ اَبحاث کر کے اپنے ایمان کا جنازہ نکال رہے ہیں۔

سرکار دو عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت اول سے لے کر آخر تک، ابتداء سے لے کر انتہا تک، بلکہ آپ کی رسالت و نبوت کا اظہار تو قیامت کے دن بھی کیا جائے گا۔"

سرکار دو عالم سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس کی بدولت ہی کائنات کا نظام چل رہا ہے آپ کا وجودِ مسعود کائنات میں موجود ہے جس کی وجہ سے تمام انسان گناہوں میں آلودگی اور طغیان و بربری کے باوجود اللہ تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات کے اس شرف کو یوں بیان فرمایا ہے۔

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ

نہیں ہے اللہ تعالیٰ کہ انہیں عذاب دے حالانکہ آپ ان میں تشریف فرما ہیں۔

یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات بابرکات کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو عذاب و عتاب سے محفوظ رکھا ہوا ہے۔

تفسیر مظہری میں قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں ! کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو رحمۃ

للعالمین بنا کر بھیجا تھا اس لئے مناسب نہ ہوا کہ کافروں کو تہس نہس کر ڈالا جائے بلکہ ان کو قیامت تک کی مہلت دے دی۔

(بحوالہ تفسیر ضیاء القرآن ج ۳ ص ۴۴)

ہو گئے گمراہ ناداں دوزخی پتھّر ہوئے
جو حیاتِ سیّد کونین کے منکر ہوئے
سیّد کونین ہیں مقصودؔ جانوں سے قریب
جو نہ سمجھے بات حق کی آگ کی رہ پر ہوئے

قارئین! ہمارے آقا و مولا کی رحمت کے صدقے سارا جہان قائم و دائم ہے اور جس ذات کی رحمت کے صدقے اللہ تعالیٰ نے انسانوں سے عذاب و عتاب کو دور رکھا ہے اس کو حیات دائمی کیوں عطا نہیں فرمائی؟

ابو یعلیٰ نے اپنی مسند اور امام بیہقی نے اپنی کتاب حیات الانبیاء میں متعدد اسانید کے ساتھ لکھا ہے۔

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون

یعنی انبیاء اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

اس حدیث مبارکہ کے شارحین نے لکھا ہے اس حدیث انس کا معنی یہ ہوگا کہ انبیاء کی اَرواح مقدسہ عباداتِ طیبہ اور افعال مبارکہ ہے۔

سفل نہیں بلکہ وہ حضرات اپنی اپنی قبر میں مثلِ حیات دنیوی نماز و حج وغیرہ میں مشغول رہتے ہیں اور جب مراتب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کرنے والوں کا بھی یہی حال ہے۔

اس حدیث کی تائید دوسری حدیث سے بھی ہوئی ہے۔ سید المرسلین علی الصلوٰۃ والسلام نے جب قبر موسیٰ سے گذر فرمایا دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔

(صحیح مسلم شریف، حلیۃ الاولیاء، جان جانِ کائنات ص ۵۹)

زندہ ہیں پیارے مصطفےٰ زندہ ہیں بالیقیں
دیں سے نکل گیا ہے جو حق جانتا نہیں
مقصودؔ موسیٰ قبر میں پڑھتے نماز ہیں
نادان! زِندہ مصطفےٰ کو مانتا نہیں؟

چونکہ آقا علیہ الصلوۃ والسلام تمام اکابرین امت کے نزدیک اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں جیسا کہ حدیث مبارک میں بیان کیا گیا ہے۔

ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی.

بیشک اللہ تعالیٰ نے نبیوں کے اجسام کو زمین پر حرام کر دیا ہے پس اللہ کے نبی زندہ ہیں۔

(سنن ابی داؤد، ج ا ص ۲۷۵)

دوسری حدیث پاک میں ہے!

حیاتی خیر لکم و مماتی خیر لکم.

میری حیات بھی تمہارے لیے بہتر ہے اور میری وفات بھی تمہارے لیے بہتر ہے۔

(سنن نسائی، ج ا ص ۱۸۹)

اسی طرح فرمایا تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں اگر نیک اعمال ہوں تو میں اللہ کا شکر ادا کرتا ہوں اور اگر برے ہوں تو میں تمہارے لیے مغفرت طلب کرتا ہوں۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر دم نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آپ کی اُمت صبح و شام پیش کی جاتی ہے پس حضور علیہ الصلوۃ والسلام اپنی اُمت کو اُن کے چہروں اور اُن کے اعمال کے ساتھ پہچانتے ہیں اسی لئے قیامت کے دن اُن پر گواہی دیں گے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے !

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا

پس کیسا ہوگا جب ہم ہر اُمت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں ان تمام پر گواہ لائیں گے۔

(سورۃ النساء آیت ۴۱)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمہارے رسول تم پر گواہ ہیں کیونکہ

وہ نورِ نبوت سے ہر دیندار کے دین پر مطلع ہیں کہ وہ میرے دین کے کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور اُس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور کس حجاب کی وجہ سے وہ دین میں ترقی نہ کر سکا لہٰذا وہ تمہارے گناہوں اور ایمان کے درجات اور تمہارے اچھے و بُرے اعمال اور اخلاص و نفاق کو پہچانتے ہیں۔

(تفسیر عزیزی ج ا ص ۶۳۶)

زمین پر انبیاء کے جسم حرام

قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبِضَ وَفِيهِ النَّفْخَةُ وَفِيهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَيَّ قَالَ قَالُوا يَا رَسُولَ اللهِ وَكَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ يَقُولُونَ بَلِيتَ فَقَالَ إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمہارے افضل ایام میں سے جمعے کا دن ہے۔ اس میں آدم پیدا کیے گئے، اسی میں ان کی روح قبض کی گئی، اسی میں دوسری دفعہ صور پھونکنا ہے اور اسی میں پہلی دفعہ صور پھونکنا، جس سے تمام بنی آدم ہلاک ہو جائیں گے سو اس دن میں مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے

صحابہ نے پوچھا! اے اللہ کے رسول! ہمارا درود آپ پر کیوں کر پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے۔ (یعنی آپ کا جسم) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے زمین پر انبیاء کے جسم حرام کر دیئے ہیں۔

(سنن ابی داؤد، کتاب الصلاۃ، باب فضل یوم الجمعۃ)

انبیاء قبروں میں زندہ ہیں

عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ رضی الله عنه قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللهِ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اِنَّ مِنْ اَفْضَلِ اَیَامِکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ. فِیْهِ خُلِقَ آدَمُ. وَفِیْهِ قُبِضَ وَفِیْهِ النَّفْخَةُ. وَفِیْهِ الصَّعْقَةُ فَاَكْثِرُوْا عَلَیَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِیْهِ. فَاِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوْضَةٌ عَلَیَّ. قَالَ! قَالُوْا! یَا رَسُوْلَ اللهِ! كَیْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَیْكَ وَقَدْ اَرِمْتَ؟ یَقُوْلُوْنَ: بَلِیْتَ قَالَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اِنَّ اللهَ حَرَّمَ عَلَى الْاَرْضِ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ.

حضرت اَوس بن اَوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بیشک تمہارے دنوں میں سے جمعہ کا دن سب سے بہتر ہے اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن انہوں نے وفات پائی اور اسی دن صور پھونکا جائے گا اور اسی دن سخت آواز ظاہر ہوگی۔ پس اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھے پیش کیا جاتا ہے۔

صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ! ہمارا درود آپ کے وصال کے بعد آپ کو کیسے پیش کیا جائے گا؟ جبکہ آپ کا جسدِ مبارک خاک میں مل چکا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیشک اللہ عزوجل نے زمین پر انبیائے کرام کے جسموں کو (کھانا یا کسی بھی قسم کا نقصان پہنچانا) حرام کر دیا ہے۔

(سنن ابوداؤد ج ۱ ص ۲۷۵) (سنن نسائی ج ۳ ص ۹۱)

ادراک اُن کی زندگی کا کیا کرے گی عقل
یہ تو معاملہ ہے ہر اِک عقل سے وریٰ
نبیوں شہیدوں کو جو ملی مقصودِ حیات
عقل و خرد میں بات بھلا آسکے گی کیا

علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ مواہب لدنیہ کی شرح میں نقل کرتے ہیں!

فتاویٰ رملی میں ہے کہ حضرات انبیاء، شہداء اور علماء کے اجسام مبارکہ وصال کے بعد بوسیدہ نہیں ہوتے، انبیاء کرام اور شہدائے عظام اپنی مزارات میں کھاتے، پیتے ہیں، نماز ادا کرتے ہیں، روزہ رکھتے ہیں اور حج کرتے ہیں۔

(شرح الزرقانی علی المواہب ج ۷ ص ۳۶۹)

دی حیاتِ دائمی اُن کو خدا نے بالیقیں
موت نبیوں اور شہیدوں کو تو کچھ کہتی نہیں
موت کا آنا حیات خاص کا پیغام ہے
ہے یہی مقصود کرتے سب بیاں علمائے دیں

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عظمت

نسبِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

میرے آقا کا ہے نُورانی نسب
میرے آقا کا ہے لاثانی نسب
نُور ہیں مقصودؔ اجدادِ نبی
میرے آقا کا ہے لافانی نسب

ہے حسب میں بھی اعلیٰ ہمارا نبی
ہے نسب میں بھی اعلیٰ ہمارا نبی
نور مقصود جو ساجدیں کا بنا
ہے وہی نور والا ہمارا نبی

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی نسب اور آپ کے والدین کریمین کے مقام ومرتبہ سے آگاہی کے لئے علمائے کرام نے گراں قدر تحقیقات پیش کی ہیں، عہدِ حاضر میں میرے آقائے نعمت مفسر قرآن، نائبِ حسان حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ وہ علمی تحقیق پیش کی ہے جس کی نظیر محال ہے آپ نے حضور علیہ السلام کے والدین کے ایمان پر "والدین رسول الثقلین" کے نام سے علمی تحقیقی کام کیا ہے جو محققین کے لئے ریسرچ ورک ہے اس کے علاوہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کے ایمان پر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے سات رسائل کا اردو ترجمہ فرمایا ہے جو گراں قدر علمی ورثہ ہے۔

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کی عظمت کے حوالہ سے جس شخصیت سے تحریراً و تقریراً سب سے زیادہ آگاہی بخشی ہے اُن کا نام نامی اسمِ گرامی قدوۃ الاولیاء، فخر الاتقیاء، نائبِ مجدد الف ثانی، پیر حقانی، فخر سادات، امیر شریعت وطریقت، تاجدار چورہ شریف حضرت پیر سید محمد منظور آصف طاہر چوراہی مدظلہ العالی ہیں آپ نے حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین علیہم السلام کے ایمان وایقان اور مقام وفضائل سے جس طرح لوگوں کو آگاہ کیا ہے وہ اپنی مثال آپ ہے۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسبِ پاک تمام انسانوں میں اعلیٰ واشرف ہے اس لئے کہ اِس نسب میں نُورِ مصطفےٰ کی جلوہ آرائیاں ہیں اور یہی وہ نسب ہے جس کی پاکیزگی وطہارت مسلمہ ہے اور یہی وہ نسب ہے جس میں انبیاء کرام تشریف لاتے رہے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث مبارکہ ہے۔ ہر قرن وطبقہ میں تمام قرون بنی آدم کے بہتر سے بھیجا گیا یہاں تک کہ اس قرن میں ہوا جس میں پیدا ہوا۔

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں اسے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہٗ سے روایت کیا ہے۔ (مصطفیٰ جانِ رحمت ص ۵۴۳)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وما ینطق عن الھویٰ والی زبان سے اپنے خاندان کی عظمت کو بیان فرمایا ہے اِس لئے کہ اُن لوگوں کو خبر ہو جائے جو یہ نہیں جانتے کہ نسب کی اہمیت کیا ہے آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت تک کے واقعات کی خبر دے رکھی ہے آپ جانتے تھے کہ ایسے لوگ بھی دُنیا میں آئیں گے جو یہی کہتے کہتے جہنم رسید ہو جائیں گے کہ حسب ونسب میں کیا رکھا ہے۔ آپ دیکھ لیں اِس عہد میں یہ فتنہ بہت منہ زور ہو چکا ہے اور عام طور پر یہی بات کہی جا رہی ہے حسب نسب کوئی چیز نہیں حسب ونسب سے نجات نہیں ہوگی اعمال ہی کام آئیں گے حالانکہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واضح طور پر ارشاد فرما رکھا ہے کہ میرا حسب ونسب سب سے اعلیٰ و برتر ہے اور میرا نسبی تعلق آخرت میں کام آئے گا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب یہ آیت مبارکہ !لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ پڑھی تو حضرت علی نے پوچھا یا رسول اللہ ! من انفسکم کا کیا مطلب ہے تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! میں تم سے نسب کے لحاظ سے سسرال کے لحاظ سے اور خاندان کے لحاظ سے نفیس تر ہوں آدم سے لے کر آج تک مجھ میں اور میرے آباء میں سبھی نکاح سے پیدا ہوئے کوئی بدکار نہیں ہوا۔

(رسائل میلاد ص ۳۰۹)

قارئین محترم! حضرت علی المرتضیٰ شیرِ خدا علیہ السلام کے عرض کرنے پر کہ من انفسکم کے متعلق فرمادیں کہ ان سے کیا مراد ہے تو آپ نے اپنے آباء واجداد کا ذکر فرمایا کہ نسب کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں یعنی جس خاندان میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے جن نفوسِ قدسیہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباء وجداد ہونے کا شرف حاصل ہوا وہ بہت ہی عظمت والے ہیں اور وہ قبیلہ جس کو شرف رسالت سے منور فرمایا گیا ہے اُس کی عظمت کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے !

جب بھی لوگوں کے دو گروہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بہتر میں رکھا۔ میں دونوں ماں باپ سے پیدا ہوا اور مجھے دورِ جاہلیت کی کوئی خرابی نہیں پہنچی میں نکاح سے پیدا ہوا بدکاری سے نہیں

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے ماں باپ تک میں ذات کے لحاظ سے تم سب سے بہتر ہوں۔ (المورد الروی، ملا علی قاری)

قارئین محترم ! سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خاندانی شرافت نجابت کا ذکر خود فرمایا ہے۔ غور فرمائیں ! جن کی طہارت و پاکیزگی، جن کی عفت و عظمت، جن کی بزرگی و فضیلت خود سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیان فرمائیں کوئی ان کی بزرگی کا اندازہ کیا کرسکتا ہے

سب سے بہترین

ترمذی شریف میں حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق پیدا کی تو مجھے بہترین مخلوق میں رکھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے گروہ بنائے تو مجھے سب سے بہتر گروہ میں رکھا۔ پھر قبائل پیدا کئے تو مجھے بہتر قبیلے میں رکھا اور جب اللہ تعالیٰ نے نفوس پیدا کیے تو مجھے سب سے بہترین نفوس میں رکھا پھر اللہ تعالیٰ نے گھر بنائے تو مجھے سب سے بہتر گھر دیا میں مکان کے لحاظ سے سب سے بہتر ہوں اور ذات کے لحاظ سے بھی سب سے بہتر ہوں۔

(ترمذی شریف)

قارئین محترم ! حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خاندان کے شرف و کرامت کو نہ ماننے والے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرامین کے منکر ہیں۔ وہ نفوسِ قدسیہ جنہیں سرکارِ دوعالم سب سے بہتر قرار دیں اُن کے بارے میں یہ گمان کرنا کہ وہ جہنم کی آگ میں ہیں کس قدر تعجب کی بات ہے وہ حسب و نسب جس پر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخر فرما رہے ہیں ان کو جہنم کی آگ میں داخل کرنا کس قدر ظلم ہے۔

بہترین سے بہترین

طبرانی شریف میں ہے ! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! بے شک اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور پھر مخلوق میں سے بنی آدم کو چنا اور بنی آدم میں سے عربوں کو چنا اور عربوں میں سے مضر کو چنا اور مضر سے قریش کو قریش سے بنی ہاشم کو اور بنی ہاشم سے مجھے چن لیا تو میں بہتر لوگوں میں سے بہترین ہوں۔

(المورد الروی ص ۳۱۰)

پاکیزہ اصلاب وارحام

قارئین محترم !

حضور سرورِکائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جن نفوس کو بہترین قرار دے رہے ہیں اُن کو جہنم کی آگ میں سمجھنا کس قدر ظلم ہے۔

ابو نعیم نے ابن عباس سے مرفوعاً حدیث نقل کی ہے۔

میرے والدین نے کبھی بھی گناہ نہیں کیا اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمیشہ پاکیزہ پشتوں سے پاکیزہ رحموں کی طرف صاف ستھرا اور مہذب بنا کر منتقل کرتا رہا جب بھی دو گروہ ہوئے تو مجھے اللہ تعالیٰ نے بہتر گروہ میں رکھا۔

(المورد الروی بحوالہ طبرانی اوسط)

قارئین! سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے نسب کی طہارت و پاکیزگی بیان فرما رہے ہیں۔سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے آباء و اجداد کے گناہوں سے پاک ہونے کا اعلان فرمارہے ہیں۔سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے آباء کی پاکیزہ پشتوں اور پاکیزہ رحموں کا تذکرہ فرمارہے ہیں۔سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے آباء داجداد کے مہذب و بہترین ہونے کا اعلان کررہے ہیں جبکہ نام نہاد مسلمان ان پاکیزہ فطرت اور وارثانِ جنت کو جہنم میں دھکیل رہے ہیں۔

کیا یہ منافق ہیں

یہ لوگ اُن نفوسِ قُدسیہ کی عظمت وطہارت کا انکار کررہے ہیں جو نصِ قطعی کے اعتبار سے ساجدین میں شمار ہیں اور جن کی پاکیزگی وطہارت کو زبانِ نبوت خود بیان فرمارہی ہے فی الحقیقت یہ لوگ ایمان کی لذت سے آشنا ہی نہیں اِس لئے کہ ایماندار تو اپنے آقا و مولیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ منسوب ہر شے کی تعظیم وتوقیر کرے گا جبکہ منافق یہ کام نہیں کرسکتا اللہ کے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے فرمان کے مطابق آپ کے تمام اجداد پاکیزہ ہیں اور جن کو اللہ کا نبی پاک قرار دے اُن کو ناپاک سمجھنا بے دینی نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ نجاست اور پاکیزگی کا جمع ہونا محال ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے مشرکوں کو نجس قرار دیا ہے۔

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ

بے شک مشرکین تو نرے نجس ہیں۔(سورۃ توبہ آیت ۲۸)

اگر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے آباؤ اجداد مشرک ہوتے تو آپ اُن کی پاکیزگی کیوں بیان فرماتے وہ پاکیزہ ہیں تو ان کے لئے جہنمی ہونا کیسے ممکن ہے؟

تمام آباء ساجدین ہیں

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں اپنے محبوب کے آباؤ اجداد کی طہارت و پاکیزگی پر مہر ثبت فرمادی کہ میرے محبوب کے آباؤ اجداد مُشرکین ہرگز نہیں بلکہ وہ تو ساجدین ہیں۔

وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ

اور سجدہ گذاروں مین آپ کا پلٹنا دیکھتا ہے۔(سورۃ الشعراء آیت ۲۱۹)

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نور اقدس ایک ساجد سے دوسرے ساجد کو منتقل ہوتا ہوا آیا

ساجد کون ہوتا ہے؟

ساجد وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے والا ہو

ساجد وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرنے والا ہو

ساجد وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو الٰہ ماننے والا ہو

ساجد وہ ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو معبود ماننے والا ہو

ساجد وہ ہوتا ہے جو اللہ کی بندگی کرنے والا ہو تو غور فرمائیں ان ساجدین کو جن کا ذکر قرآن فرما رہا ہے بعض غلط سلط روایتوں کو ماننے والے انہیں جہنمی قرار دے رہے ہیں اب یا تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ماننا ہوگا اور یا پھر ان روایتوں سے جان چھڑانا ہوگی۔

نُور اُن کا ساجدیں میں منتقل ہوتا رہا\
آپ کے اجداد کو ہے رُتبہء عالی مِلا\
اُن کی عظمت کی بیاں مقصود ہے اللہ نے\
ساجدیں اُن کو کتابِ پاک میں فرما دیا

نورٌ علیٰ نور

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے قرب خاص میں رکھا اور یہی نور حضرت آدم علیہ السلام کو ودیعت ہوا اسی نور کی برکت سے آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی اور یہی نور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی جبین میں چمکا اور اسی نور کی برکت سے نار گلزار ہوگئی اور یہی نور حضرت اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام کی جبین میں چمکا تو اس نور پاک کی برکت سے خدا نے دنبہ بھیج کر آپ کو بچا لیا۔

یہ نور ہمیشہ پاک پشتوں اور پاک رحموں میں رہا کوئی ان میں کافر و مشرک نہ تھا اللہ ذوالجلال نے فرمایا۔

الَّذِیْ یَرٰكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ

وہ ذات ہے جس کی نگاہ کرم آپ پر ہے جب آپ حالت قیام میں ہوں یعنی آپ نفیس ترین لوگوں میں ہوتے آئے۔

(سورۃ الشعرا آیت ۲۱۸۔۲۱۹)

سب سے بہترین خاندان

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرامین مبارکہ سے ثابت ہے کہ کسی بھی خاندان کے افراد آپ کے آباء واجداد کے برابر نہیں ہیں۔

مشکوۃ شریف میں روایت ہے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہوں۔ عبد اللہ (رضی اللہ عنہ) کا بیٹا اور عبدالمطلب (رضی اللہ عنہ) کا پوتا ہوں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے اچھے گروہ میں بنایا یعنی انسان بنایا۔

انسان میں دو فرقے پیدا کیے عرب اور عجم مجھے اچھے فرقے یعنی عرب میں بنایا۔

پھر عرب میں کئی قبیلے بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے قبیلے میں پیدا کیا یعنی قریش میں۔

پھر قریش میں کئی خاندان بنائے اور مجھ کو سب سے اچھے خاندان میں پیدا کیا یعنی بنی ہاشم

میں۔پس میں ذاتی طور پر بھی سب سے اچھا ہوں اور خاندان میں بھی سب سے اچھا ہوں۔
(مشکوٰۃ شریف بحوالہ میلاد النبی سید احمد سعید کاظمی ص ۱۶۴)

آباء وامہات منزہ تھے

قارئین محترم! بعض لوگ ایسی ایسی روایات کا سہارا لے کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے والدین کریمین اور آپ کے آباء واجداد کے بارے میں نازیبا کلمات کہتے ہیں جن کو علماء نے تسلیم نہیں کیا اگرچہ بعض کتبِ احادیث میں ایسی روایات موجود ہیں جن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباء واجداد کے ایمان کے حوالہ سے شکوک وشبہات کا اظہار ہوتا ہے لیکن ایسی روایات اہلِ محبت کے نزدیک ہرگز ہرگز قابلِ قبول نہیں ہیں کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ یہ کیسے گوارا فرما سکتا ہے کہ اُس کے محبوب کا نور ایسی اصلاب وارحام کی طرف منتقل ہو جو شرک سے آلودہ ہوں۔

اس لئے حق بات یہی ہے کہ سرکارِ دوعالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیشہ پاکیزہ رکھا۔

مولائے کائنات شیرِ خدا علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں نکاح سے پیدا ہوا ہوں اور سفاح یعنی بدکاری سے نہیں۔

آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک یعنی سفاحِ جاہلیت مجھ کو نہیں پہنچا یعنی زمانۂ جاہلیت میں جو بے احتیاطی ہوا کرتی تھی میرے آباؤ امہات سب اس سے منزہ رہے پس میرے نصب میں کوئی میل نہیں۔

(مواہب اللدنیہ، میلاد النبی ص ۱۶۵)

ملا نورِ خدا جن کو ملی اُن کو بڑائی ہے
رسولِ پاک کے صدقے ملی ہر اِک بھلائی ہے
اُنہیں مومن جو نہ سمجھے وہ ہے مقصودؔ خود کافر
اُنہیں ایماں ملا جنت بھی اُن کے حصے آئی ہے

قارئینِ محترم! سیدِ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نسب کی افضلیت، شرف و طہارت اور پاکیزگی وکرامت کو خود بیان فرمایا اِس لئے اب ہمیں کسی اور دلیل کی قطعاً ضرورت نہیں

جب حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت ابراہیم علیہ السلام تک اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر آپ کے جدِ امجد تک سبھی اجدادِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پاکیزہ اور منزہ تھے یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ کے والدین کریمین علیہم السلام اسلام کی نورانیت سے محروم ہوں جو لوگ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے والدین کریمین کے بارے میں بدکلامی کرتے ہیں اور اُن کو کفر اور شرک سے متہم کرتے ہیں وہ یقیناً اپنے لئے دوزخ کا سامان کرتے ہیں۔

نسب کی افضلیت وکرامت

ایک اور حدیثِ مبارکہ ملاحظہ فرمائیں جس میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نسب کی افضلیت وکرامت کا ذکر فرمایا ہے۔

امام اہلِ سنت الشاہ احمد رضا بریلوی نے سیرتِ مصطفیٰ جانِ رحمت میں یہ حدیثِ مبارکہ نقل فرمائی ہے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا !

جبریل نے حاضر ہو کر مجھ سے عرض کی کہ اللہ عزوجل نے مجھے بھیجا میں زمین کے پورب پچھم نرم وکوہ ہر حصے میں پھرا، کوئی قبیلہ عرب سے بہتر نہ پایا، پھر اس نے مجھے حکم دیا کہ میں نے تمام عرب کا دورہ کیا تو کوئی قبیلہ مضر سے بہتر نہ پایا۔

پھر حکم فرمایا میں نے مضر میں تفتیش کی کوئی قبیلہ کنانہ سے بہتر نہ پایا پھر حکم دیا تو میں نے کنانہ میں گشت لگائی کوئی قبیلہ قریش سے بہتر نہ پایا، پھر حکم دیا میں قریش میں پھرا کوئی قبیلہ بنی ہاشم سے بہتر نہ پایا، پھر حکم دیا کہ سب سے بہتر نفس تلاش کرو تو کوئی جان حضور کی جان سے بہتر نہ پائی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اسے امام حکیم ترمذی نے حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، سے روایت کی

(مصطفیٰ جانِ رحمت ص ۲۹۳)(اراءۃ الادب لفاضل النسب)

والقمر اُن کو کہا حق نے کتابِ پاک میں
نور اُن کا ہے فروزاں مہر میں ماہ تاب میں
اُن کے چہرے سے ہیں بارش مانگتے مقصودِ ابر
ہے نسب اعلیٰ و بالا اُن کا سب انساب میں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات مبارکہ بے مثل و بے نظیر ہے۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے آپ کی مدح کرتے ہوئے بیان فرمایا۔

وَ اَحۡسَنُ مِنۡكَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَيۡنِيۡ
وَ اَجۡمَلُ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقۡتَ مُبَرَّاً مِّنۡ كُلِّ عَيۡبٍ
كَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَمَا تَشَآءُ

اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسن و جمال کا پیکر کسی ماں نے جنا ہی نہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہر قسم کے عیب سے مُنزہ و مُبرّا اور پاک پیدا کیئے گئے ہیں گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا چاہتے تھے ویسا ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیدا کیا گیا ہے۔
(دیوان حضرت حسان بن ثابت ص ۲۱)

طبرانی میں حدیث مبارکہ ہے!

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے جبریل نے بتایا کہ میں نے زمین کے مشارق و مغارب کو کھنگالا پس میں نے کسی مرد کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے افضل نہیں پایا اور کسی خاندان کو بنی ہاشم کے خاندان سے افضل نہیں پایا۔ قرآن پاک میں امت محمدیہ کی بے مثلیت کے متعلق ارشاد ہوا۔

كُنۡتُمۡ خَيۡرَ اُمَّةٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ

تم بہترین امت ہو، تمہیں لوگوں میں سے چن لیا گیا ہے۔ یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت بے مثل اور چنی ہوئی امت ہے۔ ازواج مطہرات، امہات المومنین رضی اللہ عنہن کی بے مثلیت کو قرآن نے کچھ اس طرح ارشاد فرمایا ہے۔

حضور کی نسبت کا کمال

یانساء النبی لستن کاحد من النساء

اے نبی کی عورتوں تم کسی بھی دوسری عورتوں کی طرح نہیں ہو (یعنی بے مثل ہو)

جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے مثل ہیں، اسی طرح آپ کی نسبت کی برکت سے آپ کی امت بے مثل ہے اور آپ کی ازواج مطہرات بے مثل بیویاں ہیں۔

اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد وامہات بے نظیر و بے مثال ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔

عن واثلة بن الاسقع قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یقول ان الله اصطفی کنانة من ولد اسماعیل واصطفی قریش من کنانه واصطفی من قریش بنی هاشم (رواه مسلم)

حضرت واثلہ ابن اسقع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو اولاد اسماعیل سے چن لیا اور قریش کو کنانہ میں سے چن لیا اور قریش میں سے بنی ہاشم کو چن لیا۔ اس حدیث کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں کچھ اس طرح ارشاد فرمایا گیا۔

عن عباس ابن عبد المطلب رضی الله عنهما قال قال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ان الله تعالیٰ حین خلقنی جعلنی من خیر خلقه ثم حین خلق القبائل جعلنی من خیرهم قبیلة حین خلق الانفس جعلنی من خیر انفسهم ثم حین خلق البیوت جعلنی من خیر بیوتهم فانا خیرهم بیتا وخیرهم نفسا

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ عنہما سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے جب مجھے پیدا فرمایا تو مجھے بہترین مخلوق سے کیا پھر جب قبائل کو پیدا فرمایا تو مجھے سب سے بہتر قبیلے میں کیا پھر جب نفوس کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین نفوس میں کیا اور جب خاندانوں کو پیدا فرمایا تو مجھے بہترین خاندان میں رکھا پس میں ان سے خاندان میں بھی افضل ہوں اور ذات میں بھی افضل ہوں اس حدیث کو امام ترمذی اور بیہقی نے روایت کیا ہے۔

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

آدم علیہ السلام سے لے کر اپنے والدین تک جن سے میں پیدا ہوا اُن سب کے نکاح ہوئے تھے اُن میں کوئی بھی بدکار نہیں تھا یعنی آدم علیہ السلام سے لے کر میرے والدین تک کسی کے نزدیک سے بھی بدکاری (زنا) قطعاً نہیں گزری تھی۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ! میرے والدین سفاح میں کبھی اکٹھے نہیں ہوئے اللہ تعالیٰ مجھے ہمیشہ پاک اصلاب سے پاک رحموں کی جانب منتقل کرتا رہا ہے جو ہمیشہ صاف اور مہذب رہے جہاں بھی میرے آباؤ اجداد میں دوسری شاخ پھوٹی تو مجھے اُن میں سے بہتر شاخ میں رکھا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ میں بارگاہِ رسالت میں عرض گزارا ہوا کہ یارسول اللہ قریش آپس میں بیٹھ کر حسب ونسب کا تذکرہ کررہے تھے تو اُنہوں نے آپ کی مثال اُس کھجور جیسی بیان کی جو اونچی زمین پر اُگا ہو راوی کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب مخلوق کو پیدا کیا تو مجھے بہتر مخلوق میں رکھا جب قبائل بنائے تو مجھے بہتر قبیلے میں پیدا فرمایا جب نفسوں کو پیدا کیا تو مجھے بہتر نفوس میں رکھا جب گھروں کی تقسیم فرمائی تو مجھے بہتر گھر میں پیدا فرمایا پس میں قریش سے باپ کے اعتبار سے اور نفس ذات کے اعتبار سے بہتر ہوں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ و تقلبك فی السٰجدین کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کتنے ہی انبیائے کرام کے پاک اصلاب سے منتقل ہوتے آئے یہاں تک کہ آپ کی والدۂ ماجدہ نے آپ کو جنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ سرورِ کون ومکان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا تو اُن میں سے بنی آدم کو اختیار کیا بنی آدم سے عرب کو چنا، عرب سے مضر، مضر سے قریش، قریش سے بنی ہاشم اور بنی ہاشم سے مجھے پسند فرمایا۔

تو میں بہتر لوگوں سے اگلے بہتر افراد کی جانب منتقل ہوتا آیا ہوں پس جو شخص اہلِ عرب سے محبت کرے وہ میرے ساتھ محبت رکھنے کے باعث ہی محبت کرے گا اور جو اُن سے بغض رکھتا ہے تو وہ مجھ سے بغض رکھنے کے باعث ہی اُن سے بغض رکھے گا۔

محبوب سے نسبت رکھنے والی ہر چیز ہی محبت کے لائق ہوتی ہے۔

(جواہرالبحار از امام نبھانی)

شجرہ نسب

روایات میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا شجرہ حضرت عدنان تک شجرہ کو بیان کرنا پسند فرماتے تھے۔

سلسلۃ الذہب یعنی شجرہ پاک سید لولاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیدنا مولانا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرۃ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر بن کنانہ بن خذیمہ بن مدرکہ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔

آپ کے اجداد آپ کی وجہ سے معزز تھے

عام طور پر لوگ اپنے آباؤ اجداد کی نسبت سے خود کو معزز سمجھتے ہیں اور ان کے کارناموں پر فخر کرتے ہیں اور دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں لیکن آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی ذات مقدسہ اس حوالے سے بھی جدا اور ممتاز نظر آتی ہے۔ یہ نسبت مصطفی علیہ الصلوۃ والسلام کا فیض ہے کہ آپ کے آباؤ اجداد کو اللہ تعالیٰ نے ہر زمانے میں جداگانہ امتیازات اور خصوصیات سے نوازا اور ان کو بلند مقام عطا فرمایا۔

دُعائے ابراہیم

علمائے اہلسنت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباؤ اجداد و

امہات اپنے اعتقاد میں توحید کے قائل تھے۔ قیامت اور حساب پر ایمان رکھتے تھے اور ملت حنفیہ کے احکام کو تسلیم کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بیت اللہ کو تعمیر فرمانے کے بعد دعا کی تھی جیسا تفسیر ابن جریر طبری میں ہے !

عن مجاهد واذ قال ابراهيم رب اجعل هذا البلد آمنا و اجنبي و بني ان نعبد الاصنام قال فاستجاب لابراهيم ودعوته في ولده

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے رب سے یہ دعا مانگی "اے میرے رب اس شہر کو امن والا بنادے اور مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا کرنے سے محفوظ رکھ"

تفسیر کبیر میں فرمایا گیا کہ!

فلا يزال منهم من يوحد الله ويدعو الى توحيده

ان کی اولاد میں ہمیشہ ایسے افراد رہیں گے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کے قائل ہوں گے اور لوگوں کو توحید کی طرف بلائیں گے۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نام لے لے کر اپنے آباؤ اجداد کو برا کہنے سے منع فرمایا! اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ آپ کے اجداد مومنین تھے اور بعض آباء کے بارے میں یہ صراحت بھی آتی ہے کہ وہ بڑی شدت کے ساتھ دین ابراہیم کی تبلیغ کیا کرتے تھے اور لوگوں کو کفر و شرک سے روکا کرتے تھے۔ حسن اخلاق اور صلہ رحمی کے بارے میں زور دیا کرتے تھے۔

حضرت آدم کی وصیت

صاحب انوار محمدیہ من المواہب اللدنیہ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عبداللہ علیہ السلام تک نور محمدی کے بارے میں ایک وصیت کا ذکر کیا ہے، وہ یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی تھی کہ نور محمدی کو صرف پاکیزہ عورتوں کے سپرد کرنا۔ حضرت شیث علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو یہی وصیت کی۔ اسی نسلا بعد نسل حضرت عبداللہ تک یہ وصیت پہنچی۔

نور نبوت کے امین

آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اجداد کرام کو اللہ تعالیٰ نے نور نبوت کا امین بنا کر پیدا فرمایا اور اُنہیں جہاں باطنی طہارت و پاکیزگی اور نورانیت عطا فرمائی وہاں اُن کا ظاہری حسن و جمال بھی اپنے کمال کو پہنچا ہوا تھا۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اجداد حسن و جمال کا مرقع تھے اور اپنے اپنے عہد میں مجسمہ حسن و جمال قرار دیئے جاتے تھے آپ کے نور کا معجزہ ہے اجداد میں کوئی بھی جسمانی عیوب والا اور قبیح صورت نہ تھا۔ آپ کے جد امجد عبد مناف جن کا اصل نام مغیرہ تھا، انتہائی حسین اور جمیل تھے۔ لوگ ان کو ان کے حسن جمال کی وجہ سے قمر البطحاء کہتے تھے۔

حضرت عبدالمطلب اور حرب بن امیہ نے اپنے مابین تنازع کے حل کے لئے نفیل بن عبدالعزیٰ بن رباح کو ثالث مقرر کیا۔ اس نے حرب بن امیہ سے کہا کہ اے ابو عمرو تم اس شخص سے تنافر اور تنازع کرتے ہو جو تم سے قد میں بڑا ہے اس کا سر تمہارے سر سے بڑا ہے اور وہ تم سے زیادہ وجیہ (خوبصورت) ہے۔

حضرت معد جب پیدا ہوئے تو ان کی آنکھوں کے درمیان نور محمدی چمک رہا تھا جسے دیکھ کر ان کے والد کی مسرت کی انتہا نہ رہی اور انہوں نے بہت سارے اونٹ ذبح کر کے دعوت عام دی۔ حضرت مضر بھی بڑے حسین و جمیل تھے۔ نور محمدی کی برکت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد محترم مصباح الحرم حضرت عبداللہ کے حسن و جمال کا یہ عالم تھا کہ نور کی شعاعیں ان کے چہرے سے پھوٹتی تھیں اور اونچے گھرانے کی خواتین خود ان سے نکاح کی درخواست کرتی تھی۔

دشمن بھی مانتے تھے

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خاندان و نسب نجابت و شرافت میں تمام دنیا کے خاندانوں سے اشرف و اعلیٰ ہے اور یہ وہ حقیقت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن کفار مکہ بھی کبھی اس کا انکار نہ کر سکے۔

چنانچہ ابو سفیان نے جب وہ کفر کی حالت میں تھے بادشاہ روم ہرقل کے بھرے دربار

میں اس حقیقت کا اقرار کیا کہ "ھو فینا ذو نسب" یعنی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "عالی خاندان" ہیں۔

(بخاری ج ا ص ۴)

حالانکہ اس وقت وہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بدترین دشمن تھے اور چاہتے تھے کہ اگر ذرا بھی کوئی گنجائش ملے تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پاک پر کوئی عیب لگا کر بادشاہ روم کی نظروں سے آپ کا وقار گرادیں۔

نور اپنی منزل پر

قارئین! نور مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاکیزہ اصلاب وارحام سے ہوتا ہوا اپنی منزل پر پہنچا اور یہ نور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو منتقل ہو گیا حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والد ماجد ہیں۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی میں نور محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی پوری شان وشوکت کے ساتھ جلوہ گر تھا اس لئے حسن وخوبی کے پیکر، اور جمالِ صورت وکمال سیرت کے آئینہ دار، اور عفت و پارسائی میں یکتائے روزگار تھے۔

(زرقانی ج ا ص ۱۰۱)(مدارج النبوت جلد ۲ ص ۱۴)

ایمانِ والدین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

قارئین! متقدمین علمائے اہلسنت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کے ایمان کے حوالہ سے دو مختلف آراء رکھتے تھے ایک گروہ کا خیال تھا کہ وہ حالتِ کفر میں دنیا سے گئے (معاذ اللہ) اور دوسرے گروہ کا خیال تھا کہ وہ حالتِ ایمان میں دنیا سے تشریف لے گئے لیکن متاخرین اہل سنت کے علماء محققین مثلاً امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ، علامہ ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ، امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ، حافظ الشام ابن ناصر الدین رحمۃ اللہ علیہ، حافظ شمس الدین دمشقی رحمۃ اللہ علیہ، قاضی ابوبکر ابن العربی مالکی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، صاحب

الاکلیل مولانا عبدالحق مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا یہی عقیدہ اور قول ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ماں باپ دونوں یقیناً بلاشبہ مؤمن ہیں۔ چنانچہ اس بارے میں حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ارشاد ہے کہ

> حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو مؤمن نہ ماننا یہ علماء متقدمین کا مسلک ہے لیکن علماء متاخرین نے تحقیق کے ساتھ اس مسئلہ کو ثابت کیا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما بلکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے تمام آباء و اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب "مؤمن" ہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ا ص ۷۱۸)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد مومن تھے اور اُن کو مومن سمجھنا انتہائی ضروری ہے اگر کوئی شخص اُن کے حوالہ سے غلط عقیدہ رکھے گا تو وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اذیت کا باعث ہوگا۔ اِس لئے حضور کے ساتھ والہانہ عقیدت اور ایمانی محبت کا یہی تقاضا ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کے والدین رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور تمام آباء و اجداد بلکہ تمام رشتہ داروں کے ساتھ ادب و احترام کا التزام رکھا جائے۔

ظہورِ نُور اور شانِ نبوت

قارئین! حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ نبوت کا اظہار آپ کے ظہورِ نُور کے ساتھ کمال کو پہنچا روایات میں آتا ہے کہ ایک اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو مشرق و مغرب میں گشت کراؤ اور ان کو سمندروں کی بھی سیر کراؤ تا کہ تمام کائنات کو ان کا نام، ان کا حلیہ، ان کی صفت معلوم ہو جائے اور ان کو تمام جاندار مخلوق یعنی جن و انس، ملائکہ اور چرندوں و پرندوں کے سامنے پیش کرو اور انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی صورت،

حضرت شیث علیہ السلام کی معرفت،

حضرت نوح علیہ السلام کی شجاعت،

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خلت،

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی زبان،

حضرت اسحٰق علیہ السلام کی رضا،

حضرت صالح علیہ السلام کی فصاحت،

حضرت لوط علیہ السلام کی حکمت،

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت،

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شدت،

حضرت ایوب علیہ السلام کا صبر،

حضرت یونس علیہ السلام کی طاعت،

حضرت یوشع علیہ السلام کا جہاد،

حضرت داؤد علیہ السلام کی آواز،

حضرت دانیال علیہ السلام کی محبت،

حضرت الیاس علیہ السلام کا وقار،

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی عصمت، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زہد عطا کر کے ان کو تمام پیغمبروں کے کمالات اور اخلاق حسنہ سے مزین کر دو اس کے بعد وہ بادل چھٹ گیا۔

پھر میں نے دیکھا کہ آپ ریشم کے سبز کپڑے میں لپٹے ہوئے ہیں اور اس کپڑے سے پانی ٹپک رہا ہے اور کوئی منادی اعلان کر رہا ہے کہ واہ وا! کیا خوب محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو تمام دنیا پر قبضہ دے دیا گیا اور کائنات عالم کی کوئی چیز باقی نہ رہی جو ان کے قبضۂ اقتدار و غلبۂ اطاعت میں نہ ہو۔

(زرقانی ج ۱ ص ۱۱۳)

رسول مکرم کے اَجداد نوری
تھے وہ سب ہی مقصودِ افراد نوری

فِدَاكَ کُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عظمتِ اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد نام جو لب پر ہے آیا
کرم اللہ کا مجھ پر ہوا ہے
یہی مقصود ہے اپنا وظیفہ
غم و آلام کی بس یہ دوا ہے

نُوریوں کا پیشوا اُن کا غُلام
وہ ہیں ٹھہرے سارے نبیوں کے امام
وہ ہیں محمود و محمد وہ کریم
اُن کا ہے مقصودؔ سب سے اونچا نام

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ پاک ''محمد'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معنیٰ و مفہوم بیان کرنا انسان کے بس کی بات نہیں اللہ رب العزت اپنے محبوب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ پاک کی عظمت کو ظاہر فرمانے والا ہے اس لئے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کی عظمت ورفعت بیان کرنا اپنی ذات سے منسوب فرمایا ہے اور اس بات کا اعلان سورۃ الم نشرح میں ورفعنا لک ذکرک کے ساتھ کیا ہے۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ مبارک محمد تمام صفات کا جامع ہے اہلِ لغت نے لکھا ہے کہ جو ہستی تمام صفات کی جامع ہو اُسے محمد کہتے ہیں اسمِ محمد تفضیل کا صیغہ ہے اور کسی فعل کے بار بار ہونے اور لحہ بہ لحہ وقوع پذیر ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اس میں استمرار پایا جاتا ہے۔ یعنی ہر لحہ وہ نئی آن بان سے ظاہر ہوتا ہے۔

(خاتم النبیین ج ا ص ۱۱۵)

اسمِ محمد کی شان

اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پھیلاؤ زمان ومکان کی قید سے آزاد ہے اِس کا معنیٰ و مفہوم ہر زمانہ میں نو بہ نو انداز میں ظاہر ہوگا۔

اسمِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نت نئے زاویئے ظاہر ہوتے رہیں گے اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اسمِ مبارک کی تجلیات زمان ومکان میں پھیلتی ہی رہیں گی۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسمِ مبارک ہر آن نئی شان سے ظاہر ہوتا رہے گا۔ اللہ

تبارک وتعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک محمد اپنے اسم محمود سے مشتق فرمایا ہے
ابن ماجہ شریف کی حدیث ہے جب صحابہ کو مشکل درپیش ہوتی تو وہ کہتے ہیں۔

یا محمد انی اتوجه بك الی ربی

یامحمد اپنے رب کے صدقہ سے ہماری طرف توجہ فرمائیں۔

(سنن ابن ماجہ شریف)

محمد نام جو لب پر ہے آیا
کرم اللہ کا مجھ پر ہوا ہے
یہی مقصود ہے اپنا وظیفہ
غم و آلام کی بس یہ دوا ہے

صحابہ پکارتے تھے

الادب المفرد میں حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا ان سے کسی نے کہا آپ اپنی سب سے محبوب ہستی کا نام لیں ابن عمر نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پکارا یا محمداہ۔
یعنی اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میری تکلیف دور فرمائیے چنانچہ ان کا پاؤں فوراً درست ہو گیا۔

(الادب المفرد ص ۲۸۴)

رب نے سجایا نام محمد

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

كَانَ تَحْتَهٗ كَنْزٌ لَّهُمَا

آیت کریمہ کی تفسیر مجھے یہ پہنچی کہ وہ خزانہ ایک تختی تھی جس پر عبارت تحریر تھی اور اس بات کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے بھی روایت کیا گیا ہے کہ
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جس خزانے کا ذکر قرآن پاک میں فرمایا ہے وہ سونے کی

تختی تھی جس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور آخر پر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

(سیرت نبویہ ص ۵۷۷)

رب نے سجایا نام محمد
دل میں سمایا نام محمد
مقصود رب کی حمد ہوتی ہے
لب پہ جو آیا نامِ محمد

گھر میں برکت ہوتی ہے

سیّدنا امام مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جس گھر میں کوئی محمد نام والا ہو اس گھر میں برکت زیادہ ہوتی ہے۔

(احکام شریعت ص ۴۰)

جب بچے کا نام محمد رکھو تو پھر اس کی تعظیم کرو، جب بچے کا نام محمد رکھو تو پھر اس کی تعظیم کرو اور اسکی قباحت و برائی نہ کرو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے جب تم بچے کا نام محمد رکھو تو پھر اس کی عزت کرو اور اس کے لیے جگہ فراخ کرو اور اس کی قباحت و برائی مت کرو۔

جس گھر میں محمد نام کا کوئی ہو اس گھر کا پہرا فرشتے دیتے ہیں جس گھر میں محمد نام کا کوئی ہو اس گھر کا پہرا فرشتے دیتے ہیں کچھ اللہ تعالیٰ کے ایسے فرشتے ہیں جو زمین پر چکر لگاتے رہتے ہیں ان کی ڈیوٹی یہ ہے کہ جس گھر میں کوئی محمد نام والا ہو اس کا پہرا دینا۔

(سیرت حلبیہ ۷۹)

محمد کا نورانی نام اللہ اللہ
اُجالوں کا ہے کیسا پیام اللہ اللہ
وظیفہ ہے مقصود اسمِ محمد
ہے مشکل میں آیا یہ کام اللہ اللہ

جو شخص اپنے بیٹے کا نام محمد رکھے

سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے، جس کے ہاں بچہ پیدا ہوا اس نے میری محبت کی وجہ سے اور میرے نام سے برکت حاصل کرنے کے لیے بچے کا نام محمد رکھا تو وہ دونوں باپ بیٹا جنت جائیں گے۔

(زرقانی علی المواہب)

جو اپنے بیٹے کا نام محمد نہ رکھے وہ جاہل ہے۔

سیّدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ راوی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! جس کے تین لڑکے پیدا ہوئے اور اس نے کسی کا نام محمد نہ رکھا وہ جاہل ہے۔

(احکام شریعت ۳۹)

پیارا پیارا نامِ محمد
اپنا سہارا نامِ محمد
ہے مقصودؔ اُجالا دل کا
رُوح کا تارا نامِ محمد

اللہ نے بخش دیا

حضرت علامہ ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت وہب فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا اس نے دوسو سال تک اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی پھر مر گیا لوگوں نے اس کی میت اُٹھائی اور غلاظت کے ڈھیر پر پھینک دی تا کہ سب لوگوں کو پتہ چل جائے کہ اللہ کا نافرمان مرا ہے عیاش اور بدمعاش مرا ہے برے کام کرنے والے کا یہ انجام ہے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو وحی کے ذریعے حکم فرمایا کہ فلاں نجاست کے ڈھیر پر جاؤ وہاں میرا ایک بندہ مرا پڑا ہے اس کی میت اُٹھاؤ اسے غسل دو کفن پہناؤ اور جنازہ پڑھ کے تدفین کرو۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ بنی اسرائیل کے لوگ تو اس کے متعلق گواہی

دیتے ہیں کہ وہ تیرا نافرمان ہے اس نے کبھی تیری عبادت نہیں کی۔ اس نے کبھی تیرا حکم نہیں مانا۔ اس نے ہمیشہ تیرے احکام کی مخالفت کی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا! اے موسیٰ اس کے بارے میں جو کچھ کہا جاتا ہے وہ بات بھی درست ہے مگر جب وہ تورات کھولتا اور میرے محبوب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک دیکھتا تو اس نام مبارک کو چوم کر آنکھوں سے لگاتا اور درود پاک بھیجتا پس اس کے بدلے میں نے اس کے سارے گناہ بخش دیئے۔

وزوجه سبعين حوراً

اور ستر حوروں سے اس کا نکاح کر دیا ہے۔

(سیرت حلبیہ جلد اول ص ۱۳۶)

اوہدا ذکر کراں ہر ویلے
اوہدا نام جپاں ہر ویلے
نام محمد سوہنا سوہنا
لکھاں تے چماں ہر ویلے

فِدَاکَ کُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

نورانیت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

و

جسمِ بے سایہ

نُور سے اُن کی تخلیق رب نے ہے کی
نُور ہی نُور ہیں میرے پیارے نبی
نُور کا سایہ مقصود ممکن کہاں
اِس پہ دیکھو گواہی ہے قرآن نے دی

نورانیت مصطفٰے کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب

(سورۃ المائدہ آیت ۱۵)

صحابی رسول پہلے مفسرِ قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آیت مقدسہ قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ کی تفسیر میں واضح طور پر لکھا ہے کہ نور سے مراد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مبارکہ ہے

تفسیر ابن عباس میں ہے کہ!

قَدْ جَآءَ كُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ

بے شک آیا تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور یعنی محمد اور ایک روشن کتاب (یعنی قرآن مجید)

اس آیت میں نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں اور روشن کتاب سے مراد قرآن مجید ہے۔

(تفسیر ابنِ عباس صفحہ نمبر ۷۲)

(تفسیر کبیر ج ۳ ص ۵۶۶) (تفسیر خازن ج ۱ ص ۱۴۱ م)

(تفسیر روح البیان ج ۲ ص ۳۲) (تفسیر جلالین ص ۹۷)

چاند میں تاروں میں اُن کا نور ہے
نور اُن کا سب سے پہلا نور ہے
قد جاء کم ہے کہا قرآن نے
مصطفٰے مقصودِ رب کا نور ہے

منکرینِ نُورانیتِ مصطفٰے کے لئے یہ تفسیر ایک ایسی دلیل ہے جس کا جواب ممکن ہی نہیں۔ کیونکہ یہ کسی عام مفسر کی یا محدث کی بات نہیں ہے بلکہ یہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے صحابی کی کی گئی تشریح و توضیح ہے جس کو ماننے بغیر چارہ ہی نہیں۔ ہم منکرینِ نُورانیت مصطفٰے کی توجہ اِس بات کی طرف دلاتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا! وہی راہِ حق ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں۔ ہم چاہیں گے کہ باطل عقیدہ کو ترک کرتے ہوئے صحابہ کے عقیدہ کو تسلیم کرلو تاکہ آخرت میں پچھتانا نہ پڑے۔

حضور سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ نے نُور فرمایا ہے اور یہی بات دیگر مفسرین نے تفاسیر میں لکھی ہے احناف کی مشہور تفسیر روح المعانی کے مصنف علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ مثل نورہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ!

وقیل المراد نبوده رسول محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد جاء اطلاق النور علیه علیه الصلوٰۃ والسلام فی قوله تعالیٰ قد جاء کم من الله نور و کتاب مبین

اُس کے نور سے مراد اُس کے رسول حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور بیشک حضور رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر نور کا اطلاق اللہ تعالیٰ کے فرمان "قَدْ جَآءَ کُمْ مِّنَ اللہِ نُوْرٌ وَّ کِتٰبٌ مُّبِیْنٌ" میں بھی ہوتا ہے۔

(روح المعانی جلد ۱۰ جز ۱۸ ص ۱۶۶)

غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ اپنی تصنیف سر الاسرار میں فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی پسندیدہ اور رضا کی بات کی توفیق عطا فرمائے جان لیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رُوح مبارک کو اپنے نورِ جمال سے پیدا فرمایا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

میں نے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی روح کو اپنے ذاتی نور سے پیدا فرمایا۔

اور جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا۔
سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے عقل کو پیدا فرمایا۔
ان سب سے مراد ایک ہی شے ہے اور وہ حقیقت محمدیہ ہے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام نور اِس لئے رکھا کہ ظلماتِ جلالیہ سے پاک و صاف ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تمہاری طرف سے نور آیا۔

(سر الاسرار ص ۱۴۔۱۳)

چنانچہ صحیح حدیث میں آیا ہے۔

اول ما خلق اللہ نوری

ودر سورہ والفجر گفتہ اند کہ فجر محمد است صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہ بیرون آمدہ از وے نور

یعنی حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو پیدا فرمایا اور تمام اعلیٰ اور بلند ممکنات ومکونات اُس نور سے اور اُس جوہر پاک سے پیدا فرمائے۔

(مدارج النبوت جلد اول باب سوم ص ۲۶)

سب سے پہلے آپ کا نور

امام عبد الرزاق ابو بکر بن ہمام نے اپنی تصنیف میں حضرت سیدنا و ابن سیدنا جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

وہ فرماتے ہیں میں نے عرض کی! یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میرے ماں باپ آپ پر قربان مجھے بتادیجیے کہ سب سے پہلے اللہ عزوجل نے کیا چیز بنائی؟

آپ نے فرمایا! اے جابر بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات سے پہلے تیرے نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

وہ نور قدرتِ الٰہی سے جہاں خدا نے چاہا دورہ کرتا رہا۔ اُس وقت لوح وقلم، جنت ودوزخ فرشتے، آسمان، زمین، سورج، چاند، جن، آدمی کچھ نہ تھا پھر جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنا چاہا

اس نور کے چار حصے فرمائے۔ پہلے سے قلم، دوسرے سے لوح، تیسرے سے عرش، پھر چوتھے کے چار حصے کیے پہلے سے فرشتگان حامل عرش دوسرے سے کرسی تیسرے سے ملائکہ پھر چوتھے کے چار حصے فرمائے پہلے سے آسمان دوسرے سے زمین تیسرے سے بہشت و دوزخ بنائے پھر چوتھے کے چار حصے کیے الی اخرالحدیث۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۲ فارسی)

ہر چیز آپ کے نور سے بنی

بے شک ہر چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے بنی جیسا کہ حدیث صحیح اس معنی میں وارد ہوئی۔ مطالع المسرات شرح دلائل الخیرات میں ہے!

ترجمہ امام اجل امام اہلسنت سیدنا ابوالحسن اشعری قدس سرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل نور ہے نہ نوروں کی مانند اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پاک اسی نور کی تابش ہے اور ملائکہ ان نوروں کے ایک پھول ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرا نور بنایا اور میرے نور سے ہر چیز پیدا فرمائی۔

(مطالع المسرات ص ۲۶۵)

ہے نُور اُن کا پھیلا ہوا سب جہان میں
وہ ہیں سراجِ نُور ہے حق کے بیان میں
قرآن اُن کی نعت ہے مقصود سب کی سب
قرآن سارا اُترا ہے آقا کی شان میں

روشن چراغ کی مثال

اس کی مثال یوں سمجھئے ایک ایسا چراغ جس سے بے شمار چراغ روشن ہوئے اس کے باوجود اپنی اصلی حالت پر باقی ہے اور اس کے نور میں کمی واقع نہیں ہوئی مزید واضح مثلاً سورج ہے جس سے تمام سیارے روشن ہیں جن کا اپنا کوئی نور نہیں۔

بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ سورج کا نور ان سیاروں میں منقسم ہو گیا ہے جبکہ فی الواقع ان

سیاروں میں سورج ہی کا نور ہے جو سورج سے نہ تو جدا ہوا اور نہ ہی کم ہوا، سیارے تو صرف اپنی قابلیت کی بناء پر چمکے اور سورج کی روشنی میں سے منور ہوئے۔

ستر ہزار سال پہلے تخلیقِ مصطفیٰ

امام نجم الدین عمر نسفی نے اپنی کتاب بحر العلوم میں لکھا ہے کہ حضور کا نور موجودات سے ستر ہزار سال پہلے تخلیق کیا گیا تھا پھر اس کا ایک حصہ جس کا ذکر عبدالرزاق کی روایت میں ہے بارہ حجابات میں ٹھہرایا گیا تو دوران قیام وہاں مختلف تسبیحات کیں مثلاً

حجاب قدرت میں سبحان ربی الاعلیٰ

حجاب عظمت میں سبحان عالم السر والخفی

حجاب منت میں سبحان الحیی القیوم الرفیق الاعلیٰ اور حجاب رحمت میں سبحان حی القیوم وغیرہ کا ذکر ملتا ہے۔

(معارج النبوت اردو جلد اول ص ۵۳ ناشر مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور)

سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک بشر ہیں لیکن ہماری طرح بشر نہیں۔

علماء اہلسنّت نے اپنی کتب میں اِس بات کی صراحت کی ہے کہ ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نُوری بشر ہیں آپ کی بشریت تسلیم کرنا اہلسنّت کے نزدیک مسلّمہ اَمر ہے اور آپ کی بشریت کا مطلقاً انکار کفر ہے۔

امام اہلسنّت الشاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں!

جو یہ کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت ظاہری بشری ہے حقیقت باطنی بشریت سے ارفع و اعلیٰ ہے یا یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اوروں کی مثل بشر نہیں وہ سچ کہتا ہے اور جو مطلقاً حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بشریت کی نفی کرے وہ کافر ہے۔

قال اللہ تعالیٰ ! قُلْ سُبْحَانَ رَبِّیْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا

تم فرماؤ پاکی ہے میرے رب کو میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا۔

(سورۃ بنی اسرائیل آیت ۹۳)(فتاویٰ رضویہ ج ۷ صفحہ ۶۷)

ساری کائنات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور سے تخلیق ہوئی ہے۔جن لوگوں کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے کہ نور اور روشن کتاب دونوں سے مراد قرآن مجید ہے ان کے رد میں امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ کبیر میں فرماتے ہیں! یہ قول کہ نور اور کتاب دونوں سے مراد قرآن ہے ھذا ضعیف، یہ ضعیف ہے۔(تفسیر کبیر)

امام صاوی تفسیرِ صاوی جلد اول میں لکھتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام اس آیت میں نور رکھا گیا ہے اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عقلوں کو روشن کرتے ہیں اور ان کو رشد کے لیے ہدائتیں دیتے ہیں اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر حسی اور معنوی نور کی اصل ہیں۔

علامہ فاسی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نور حسی اور معنوی ظاہر ہے، آنکھوں اور عقلوں کے لیے چمکنے والا، بے شک اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام اس آیت میں نور رکھا ہے۔

(مطالع المسرات ص ۲۲۰)

ملا علی قاری شرح شفا میں لکھتے ہیں!

اور کون سی رکاوٹ ہے کہ اس آیت میں کہ دونوں نعتیں یعنی نور اور کتاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے ہوں۔بے شک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نورِ عظیم ہیں بوجہ اپنے کمالِ ظہور کے انوار میں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کتابِ مبین ہیں اس حیثیت سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جمیع اسرار کے جامع ہیں اور احکام واخبار کے مظہر ہیں۔

(شرح شفا شریف)

اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے!

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ۙ ﴿۳۵﴾

ترجمہ! اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے جو نہ پورب کا نہ پچھم کا قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

مفسرین کرام فرماتے ہیں! اس آیت میں مثل نورہ اس کے نور سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(تفسیر کبیر ج ۷ ص ۴۰۳) (تفسیر مظہری ج ۶ ص ۵۲۲)

(تفسیر درمنثور ج ۵ ص ۴۸) (جواہر البحار ج ۱ ص ۶) (تفسیر روح البیان ج ۴ ص ۱۴۱)

نُور سے اُن کے ہے یہ نُورِ سحر
چہرہ اُن کا والضحیٰ اور والقمر
اُن سے ہے مقصودِ روشن کہکشاں
نُور سے اُن کے روشن بحر و بر

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت فرماتے ہیں!

حضرت کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت ابنِ جبیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس کے نور کی مثال نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔

حضرت سہل تستری نے فرمایا اس آیت کے معنی یہ ہیں کہ اللہ آسمان اور زمین والوں کا ہادی ہے اس کا نور، نورِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل جب کہ وہ پیٹھوں میں تھا طاق کی طرح ہے یعنی اس کے نور کی صفت اس طرح تھی اور مصباح سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب مبارک ہے،

زجاجہ (فانوس) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینا ہے یعنی وہ چمکتا ہوا موتی روشن ستارہ ہے اس لیے کہ اس میں ایمان اور حکمت ہے۔

برکت والے درخت یعنی نورِ ابراہیم علیہ السلام سے منور ہے نورِ ابراہیم علیہ السلام کی مثال

شجرہ مبارکہ سے بیان کی گئی ہے اور قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کلام سے قبل اس تیل کی طرح خود بخود لوگوں کے لیے ظاہر ہو جائے۔

(شفا شریف ج ا ص ۱۴)

اور فتح الباری میں علامہ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وہ علامات نبوت جو ولادت مقدسہ کے وقت اور اس کے بعد ظاہر ہوئے ان میں سے بعض وہ ہیں جن کا اخراج طبرانی نے کیا ہے، عثمان بن ابی العاص ثقفی نے اپنی والدہ سے روایت کیا، وہ فرماتی ہیں کہ عندالولادت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس حاضر تھی، جب انہیں دردِ زہ لاحق ہوا تو میں نے ستاروں کو دیکھا اس قدر نزدیک ہو گئے کہ گویا مجھ پر گرے پڑتے تھے،

جب حضرت آمنہ سلام اللہ علیہا نے حضور کو جنا تو حضرت آمنہ سے ایک ایسا نور نکلا کہ جس سے سارا گھر منور ہو گیا اور ساری حویلی روشن ہو گئی،

اس حدیث کی شاہد حضرت عرباض بن ساریہ کی حدیث ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا!

میں اس وقت خاتم النبیین تھا جب آدم علیہ السلام اپنے خمیر میں تھے اور اس کے متعلق میں تمہیں بتاؤں گا (اور وہ یہ ہے) بے شک میں ابراہیم علیہ السلام کی دُعا اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں اور اپنی والدہ ماجدہ کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا تھا اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی ماؤں کو خواب دکھائے جاتے ہیں۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جنتے وقت ایک ایسا نور دیکھا تھا جس سے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے، اس حدیث کا امام احمد نے اخراج کیا اور ابن حبان و حاکم نے اس کو صحیح کہا اور امام احمد کے نزدیک ابوامامہ کی حدیث اسی کی مانند ہے ورابواسحاق نے ثور بن یزید سے بروایت خالد بن معدان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب سے بھی اسی کی مانند روایت کیا اور اس روایت میں ہے کہ اس نور کی وجہ سے ارض شام کا شہر بصریٰ روشن ہو گیا۔

(فتح الباری، جلد ۶، ص ۴۵۴، ۴۵۵)

اور ابن کثیر میں اسی واقعہ کی روایت میں یہ مضمون بھی وارد ہوا کہ ولادت باسعادت کے وقت جو نورِ محمدی چمکا اس کی روشنی میں ملک شام کے شہر بُصریٰ کے اونٹوں کی گردنیں چمکنے لگیں۔

چونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خلقت بے نظیر لطیف ونظیف اور نورانی ہے، کسی قسم کی غلاظت وکثافت جسم اقدس میں نہیں پائی جاتی اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پسینۂ مبارک بلکہ تمام جسم اقدس حتیٰ کہ خون مبارک بھی انتہائی خوشبودار تھا۔

قارئین! اس کے بعد حق تعالیٰ نے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیشانیٔ آدم علیہ السلام میں رکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کی پشت میں رکھا جو ان کی پیشانی سے چمکتا تھا پھر تمام اعضاء میں سرایت کی اور حق تعالیٰ نے اس نور کی برکت سے آدم علیہ السلام کو تمام مخلوقات کے اسماء تعلیم فرمائے اور فرشتوں کو انہیں سجدہ کرنے کا حکم فرمایا۔

شیث علیہ السلام کو تفویضِ نور

توبہ کی قبولیت کے بعد اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان میں یہ دستور جاری فرمادیا کہ ہر حمل میں جڑواں بچے پیدا ہوتے ایک لڑکا ایک لڑکی مگر حضرت شیث علیہ السلام جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جدامجد ہیں۔ تنہا پیدا ہوئے تاکہ نورِ مصطفوی میں ان کے اور کسی دوسرے کے درمیان اشتراک نہ ہو حضرت آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے حضرت شیث علیہ السلام کو وصیت فرمائی کہ اس نور مبارک کو پاک بیبیوں میں منتقل کرنا بعد میں حضرت شیث علیہ السلام نے بھی اپنے فرزند جن کا نام انوش تھا یہی وصیت فرمائی اسی طرح اس وصیت کا سلسلہ ایک قرن سے دوسرے قرن تک جاری رہا یہاں تک کہ یہ نور مبارک حضرت عبدالمطلب سے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہما تک آیا اور حق تعالیٰ نے آپ کے نسب شریف کو سفاح جاہلیت (یعنی وہ زمانہ جو زمانہ جاہلیت میں رائج تھا) سے پاک وصاف رکھا۔ (معارج النبوۃ)

نورانی مٹی سے تخلیق جسم انور

حضرت کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ سے روایت ہے کہ جب ربِ جلیل جل جلالہٗ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم انور کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو حضرت جبریل علیہ السلام

کو حکم فرمایا کہ وہ سفید مٹی لائیں اور یہ مٹی زمین کا قلب وبہا اور زمین کا نور ہے۔

فرمایا! جبریل علیہ السلام ارشادِ خداوندی کی تعمیل کرتے ہوئے ملائکہ فردوس اور ملاءِ اعلیٰ اور رفیع کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزارِ اقدس کی جگہ پر تشریف لائے اور وہاں سے خاکِ انور اٹھائی جو کہ اُن دِنوں سفید تھی۔

پھر اِس خاک پاک میں آبِ تسنیم ڈال کر گوندھا تو وہ سفید چمکتے ہوئے موتی کی طرح ہو گئی پھر اُسے جنت کی تمام نہروں میں غسل دیا گیا اور پھر آسمانوں اور سمندروں میں پھیرا گیا تو تمام ملائکہ کرام حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت آدم علیہ السلام کے فضل کا تعارف حاصل کرنے سے پہلے ہی فخرِ موجودات، سرورِ کائنات تاجدارِ انبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس اور آپ کے فضل وشرف سے متعارف ہو گئے۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ ۵۳۔۴۳)

کئی طرق سے یہ روایت آئی ہے کہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اُنہیں الہام فرمایا تو اُنہوں نے عرض کی اے میرے پروردگار میری کُنیت ابا محمد کیوں ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا! اے آدم اپنا سر اوپر اُٹھاء جب اُنہوں نے اپنا سر اوپر اُٹھایا تو عرش کے تکیوں پر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور مبارک کی زیارت کی تو عرض کیا اے میرے پروردگار یہ نور کیسا ہے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا! یہ میرے نبی کا نور ہے جو تیری ذریت سے ہوگا، اس کا نام آسمانوں پر احمد اور زمین پر محمد ہے (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) اگر یہ نہ ہوتا تو نہ میں تجھے پیدا کرتا اور نہ زمینوں اور آسمانوں کو پیدا کرتا۔

(سیرت النبویہ احمد بن زینی دحلان المکی ج ا ص ۵ ترجمہ از علامہ صائم چشتی)

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام میں روح پھونکی گئی تو اُن کی پیشانی میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نورِ اقدس آفتاب کی طرح چمک رہا تھا بعض عارفوں نے فرمایا ہے مگر ابلیس اس نورِ مبارک کو نہ دیکھ سکا، جس کی وجہ سے ذلیل ہوا۔

اور جب اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کرام کو حکم دیا کہ وہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں تو وہ اُس نور مبارک کے استقبال کے لئے حضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ ریز ہو گئے تو مسجود لہٗ در حقیقت اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات اقدس ہے اور حضرت آدم علیہ السلام قبلہ کی مانند ہوئے اور اس سے اُس نور مبارک کی عظمت مقصود تھی جو ان کی پیشانی میں فروزاں تھا۔

(سیرت النبویہ ج ۱ ص ۸ ترجمہ از علامہ صائم چشتی)

حضور نور دینے والے ہیں

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

يَآيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾

ترجمہ! اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

(سورۃ الاحزاب آیت ۴۶)

اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو سارے عالم کو چمکانے کے لئے سراجاً منیرا بنا کر بھیجا اسی لئے کائنات عالم کی تمام اشیاء آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے نور سے منور ہیں۔

تمام مومنین کے قلوب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے نور سے منور ہیں۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ہی نور نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات دوسروں کو روشن کرنے والی ہے۔

تفسیر معالم التنزیل میں علامہ بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں ارشاد فرمایا ہے ! حق تعالیٰ نے آپ کا نام سراج فرمایا ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ مانند چراغ کے کہ اس سے اندھیرے میں روشنی حاصل ہوتی ہے۔

(تفسیر معالم التنزیل)

والقمر اُن کو کہا حق نے کتابِ پاک میں
نُور اُن کا ہے فروزاں مہر میں مہتاب میں

زمخشری نے تفسیر کشاف میں لکھا ہے !

اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات سے شرک کے اندھیروں کو آشکار کر دیا اور ہدایت پائی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے گمراہوں نے جس طرح کہ رات کے اندھیرے آشکار ہوتے ہیں روشن چراغ سے اور راہ دکھائی دیتا ہے ان سے۔

یا یہ کہ امداد دی اللہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور نبوت سے باطنی بصیرتوں کی روشنی کو، جس طرح کہ چراغ کی روشنی سے ظاہری آنکھوں کو امداد پہنچتی ہے۔

(تفسیر کشاف)

اُن کے ہی چہرے سے بارش مانگتا بادل بھی ہے
گرچہ اُن کی ذات پہ تھے رب نے ڈالے خود نقاب

قارئین! اللہ تعالیٰ نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور نبوت کو روشن چراغ سے اور سورج سے تشبیہ دی ہے۔

معلوم ہوا کہ عالم جسمانیات اور مادیات کو جس طرح آفتاب اور چراغ کی روشنی کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح عالمِ روحانیات میں انسان کو شرک و کفر اور بدعت ضلالت کی ظلمتوں سے بچنے کے لئے نور نبوت کی ضرورت ہوتی ہے ان حالات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آفتاب ہدایت بن کر تشریف لائے تمام عالمِ دُنیا میں تاریکی چھائی ہوئی تھی حضور سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھیج کر اللہ نے اعلان فرمایا !

يَآيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۴۵﴾ وَّدَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَسِرَاجًا مُّنِيْرًا ﴿۴۶﴾

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

زندگی آ گئیں رونقیں آ گئیں بزم عالم میں تازہ شباب آ گیا
زُلفِ واللیل کا دائرہ کھینچ کر شب کے پچھلے پہر آفتاب آ گیا

(حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ)

جسم بے سایہ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بے شمار معجزات سے سرفراز فرمایا ہے آپ کی تخلیق نورانی ہے اِسی لئے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کے جسمِ اطہر کا سایہ تخلیق نہ فرمایا تمام لوگ جانتے ہیں کہ ہر وجود اور ہر جسم جب کسی روشنی کے سامنے آتا ہے تو لامحالہ اُس کا سایہ زمین پر پڑتا ہے لیکن حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجودِ مسعود اِس قدر پُرنُور تھا کہ کوئی نُور اور کوئی روشنی آپ کے نُور پر حاوی نہ تھی اِسی لئے آپ کے وجودِ مبارک کا سایہ کسی کو نظر نہ آتا صحابہ کرام کے اقوال اور محدثین کی تصریحات سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جسمِ بے سایہ رکھتے تھے۔

ادبِ مصطفیٰ کا تقاضا

تفسیر مدارک میں حضرت امام نسفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں عرض کیا بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کا سایہ زمین پر نہیں ڈالا تاکہ کوئی انسان اس پر پاؤں نہ رکھ سکے۔

(تفسیر مدارک از امام نسفی ج ۳ ص ۱۰۳)

حضرت ابن عباس کا عقیدہ

حضرت امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت فرماتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

لم یکن للنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم منور کا سایہ نہ تھا۔

اور اس کی وجہ یہ بیان فرماتے ہیں کہ !

لانه کان صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نورا

اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نور تھے۔

مزید وضاحت فرماتے ہیں کہ۔

لان النور لا ظل له نور کا سایہ نہیں ہوا کرتا

(جمع الوسائل شرح شمائل ج ۱ ص ۴۷)(زرقانی جلد نمبر ۴ ص ۲۲۰)

شرح شمائل میں لکھا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ نہ تھا تو جب آپ آفتاب کے سامنے تشریف لائے تو آپ کا نور آفتاب کی روشنی پر غالب آ گیا اور جب آپ چراغ کی روشنی میں کھڑے ہوئے تو آپ کے انوار نے اُس کی چمک کو مغلوب کر دیا۔

(شرح شمائل ج ۱ ص ۴۷)

اُن کو نُور کہا ہے رب نے
نُور کا سایا کب ہوتا ہے

حکیم ترمذی نے ذکوان سے بیان کیا کہ! بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ سورج اور چاند میں نہیں دیکھا جاتا تھا اور ابن سبع نے کہا ہے کہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خصائص سے ہے کہ آپ کا سایہ زمین پر واقع نہ ہوتا تھا اور بے شک آپ نور تھے جب سورج یا چاند کی روشنی میں آپ چلتے تو آپ کا سایہ نہ دیکھا جاتا تھا اور بعض نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان آپ کی دعا میں کہ (اے اللہ) مجھے نور بنا دے اس کی گواہی دیتا ہے۔

(الخصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۸)

مُلّا علی قاری کا عقیدہ

علامہ علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ !

کان من خصائصه انه کان نورا و کان اذا مشی فی الشمس اولقمر لا یظهر له ظل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خصائص میں سے ہے کہ آپ نور تھے اور جب سورج یا چاند کی روشنی میں آپ چلتے تو آپ کا سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔

(شرح شفا لعلی قاری ص ۵۰۵)

شاہ عبدالعزیز دہلوی کا عقیدہ

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ !

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سایہ زمین پر نہ پڑتا تھا

(تفسیر عزیزی پارہ نمبر ۳۰ ص ۲۱۹)

اُن کے وجود پاک کا اعجاز ہے یہی
مقصود کب ہے سایا نبی کے وجود کا

حضرت قاضی عیاض کا عقیدہ

حضرت امام قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الشفاء میں رقمطراز ہیں! حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت ورسالت کی دلیلوں میں سے یہ دلیل بھی مذکور ہے کہ آپ کے جسمِ اطہر کا سایہ سُورج اور چاند کی روشنی میں نہیں ہوتا تھا اِس لئے کہ آپ نُور ہیں۔

(شفا شریف ج ا ص ۲۴۲)

حضرت امام سخاوی کا عقیدہ

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسمِ اقدس کا سایہ نہ ہونے کے حوالہ سے اپنی کتاب مقاصد الحسنہ میں لکھا ہے!

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ اطہر کا سُورج اور چاند کی روشنی میں سایہ نہیں ہوتا تھا۔ اِس لئے کہ آپ نُور ہیں۔

(مقاصد الحسنہ ج ا ص ۶۳)

دُھوپ پہ بھی انوار محمد غالب ہے
اِسی لئے مقصودؔ نہ اُن کا سایا تھا

حضرت مجدد الف ثانی کا عقیدہ

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ مکتوبات شریف میں فرماتے ہیں! ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا، دلیل یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس چیز سے زیادہ لطیف

ہوتا ہے، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک سے زیادہ لطیف ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مبارک کے برابر کوئی لطیف چیز جہان میں پیدا نہیں ہوئی، چہ جائیکہ اس سے زیادہ لطیف ہو، اس صورت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ کس طرح ہوسکتا ہے۔ (مکتوبات شریف ج ۳ ص ۱۸۷ مطبوعہ نول کشور لکھنؤ)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

سورج اور چاند (کی روشنی میں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اطہر کا سایہ نہ تھا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا نور تھے۔

(تفسیر نسفی ج ۳ ص ۱۳۵) (الوفا ص ۴۱۲)

(الشفاء ج ۱ ص ۵۲۲) (تفسیر خازن ج ۳ ص ۳۲۱)

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ الخصائص الکبریٰ میں روایت نقل فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا نور تھے، پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سورج یا چاند کی روشنی میں چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نظر نہ آتا۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۲)

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

لم یکن لھا ظل فی شمس ولا قمر۔

شمس وقمر (کی روشنی) میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ نہ ہوتا۔

(شرح المواہب اللدنیہ زرقانی ج ۵ ص ۵۲۴)

جسمِ اقدس کا سایہ نہ ہونے کی تیرہ وجوہ

حافظ محمد لکھوی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اقدس کا سایہ نہ ہونے کی تیرہ وجوہ بیان کی ہیں جو عشاق کے دل و جان کو مسرت سے بھرپور ہی نہیں کرتیں بلکہ عشق کی لذت سے بھی آشنا کر دیتی ہیں۔ اوّل یہ کہ کافر یا منافق اس سایہ پر پاؤں نہ رکھے۔

دوم یہ کہ سایہ تاریکی اور سیاہی سے خالی نہیں ہوتا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسم نُورانی ہے۔

سوم یہ کہ اس نے اپنا سایہ واسطے آخرت کے ذخیرہ کر رکھا ہے جیسا کہ اپنی دُعا کو شفاعت کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے چنانچہ حدیث بخاری و مسلم میں لکھا ہے۔

چہارم یہ کہ سایہ اس کا رحمت ہے۔

پنجم یہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جہان کے پیشوا ہیں ایسا نہ ہو کہ سایہ اس کے آگے ہو۔

ششم یہ کہ سایہ ہر چیز کا اس کے نزدیک ہوتا ہے اور سایہ تاریک ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام چیزوں سے زیادہ روشن ہیں پس مناسب نہیں کہ تاریکی اس کے نزدیک آئے جو بہت روشن ہے۔

ہفتم یہ کہ سایہ کی دلیل آفتاب ہے اور سایہ ہر چیز کا بسبب بلند ہونے آفتاب کے کم ہوجاتا ہے اور مناسب نہ تھا کہ آفتاب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سایہ کو کم کردے۔

ہشتم یہ کہ علمِ الٰہی میں لوگ دو گروہ ہیں۔ فریق فی الجنۃ و فریق فی السعیر۔ یعنی ایک گروہ جنتی اور ایک گروہ دوزخی، پس مناسب نہ تھا کہ کوئی شخص اس کے سائے کے نیچے آئے اور پھر دوزخی ہوجائے۔

نہم یہ کہ سایہ ہر شخص کا زمین پر سجدہ میں ہوتا ہے اور اکثر لوگ آپ ہی سجدہ سے محروم ہوتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ آلہ وسلم رکوع و سجود کرنے والوں کے سردار تھے، پس حاجت سجود سایہ کی نہ تھی۔

دہم یہ کہ خدا تعالیٰ مومنوں کو تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لاتا ہے اور اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ ظاہر ہوتا تو اس کا عکس ہوتا۔

گیارھویں یہ کہ جوہرِ صافی کا سایہ بہت روشن ہوتا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ روشن تھے۔

بارھویں یہ کہ سایہ ہر ایک دوسرے کے سایہ سے مل جاتا ہے اور مناسب نہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ دوسروں کے سایہ سے خلط ملط ہوتا۔

تیرھویں یہ کہ صاف چیز پر سایہ صاف دکھائی دیتا ہے اور ناپاک چیز پر سایہ بھی ناپاک نظر آتا ہے پس مناسب نہ تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سایہ ناپاک دکھائی دیتا۔

(انیس اہلسنت میلاد نمبر ص ۱۰۳)

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

خصائص مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عظمتِ سراپائے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہے وجودِ پاک اُن کا سرتا پا اِک معجزہ
اُن کے اعضائے مبارک کی کروں تعریف کیا
عقل میں مقصود آئے اُن کا کیسے مرتبہ
خالقِ اکبر نے اُن کو نُور ہے اپنا کہا

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ مقدسہ کی اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام مخلوقات میں سے حسین تر تجسیم فرمائی۔ تمام انسانوں میں حسے آپ کا حسن آپ کا جمال آپ کا کمال آپ کے خصائل آپ کے فضائل یکتا و عالی شان ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو اپنے نُورِ خاص سے تخلیق فرمایا اور یہ اُس وقت تخلیق فرمایا جب کائنات میں کسی شے کا وجود نہ تھا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کمالِ خلقت کا سب سے خوبصورت نمونہ سب سے عظیم تر ماڈل سب سے حسین تر سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات کو تخلیق فرمایا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو بے مثل و بے مثال بنایا نہ آپ کی مثل کوئی آیا نہ آپ کی مثال کوئی آئے گا۔

جسمِ اقدس کی نظافت دیکھئے
جسمِ بے سایہ کی عظمت دیکھئے
ہیں وہی مقصودِ رب کے دِلربا
صورتِ حق اِن کی صُورت دیکھئے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں !

رایتُ رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم فی لیلة اضحیان، فجعلت انظر الی رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم و الی القمر، و علیه حلة حمراء، فأذا هو عندی أحسن من القمر

ایک رات چاند پورے جوبن پر تھا اور اِدھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی تشریف فرما تھے۔ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سرخ دھاری دار چادر میں ملبوس تھے۔ اُس رات کبھی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسنِ طلعت پر نظر ڈالتا تھا اور کبھی چمکتے ہوئے چاند پر، پس میرے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاند سے کہیں زیادہ حسین لگ رہے تھے۔

(جامع ترمذی جلد ۵ ص ۱۱۸)(شمائل ترمذی جلد ۱ ص ۳۹)

(شعب الایمان جلد ۲ ص ۱۵۰)(ابن عساکر ج ۳ ص ۱۶۷)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

ما رایتُ من ذی لمۃ احسن فی حلّۃ حمراء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

میں نے کوئی زلفوں والا شخص سرخ جوڑا پہنے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ حسین نہیں دیکھا۔

(صحیح مسلم ج ۴ ص ۱۸۱۸)(سنن ابوداؤد ج ۴ ص ۸۱)

(سنن دارمی ج ۱ ص ۳۳)(سنن نسائی الکبریٰ ج ۵ ص ۴۱۲)

کوئی اُن کی مثیل کیسے ہو
حسنِ کامل مرے نبی کو مِلا
میرے آقا کے نُور سے مقصودؔ
نُور ہر اِک نبی ولی کو مِلا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے کسی شخص نے پوچھا!

اکان وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مثل السیف؟

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ مبارک تلوار کی مثل تھا؟

تو اُنہوں نے کہا!

لا. بل مثل القمر.

"نہیں"، بلکہ مثلِ ماہتاب تھا۔

(صحیح بخاری جلد ۳ ص ۱۳۰۴)(مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۲۸۱)

(ترمذی شریف ج ۵ ص ۵۹۸)(صحیح ابن حبان ج ۱۴ ص ۱۹۸)

دستِ قدرت نے ہے چمکایا حسیں تر چہرہ
والضحیٰ پیارے کا پیارا ہے منور چہرہ <مقصودؔ مدنی>

سرکارِ دوعالم نُورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس سراپا نُور تھی۔ آپ کے رُخِ انور سے تجلیات کا ظہور ہوتا تھا۔ جس کا مشاہدہ سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا نے بھی کیا اور آپ کی رضاعی والدہ حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے بھی کیا سیّدہ آمنہ سلام اللہ علیہا نے اِن انوار وتجلیات میں

شام کے محلات دیکھ لئے تھے حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا اپنا مشاہدہ یوں بیان کرتی ہیں۔

فاشفقتُ ان اوقظه من نومه لحسنه و جماله. فدنوتُ منه رويداً. فوضعتُ يدى على صدره فتبسّم ضاحكاً. ففتح عينيه ينظر الىّ. فخرج من عينيه نورٌ حتى دخل خلال السماء.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے حسن و جمال کی وجہ سے میں نے جگانا مناسب نہ سمجھا پس میں آہستہ سے ان کے قریب ہوگئی۔ میں نے اپنا ہاتھ ان کے سینہ مبارک پر رکھا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا کر ہنس پڑے اور آنکھیں کھول کر میری طرف دیکھنے لگے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں سے ایک نور نکلا جو آسمان کی بلندیوں میں پھیل گیا۔

(انوار المحمدیہ از امام نبہانی ص ۲۹)

نہ کوئی جھال جھل سکدا رُخِ انور دے جلوے دی
نبی سوہنا جے اِک پردہ وی رُخ دے اُتوں چاء دیندا (مقصود مدنی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ دلرُبا کو چاندی سے ڈھال کر بنائی گئی دِیدہ زیب اشیاء سے تشبیہ دیتے ہوئے حضرت انس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كانّما صِيغَ من فضة.

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مجموعی جسمانی حسن کے لحاظ سے) یوں معلوم ہوتے تھے گویا چاندی سے ڈھالے گئے ہیں۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۴۱) (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۹)

وہ ہیں اعظم وہ ہیں اکرم وہ ہیں ہادی وہ ولی
جسمِ اقدس اُن کا تھا جیسے ہو چاندی کی ڈلی
نُور کے سانچے میں تھا مقصودؔ ڈھالا جسمِ پاک
خوشبوئیں پھولوں کو اُن کے ہی بدن سے تھی ملی

اِمام زرقانی نے اپنی کتاب میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ایمان افروز قول نقل کیا ہے!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال مکمل طور پر ہم پر ظاہر نہیں کیا گیا اور اگر آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام حسن و جمال ہم پر ظاہر کر دیا جاتا تو ہماری آنکھیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلوؤں کا نظارہ کرنے سے قاصر رہتیں۔

(زرقانی شریف ج ۵ ص ۲۴۱)

ہیں وہ مقصودِ بے مثال آقا
کوئی اُن کی مثال کیا ہوگا
جس پہ ستر ہزار پردے ہوں
اُس کا ظاہر جمال کیا ہوگا

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمال مخلوق سے حجاب میں رکھا گیا ہے اس لئے کہ نورِ حقیقی کے جلوؤں کو دیکھنے کی آنکھوں کو تاب نہ تھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نورانیت کو مستور فرما دیا آنکہ اِنسانی آنکھ آپ کے وجودِ مسعود کا مشاہدہ کر سکے۔ ایک روایت کے مطابق آپ کی ذاتِ اقدس پر ستر ہزار حجابات تھے اور یہ حجاباتِ نُورانیہ لازم تھے اس لئے کہ انوار و تجلیات سے مزین سراجِ منیر کی طرف کون دیکھ سکتا تھا۔

آپ ایک تجزیہ کریں سورج کی طرف بغیر چشمہ لگا کر دیکھیں تو آنکھوں میں سورج کی ڈائریکٹ شعائیں آتی ہیں جن سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے سراج منیر کو حجابات میں بھیجا کہ انسانی آنکھیں خیرہ نہ ہو جاتیں۔

نہ کوئی جھال جھل سکدا رُخِ انور دے جلوے دی
نبی سوہنا جے اِک پردہ وی رُخ اُتوں جے چا دیندا

بعض ائمہ کا یہ کہنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا تمام حسن و جمال ہم (یعنی مخلوق) پر ظاہر نہیں کیا گیا نہایت ہی حسین و جمیل قول ہے۔

(جواہر البحار از امام نبہانی ج ۲ ص ۱۰۱)

ایک صحابی نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال جہاں آراد یکھا تو پکار اُٹھے۔

وَما کان احد احبّ الیّ مِن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم و لا اجل في عيني منه. و ما كنت اطيق ان املا
عيني منه اجلالا له و لو سئلت ان اصفه ما اطقت لاني لم
اكن املا عيني منه.

میرے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی شخص محبوب نہ تھا اور نہ ہی میری نگاہوں میں کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حسین تر تھا، میں حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس چہرہ کو اُس کے جلال و جمال کی وجہ سے جی بھر کر دیکھنے کی تاب نہ رکھتا تھا۔ اگر کوئی مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محامد و محاسن بیان کرنے کے لئے کہتا تو میں کیونکر ایسا کر سکتا تھا کیونکہ (حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ جہاں آرا کی چمک دمک کی وجہ سے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آنکھ بھر کر دیکھنا میرے لئے ممکن نہ تھا۔

(شفا شریف ج ۲ ص ۳۰)(مسلم شریف ج ۱ ص ۱۱۲)

(طبقات ابن سعد ج ۴ ص ۲۵۹)(مسند ابو عوانہ ج ۱ ص ۷۰)

قارئین! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے انور مظہر جلال و جمال حق تعالیٰ تھا اللہ تعالیٰ نے اپنے نُور کے جلوؤں سے اپنے محبوب کو نوازا تھا اسی لئے صحابہ کی وہ جماعت جو سب سے زیادہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قُربِ خاص میں رہی اُن کا مشاہدہ یہ ہے کہ ہمارے لئے ممکن نہ تھا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمال کو دیکھ سکیں۔ آدابِ محبت سے شناسا صحابہ کرام سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال جہاں آراء کے حوالہ سے اپنے اپنے مشاہدات بیان کرتے نظر آتے ہیں لیکن سب کا یہی مشاہدہ ہے کہ ہماری آنکھیں اس قابل نہ تھیں کہ آپ کے نُورانی جلوؤں کو برداشت کر سکتیں۔

لما نظرت الى انوارہ صلى الله عليه وآله وسلم وضعت
كفى على عيني خوفاً من ذهاب بصري.

میں نے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوار و تجلیات کا مُشاہدہ کیا تو اپنی ہتھیلی اپنی آنکھوں پر رکھ لی، اِس لئے کہ (رُوئے منوّر کی تابانیوں

سے) کہیں میں بینائی سے ہی محروم نہ ہو جاؤں۔

(جواہر البحار امام نبہانی ج ۲ ص ۴۵۰)

اللہ تبارک وتعالیٰ کے حبیب مکرم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نُور سب نُوروں پر فوقیت رکھتا ہے اس لئے کہ چاند کی چاندنی آپ کے نُور سے ہے سورج کی تابانی آپ کے نور سے ہے ستاروں کی جگمگاہٹ آپ کے نور سے ہے اس لئے کہ آپ کا نور ہر نور کا سرچشمہ ہے آپ کے نور سے ہر شے کا وجود ہے۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ جو کہ شاعرِ دربارِ رسالت بھی ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن وجمال، جودونوال، فضل وکمال کے شاہد بھی جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نُورانی جلوؤں کو دیکھتے ہیں تو پکار اُٹھتے ہیں!

وَ اَحۡسَنُ مِنۡكَ لَمۡ تَرَ قَطُّ عَيۡنِیۡ
وَ اَجۡمَلُ مِنۡكَ لَمۡ تَلِدِ النِّسَآءُ
خُلِقۡتَ مُبَرَّاً مِّنۡ كُلِّ عَيۡبٍ
كَاَنَّكَ قَدۡ خُلِقۡتَ كَمَا تَشَآءُ

اے محبوب ﷺ آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی دیکھا ہی نہیں۔اور آپ ﷺ سے زیادہ حسن وجمال کا پیکر کسی ماں نے جنا ہی نہیں آپ ﷺ ہر قسم کے عیب سے منزہ ومُبرّا اور پاک پیدا کیئے گئے ہیں گویا کہ آپ ﷺ جیسا چاہتے تھے ویسا ہی آپ ﷺ کو پیدا کیا گیا ہے۔

(دیوان حضرت حسان بن ثابت ص ۲۱)

اِک جھلک دیکھنے کی تاب نہیں عالم کو

قارئین! آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے نُور مجسم بنایا آپ کے انوار وتجلیات کو تمام عوالم سے مستور رکھا۔نُور کامل کو حجابات میں رکھنا اللہ کی مشیّت ہے اگر اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے انوار کو محجوب نہ رکھتا تو پھر یہ نظام عالم نہ چل پاتا انوار وتجلیات کی کثرت سے نظام روز وشب معطل

ہوجاتا۔ مخلوقات میں یہ سکت ہی نہ تھی کہ آپ کے حسن و جمال اور انوار و تجلیات کی کثرت کی تاب لاسکتی اِس بات کا اظہار حضرت عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ نے یوں فرمایا ہے۔

شیخ عبدالعزیز دباغ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نورِ کامل کو عرشِ عظیم پر ظاہر کر دیا جاتا تو وہ بھی پگھل جاتا۔ اِس طرح اگر تمام مخلوقات کو جمع کر کے اُن پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اَنوارِ مقدسہ کو ظاہر کر دیا جاتا تو وہ فنا ہوجاتے۔

(الابریز ص ۲۷۲)

جے کر جلوے اُتوں پردہ پاک حبیب اُٹھاوے
ویکھن والے ویکھ نہ سکے اپنا ہوش گواوے
آپ دی ہستی سمجھے کون تے کون بھلا سمجھاوے
گل مقصودؔ اوہ نور خدا دا کسے دی سمجھ نہ آوے

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سرِ انور سے لے کر قدمِ پاک تک نور ہی نور تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حُسن و جمال کا نظارہ کرنے والے کی آنکھیں چندھیا جاتیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسمِ اَطہر چاند اور سورج کی طرح منوّر و تاباں تھا۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جلوہ ہائے حسن لباس بشری میں مستور نہ ہوتے تو رُوئے منوّر کی طرف آنکھ بھر کر دیکھنا ناممکن ہوجاتا۔

(مدارج النبوت ج ا ص ۱۳۷)

بشر ہیں وہ مگر نوری بشر ہیں
سراجِ نور ہیں نورِ قمر ہیں
جو اُن کے نور کے ہوتے ہیں منکر
وہ ہیں مقصودؔ اندھے بے بصر ہیں

مولانا محمد شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے پیارے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ حسن و جمال عطا فرمایا

جس کی تعریف وتوصیف سے زبان عاجز ہے چہرۂ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن و جمال، خوبی و کمال کا مظہر ہے۔ آپ حسنِ کُل ہیں اور حُسنِ یوسف حُسنِ محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک تابش تھی اور دُنیا بھر کے حسین وجمیل حسنِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک جھلک ہیں حُسنِ بے مثال کا یہ عالم تھا کہ زبان کو عالمِ حیرت میں یہ کہنا پڑا۔

لم ارقبه ولا بعده مثله۔

ایسا حسین وجمیل تو ان سے قبل دیکھا گیا اور نہ ان کے بعد۔

حُسن ہے بے مثل صورت لاجواب
مَیں فدا تم آپ ہو اپنا جواب

قال ابو نعیم اعطی یوسف من الحسن ما فاق به الانبیاء والمرسلین بل والخلق اجمعین ونبینا صلی الله علیه وآله وسلم اوتی من الجمال ما لم یوته احد ولم یوت یوسف الا شطر الحسن و اوتی نبینا صلی الله علیه وآله وسلم جمیعه۔

حضرت ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام تمام انبیاء و مرسلین بلکہ تمام مخلوق سے زیادہ حسن و جمال دیئے گئے تھے مگر ہمارے نبی اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو وہ حسن و جمال عطا ہوا جو کسی اور مخلوق کو عطا نہیں ہوا یوسف علیہ السلام کو حسن و جمال ایک جز ملا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسنِ کُل دیا گیا۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۸۲)

صورت میں سب سے اعلیٰ سیرت میں سب سے بالا
مقصود مثل اُن کی کوئی نہ لا سکے گا

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ علماء محققین کے حوالے سے فرماتے ہیں!

ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسن و جمالِ اَوجِ کمال پر تھا۔ لیکن ربِ کائنات نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال کو صحابہ کرام رضی اللہ

عنہم پر مخفی رکھا، اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جمال پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ افروز ہوتا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے تاباں کی طرف آنکھ اُٹھانا بھی مشکل ہو جاتا۔

(جمع الوسائل ملا علی قاری ج ۲ ص ۹)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ایک دُوسرے مقام پر "قصیدہ بُردہ شریف" کی شرح میں لکھتے ہیں!

اگر خدائے رحیم وکریم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسمِ مبارک کی حقیقی برکات کو آج بھی ظاہر کر دے تو اُس کی برکت سے مُردہ زندہ ہو جائے، کافر کے کفر کی تاریکیاں دُور ہو جائیں اور غافل دل ذکرِ الٰہی میں مصروف ہو جائے لیکن ربِ کائنات نے اپنی حکمتِ کاملہ سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اِس اَنمول جوہر کے جمال پر پردہ ڈال دیا ہے، شاید ربِ کائنات کی یہ حکمت ہے کہ معاملات کے برعکس ایمان بالغیب پردہ کی صورت میں ہی ممکن ہے اور مشاہدۂ حقیقت اُس کے منافی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسن و جمال کو مکمل طور پر اِس لئے بھی ظاہر نہیں کیا گیا کہ کہیں نا سمجھ لوگ غلو کا شکار ہو کر معرفتِ الٰہی سے ہی غافل نہ ہو جائیں۔

(شرح قصیدہ بردہ۔ ملا علی قاری ص ۶۰)

اللہ نے حضور کا جمال مخفی رکھا ہے

حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ کو خواب میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی تو اُنہوں نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! زنانِ مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر اپنے ہاتھ کاٹ لئے اور بعض لوگ اُنہیں دیکھ کر بیہوش بھی ہو جاتے تھے، لیکن کیا سبب ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر ایسی کیفیات طاری نہیں ہوتیں۔ اس پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

میرے اللہ نے غیرت کی وجہ سے میرا جمال لوگوں سے مخفی رکھا ہے، اگر وہ کما حقہ آشکار ہو جاتا تو لوگوں پر محویت و بے خودی کا عالم اِس سے کہیں

بڑھ کر طاری ہوتا جو حضرت یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا کرتا تھا۔

(الدر الثمین۔ از شاہ ولی اللہ ص ۳۹)

حضرت یوسفؑ کا حُسن ایک جز ہے

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو حسن و جمال عطا فرمایا اُس کی نظیر اور مثال ممکن ہی نہیں اس لئے کہ جس حسین کو بھی حُسن عطا ہوا آپ کے حسن و جمال کا جُز ہی عطا ہوا حسن یوسف مثال حسن ہے جس کو دیکھ کر لوگوں کی بھوک اور پیاس مِٹ جاتی تھی وہ بھی آپ ہی کے حسن و جمال کا ایک جز تھا حُسنِ یوسف دیکھ کر زنانِ مصر نے انگلیاں تراش لیں اگر میرے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا حسن و جمال ظاہر ہو جاتا تو لوگوں کی بے خودیا کا کیا عالم ہوتا اس کو بیان کرتے ہوئے ابو محمد عبدالجلیل القصری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

> حضرت یوسف علیہ السلام اور دیگر حسینانِ عالم کا حسن و جمال حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن و جمال کے مقابلے میں محض ایک جز کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسم مبارک کی صورت پر پیدا کئے گئے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن کو ہیبت اور وقار کے پردوں سے نہ ڈھانپا ہوتا اور کفار و مشرکین کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دیدار سے اندھا نہ کیا گیا ہوتا تو کوئی شخص آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف ان دنیاوی اور کمزور آنکھوں سے نہ دیکھ سکتا۔

(مطالع المسرات ص ۳۹۴)

حسن یُوسف کو جو ملا مقصودؔ
ایک جز ہے وہ حسنِ احمد کا

جمالِ محبوب پردہ ہائے نُور میں

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوبِ مکرم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن و جمال کو اس لئے بھی مخفی رکھا کہ انسانی آنکھیں اِن انوار وتجلیات کو برداشت کرنے کی طاقت

ہی نہیں رکھتیں جو انوار و تجلیات آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے گئے ہیں۔

بعض بدعقیدہ لوگ آج بہت ہی شور مچاتے ہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نور ہونے پر اعتراضات کرتے ہیں اور آپ کو محض بشر کہتے ہیں اُن کو چاہیے کہ اپنے بڑے علماء کی تحریریں پڑھیں اور دیکھیں کہ اِس مسئلہ میں اُن کا عقیدہ کیا ہے مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب کا آغاز ہی نُورِ محمدی کے باب سے کیا ہے اور اپنی کتاب نشر الطیب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جمال جہاں آراء کے پردہ ہائے نُور میں مستور ہونے کو ان الفاظ سے بیان کیا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی شیم الحبیب کے حوالے سے اِس بات کی تائید یوں کرتے ہیں!

> میں کہتا ہوں کہ (باوجود ایسے حسن و جمال کے) عام لوگوں کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر اُس طور پر عاشق نہ ہونا جیسا حضرت یوسف علیہ السلام پر عاشق ہوا کرتے تھے بسبب غیرتِ الٰہی کے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جمال جیسا تھا غیروں پر ظاہر نہیں کیا، جیسا خود حضرت یوسف علیہ السلام کا جمال بھی جس درجہ کا تھا وہ بجز حضرت یعقوب علیہ السلام یا زلیخا کے اوروں پر ظاہر نہیں کیا۔

(نشر الطیب، اشرف علی تھانوی ص ۲۱۷)

میرے اُستاذی المکرّم حضرت علّامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حقیقت کا اظہار یوں فرمایا ہے!

خدا کی غیرت نے ڈال رکھے ہیں تجھ پہ ستر ہزار پردے
جہاں میں بن جاتے طور لاکھوں جو اِک بھی اُٹھتا حجاب تیرا

حُسن و جمال کا پرتو ہی دیکھا ہے

قارئین غور فرمائیں! وہ اصحابِ رسول جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قُربِ خاص میں ہے اور ایک وہ مستانہ جو ساری عمر ظاہراً آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر نہ ہوسکا وہ کہتا ہے وہ دیوانہ جس نے ظاہری زیارت نہ کی باطن کی آنکھ سے جلوہ ہائے محبوب کو دیکھ رہا ہے اور

اُس حقیقتِ حال کو بیان کر رہا ہے کہ کسی نے بھی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقیقی حسن و جمال اور آپ کے انوار و تجلیات کا مشاہدہ نہیں کیا بلکہ آپ کے جمال کا عکس دیکھا ہے آئیں مکمل روایت ملاحظہ فرمائیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وِصال کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے ملاقات کے لئے اُن کے آبائی وطن 'قرن' پہنچے اور اُنہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا فرمان سنایا۔ اثنائے گفتگو حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ نے دونوں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ کیا تم نے کبھی فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دِیدار بھی کیا ہے؟ اُنہوں نے اِثبات میں جواب دِیا تو مسکرا کر کہنے لگے!

لَمْ تَرَيَا مِنْ رَسولِ اللهِ صلی الله علیه وآله وسلم اِلَّا ظِلَّه.

تم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن و جمال کا محض پرتو دیکھا ہے۔

(جواہر البحار ج ۳ ص ۶۷)

عرفانِ محبوب حاصل نہ ہوا

جمع الوسائل میں لکھا ہے کہ کسی شخص کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی معرفت حقیقی حاصل نہیں ہو سکی اس لئے کہ بشریت کے حجاب نے ان کی آنکھوں پر پردہ کیا ہوا تھا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ جبریل علیہ السلام جن کی حقیقت نُور ہے وہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کامل معرفت حاصل نہ کر سکے۔ ہم یہ بات اپنی طرف سے نہیں کہتے بلکہ حدیثِ جبریل اس پر گواہ ہے کہ جب جبریل علیہ السلام نے حجابِ نور کے ستارہ کی بات کی تو آپ نے فرمایا حجاب عظمت پر طلوع ہونے والا وہ ستارہ (محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی ہوں) اس حقیقت کو بعض صوفیا نے بھی بیان کیا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ بعض صوفیا کرام کے حوالے سے فرماتے ہیں!

قال بعض الصوفية! أكثر الناس عرفوا الله عزوجل و ما عرفوا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، لانّ حجابَ البشريّة غطّت ابصارَهم.

بعض صوفیا فرماتے ہیں! اکثر لوگوں نے اللہ ربّ العزت کا عرفان تو

حاصل کرلیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عرفان اُنہیں حاصل نہ ہوسکا اِس لئے کہ بشریت کے حجاب نے اُن کی آنکھوں کو ڈھانپ رکھا تھا۔

(جمع الوسائل۔ ملا علی قاری ج ۱ ص ۱۰)

مظہرِ کمالاتِ ربانیہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حُسن و جمال، فضل و کمال اِسی لئے سب سے اعلیٰ و یکتا ہے کہ آپ کی ذات اللہ رب العزت کی ذاتِ والا صفات کا عکسِ منور اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے کمالات کی مظہر ہے۔ اگر آدم علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی خلافت و نیابت حاصل ہوئی تو آپ ہی کی ذاتِ اقدس کے صدقے حضرت نُوح علیہ السلام کو نجابت حاصل ہوئی تو آپ ہی کے نُور کے صدقے بلکہ جس کو جو کچھ بھی مِلا آپ ہی کی بدولت ملا اور یہ بات بھی نہایت اہم ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات میں اللہ تبارک وتعالیٰ کی شان کا ظہور ہوا اور اِسی کو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یوں بیان کیا ہے!

> تمام انبیاء و رُسل علیہم السلام تخلیق میں اللہ ربّ العزت کے اَسمائے ذاتیہ کے فیض کا پرتو ہیں اور اولیاء (اللہ کے) اَسمائے صفاتیہ کا اور باقی تمام مخلوقات صفاتِ فعلیہ کا پرَتو ہیں لیکن سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تخلیق ذاتِ حق تعالیٰ کے فیض سے ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کی ذات میں اللہ ربّ العزت کی شان کا بالذّات ظہور رہا۔

(مدارج النبوت ج ۲ ص ۷۷۱)

اِسی حقیقت کو شارحِ بخاری نے یوں بیان کیا ہے!

> لمّا تعلّقت إرادة الحق تعالى بإيجاد خلقه و تقدير رزقه، أبرز الحقيقة المحمدية من الأنوار الصمدية في الحضرة الأحدية، ثم سلخ منها العوالم كلها علوها و سفلها على صورة حكمه.

> جب خدائے بزرگ و برتر نے عالمِ خلق کو ظہور بخشنے اور اپنے پیمانۂ عطا کو جاری فرمانے کا ارادہ کیا تو اپنے انوارِ صمدیت سے براہ راست حقیقتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بارگاہِ احدیت میں ظاہر فرمایا اور پھر اس ظہور

کے فیض سے تمام عالم پست و بالا کو اپنے امر کے مطابق تخلیق فرمایا۔

(مواہب اللدنیہ قسطلانی ج ۱ ص ۵۵)

سب سے بڑھ کر بات

قارئین! سب سے بڑھ کر یہ کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ذات کی حقیقت کے حوالہ سے خود فرما دیا کہ ہمارے بارے میں کوئی بھی کچھ نہیں جان سکتا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہماری حقیقت کو لوگوں سے مخفی رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی حقیقت اور اپنی ذات کے حوالہ سے جو بات ارشاد فرمائی ہے اس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کائناتِ عالم میں کسی کو یہ خبر نہیں ہو سکی کہ آپ کی حقیقت کیا ہے اس بات پر بھی غور ضروری ہے کہ یہ بات کس سے کہی جا رہی ہے اس سے جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قربِ خاص میں تھے یعنی خلیفہ اول حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں۔

اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا!

یا ابابکر! والذی بعثنی بالحق! لم یعلمنی حقیقة غیر ربی.

اے ابوبکر! قسم ہے اُس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا،
میری حقیقت میرے پروردگار کے سوا کوئی دُوسرا نہیں جانتا۔

(مطالع المسرات ص ۱۲۹)

جمالِ سرکارِ ہر دو عالم رہا ہے مخفی رہے گا مخفی
کوئی حقیقت مرے نبی کی نہ پا سکا ہے نہ پا سکے گا
مثالِ احمد نہیں ہے مقصودؔ اُن کی مولا نے جب بنائی
سراپا اُن کا بیان میں کوئی لا سکا ہے نہ لا سکے گا

(محمد مقصود مدنی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان مذکورہ بالا تمام اَقوال کی نہ صرف توثیق کرتا ہے بلکہ اُن پر مہرِ تصدیق بھی ثبت کرتا ہے۔

امام ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

جس کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اَوصاف بیان کیئے بطور تمثیل ہی کیئے ہیں، اُن کی حقیقت اللہ کے سوا کوئی دوسرا نہیں جانتا۔

(مواہب اللدنیہ علی الشمائل المحمدیہ ص ۱۹)

امام علی بن برہان الدین حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفاتِ ظاہرہ کے حقائق کا اِدراک بھی ممکن نہیں۔

(سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۴۳۴)

حضور سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس کی کُنہ کو نہ کوئی جان سکا ہے نہ جان سکے گا آپ کی حقیقت کائناتِ عالم کی نگاہوں سے مخفی ہے اِس لئے محدثین محققین اور صوفیاء عظام اپنی تحریروں میں اِسی بات کا اظہار کرتے نظر آتے ہیں کہ حضور سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حقیقت کو کوئی بھی نہیں جان سکا جس نے جو کچھ بھی بیان کیا ہے اپنے فہم اور اپنی عقل کے مطابق بیان کیا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی روایات کو لے لیجئے جب وہ سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سراپا مبارک کو بیان کرتے ہیں تو اپنے اپنے زاویہء محبت سے بیان کرتے ہیں اسی طرح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اعضائے مبارکہ کی خوبصورتی اور دلکشی کا ذکر اپنے اپنے پیرایۂ اظہار سے کرتے ہیں۔

شعرائے کرام کو دیکھیں وہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اخلاقِ حسنہ آپ کے فضل وکمال اور آپ کے خصائص کا ذکر اپنے اپنے شعور کے مطابق کرتے نظر آتے ہیں جس سے یہ بات بخوبی آشکار ہوجاتی ہے کہ جس جس کو جتنی معرفتِ رسالت حاصل تھی اُس نے اُسی قدر بیان کیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلند مرتبہ مقام اور آپ کے اوصاف کے حوالہ سے امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے مواہب الدنیہ میں لکھا ہے! اَسلاف نے آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اَوصاف کا جو تذکرہ کیا ہے یہ بطورِ تمثیل ہے، ورنہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس اور مقام اُس سے بہت بلند ہے۔ (مواہب اللدنیہ امام قسطلانی ج ۱ ص ۲۴۹)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں! اُن کی حقیقت پروردگارِ عالم کے سوا کوئی دُوسرا نہیں جانتا۔ جس نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توصیف بیان کی اُس نے اپنے فہم

وفراست کے مطابق بیان کی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اَقدس تمام اہلِ عالم کی فہم و دانش سے بالا ہے۔ (شرح فتوح الغیب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی ص ۳۴۰)

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! کسی شخص کا اِیمان اُس وقت تک مکمل ہی نہیں ہوسکتا جب تک وہ یہ اِعتقاد نہ رکھے کہ بلاشبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وُجودِ اَقدس میں ظاہری وباطنی محاسن وکمالات ہر شخص کی ظاہری وباطنی خوبیوں سے بڑھ کر ہیں۔

(جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۰)

آپ کی مثل کوئی نہیں

وہ اہلِ ایمان جن کے قلوب نُورِ معرفت سے درخشاں ہیں وہ اِس بات پر متفق ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تخلیق وتزئین خاص انداز سے فرمائی ہے۔ آپ کی ذاتِ والاصفات کا اِدراک محالات سے ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو جو خصوصیات عطا فرمائی ہیں وہ سب سے جُدا ہیں نہ آپ کی مثیل کوئی ہوسکا نہ کوئی ہو سکے تا آپ کے جسم اقدس کے اِعجازات وکمالات کی مثال نہ ہونا آپ کی محبوبیت کا خاص ہے۔

شیخ اِبراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! مسلمانانِ عالم اِس بات پر متفق ہیں کہ ہر شخص کے لئے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا ضروری ہے کہ ربِ کائنات نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدنِ اطہر کو اِس شان سے تخلیق فرمایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور آپ کے بعد کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مثل نہ بنایا۔

(شمائل محمدیہ بیجوری ص ۱۴)

کیا عقیدہ رکھیں

مسلمانانِ عالم کا یہی عقیدہ وایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے خصائص وکمالات میں یکتا ہیں کائناتِ عالم میں کسی کو وہ شرف حاصل نہیں جو آپ کو حاصل ہے کسی کو وہ مقام حاصل نہیں جو آپ کو حاصل ہے کسی کو وہ قرب ووصال حاصل نہیں جو آپ کو حاصل ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے جسم اقدس کو اپنے نُور سے تخلیق فرما کر یہ اعلان فرمادیا کہ میرے محبوب کے وجود کی مثیل ونظیر ممکن ہی نہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں! اِیمان کی تکمیل کے لئے اِس بات پر

اِیمان لانا ضروری ہے کہ ربِ کائنات نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وُجودِ اقدس حسن و جمال میں بے نظیر و بے مثال تخلیق فرمایا ہے۔

(جامع الصغیر ج ۱ ص ۲۷)

مومن پر واجب ہے

حافظ ابنِ حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اقدس کی تخلیق وتزئین کے حوالہ سے یہ پیغام دیتے ہیں کہ مومن کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ حضور سیدِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو کامل ومکمل واکمل اور تمام کائنات سے احسن واجمل تسلیم کرے اور تمام حسینانِ عالم کو آپ سے کم تر جانے بلکہ اُنہوں نے تو یہ فرمایا ہے کہ مسلمان پر یہ واجب ہے کہ وہ یہی ایمان رکھے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر حسین کوئی نہیں وہ فرماتے ہیں! اے مسلمان! تیرے اُوپر واجب ہے کہ تو اِس اِعتقاد کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اِیمانِ کامل کا تقاضا سمجھے کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم مبارک کو حسین وجمیل اور کامل بنایا ہے اُس طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے یا بعد میں کسی بھی شخص کو نہیں بنایا۔

(جواہر البحار از امام نبھانی ج ۲ ص ۱۰۱)

اِمام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں! یہ یقینی اور قطعی بات ہے کہ اِیمان کی تکمیل کے لئے (بندۂ مومن کا) یہ اِعتقاد رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہ تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے اور نہ بعد میں ہی کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل حسین وجمیل بنایا۔

(مواہب اللدنیہ امام قسطلانی ج ۱ ص ۲۴۸)

اِمام عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! تمام علماء نے اِس اَمر کی تصریح کر دی ہے کہ کسی اِنسان کا اِیمان اُس وقت تک کامل نہیں ہوسکتا جب تک وہ یہ عقیدہ نہ رکھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اَقدس میں پائے جانے والے محامد ومحاسن کا کسی دُوسرے شخص میں موجود ہونا ممکن ہی نہیں۔ (شرح شمائل مناوی ج ۱ ص ۲۲)

ہیں مرے پیارے محمد بے نظیر و بے مثال
اُن کی عظمت کر سکے کوئی بیاں ہے یہ محال
نُور تھا اُن کا خمیر اور اُن کی خلقت تھی بشر
اُن کو تھے مقصود اللہ نے دیئے سارے کمال

فِدَاكَ كُلُّ شَیءٍ یَارَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا

حُلیہ مبارک

اُن کی عظمت کو بیاں کیسے کروں
حسن کامل کو عیاں کیسے کروں
میرا ہے مقصود ہر اک لفظ خام
سوچ کو پھر ترجماں کیسے کروں

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جمالِ مبارک کو کامل طور پر جان لینا ناممکنات میں سے ہے۔سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سراپا مبارک کی کامل تصویر کشی کسی کے بس کی بات نہیں یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جنھوں نے سرکارِ دوعالم، نُورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا اور آپ کے سراپائے انور کو بیان کیا لیکن روایات میں ہر ایک کا زاویۂ نگاہ اُن کی وسعت کے مطابق ہے، بہر حال صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا یہ احسان کم تو نہیں کہ اُنھوں نے سیدِ عالم کے کمالاتِ باطنیہ آپ کے علوم ومعارف، آپ کے اُسوۂ حسنہ، آپ کے حسن و جمال اور آپ کی حیاتِ طیبہ کو آنے والی نسلوں تک منتقل کرنے کا عظیم فریضہ سرانجام دیا۔

عاشقانِ مصطفےٰ پر صحابہ کرام کی مبارک جماعت کا عظیم احسان ہے کہ انہوں نے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حسن و جمال، فضل وکمال اور خط وخال کو بڑی باریک بینی سے بیان فرمایا، یہی احادیث وروایات اہلِ سیر کے لئے اور اہلِ محبت کے لئے وہ عظیم خزانہ ہیں جن کی بدولت ہم آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سراپائے جمال کی تصویر دیکھ سکتے ہیں۔

سراپائے مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم از علی المرتضیٰ علیہ السلام

مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے حسن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے اوصافِ حمیدہ اور آپ کے اعضائے نُورانیہ کے حوالہ سے یوں بیان فرمایا ہے!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد بلکہ میانہ قد کے تھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بال مبارک نہ بالکل پیچدار تھے نہ بالکل سیدھے بلکہ کچھ گھنگھریالے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ اطہر میں فربہ پن نہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ مبارک (بالکل گول نہ تھا بلکہ اُس) میں تھوڑی سی گولائی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ سفید سرخی مائل تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک آنکھیں نہایت سیاہ تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پلکیں دراز تھیں۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔کندھوں کے سرے اور درمیان کی جگہ پُر گوشت تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدنِ اقدس پر زیادہ بال نہ تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھیلیاں اور پاؤں مبارک پُر گوشت تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو قدموں کو قوت سے اُٹھاتے گویا نیچے اُتر رہے ہوں۔جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی کی طرف متوجہ ہوتے پورے بدن کو پھیر کر توجہ فرماتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں،

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ سخی دل والے اور سب سے زیادہ سچی زبان والے،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ نرم طبیعت والے اور خاندان کے لحاظ سے سب سے زیادہ افضل تھے۔جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اچانک دیکھتا پہلی نظر میں مرعوب ہو جاتا، جوں جوں قریب آتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانوس ہو جاتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرنے لگتا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ بیان کرنے والا یہی کہہ سکتا ہے کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسا پہلے دیکھا نہ بعد میں۔

(جامع ترمذی ج ۵ ص ۵۹۹)(شعب الایمان بیہقی ج ۲ ص ۱۵۰)

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۴)(شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۲)

شان و عظمت مصطفٰے کی اور بیان مرتضٰی
یہ روایت پڑھ کے مل جاتی ہے آنکھوں کو ضیاء
دیکھا ہے مقصودؔ جلوہ مرتضٰی کی آنکھ نے
دیکھ پایا کوئی نہ یوں جلوۂ نور خدا

ہند بن ابی ہالہ اور سراپائے رسول

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے نواسے سیدنا اِمام حسن مجتبیٰ علیہ السلام اپنے ماموں جان حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں!

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم المرتبت اور بارعب تھے،
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا،
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قد مبارک متوسط قد والے سے کسی قدر طویل تھا لیکن لمبے قد والے سے نسبتاً پست تھا۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ اقدس اعتدال کے ساتھ بڑا تھا،
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک قدرے بل کھائے ہوئے تھے، سر کے بالوں میں سہولت سے مانگ نکل آتی تو رہنے دیتے ورنہ مانگ نکالنے کا اہتمام نہ فرماتے، جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک زیادہ ہوتے تو کانوں کی لو سے متجاوز ہو جاتے تھے،
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک چمکدار، پیشانی کشادہ، ابرو خمدار، باریک اور گنجان تھے، ابرو مبارک جدا جدا تھے، ایک دُوسرے سے ملے ہوئے نہیں تھے۔ دونوں کے درمیان ایک مبارک رگ تھی جو حالتِ غصہ میں ابھر آتی۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بینی مبارک مائل بہ بلندی تھی اور اُس پر ایک چمک اور نور تھا، جو شخص غور سے نہ دیکھتا وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلند بینی والا خیال کرتا۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک گھنی تھی، رخسار مبارک ہموار (اور ہلکے) تھے، دہن مبارک اِعتدال کے ساتھ فراخ تھا، سامنے کے دانتوں میں قدرے کشادگی تھی۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سینے سے ناف تک بالوں کی ایک باریک لکیر تھی۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن مبارک اتنی خوبصورت اور باریک تھی (جیسے کسی گوہرِ آبدار کو تراشا گیا ہو اور) وہ رنگ وصفائی میں چاندی کی طرح سفید اور چمکدار تھی۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضاء مبارک پُر گوشت اور معتدل تھے اور ایک دُوسرے کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیٹ مبارک اور سینہ مبارک ہموار تھے (لیکن) سینۂ اقدس فراخ (اور قدرے اُبھرا ہوا) تھا،

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں شانوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوڑوں کی ہڈیاں قوی تھیں،

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن مبارک کا جو حصہ کپڑوں سے باہر ہوتا روشن نظر آتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناف اور سینہ کے درمیان ایک لکیر کی طرح بالوں کی باریک دھاری تھی (اور اس لکیر کے علاوہ) سینۂ اقدس اور بطن مبارک بالوں سے خالی تھے، البتہ بازوؤں، کندھوں اور سینہ مبارک کے بالائی حصہ پر کچھ بال تھے،

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلائیاں دراز تھیں اور ہتھیلیاں فراخ، نیز ہتھیلیاں اور دونوں قدم پُر گوشت تھے،

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ پاؤں کی انگلیاں تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تلوے قدرے گہرے اور قدم ہموار اور ایسے صاف تھے کہ پانی ان سے فوراً ڈھلک جاتا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو قوت سے قدم اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے، زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبک رفتار تھے اور قدم ذرا کشادہ رکھتے، (چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھاتے تھے)۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی طرف توجہ فرماتے تو مکمل متوجہ ہوتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر پاک اکثر جھکی رہتی اور آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی، گوشۂ چشم سے دیکھنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی۔

چلتے وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو آگے کر دیتے اور جس سے ملتے سلام کہنے میں خود ابتدا فرماتے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۳۰) (شمائل رسول ابن کثیر ص ۵۰)

(دلائل النبوۃ بیہقی ج ۱ ص ۲۸۶) (شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۵)

اعتدال وکمال کا شاہکار وجود

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سراپائے انور کے حوالہ سے درج کی گئی اِن احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے اعضائے مبارکہ میں حددرجہ کا اعتدال وکمال تھا یہ اعتدال و کمال اور حُسن و جمال کیوں نہ ہوتا جب کہ خالق اپنے شاہکار کو اپنا آئینۂ جمال بنا کر پیش کر رہا ہو۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے حُسن و جمال اور آپ کی وجاہت وکمال کا جو نقشہ پیش کیا ہے وہ اپنی وسعتِ خیال کے مطابق پیش کیا ہے ورنہ آپ کا حُسن لفظوں میں سمویا ہی نہیں جا سکتا۔

اُن کی عظمت کو بیاں کیسے کروں
حسن کامل کو عیاں کیسے کروں
میرا ہے مقصود ہر اک لفظ خام
سوچ کو پھر ترجماں کیسے کروں

اُمِّ معبد کی روایت

حضرت ام معبد رضی اللہ عنہا سے بھی مروی ہے۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرماتے ہوئے ایک ایسے مقام پر پڑاؤ کیا جہاں ایک پختہ عمر عورت کا خیمہ تھا۔ وہ اکثر مسافروں کی میزبانی کے فرائض بھی سرانجام دیا کرتی تھی۔ جس روز حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گزر وہاں سے ہوا، اس کا شوہر ریوڑ چرانے کے لئے باہر گیا ہوا تھا، گھر میں صرف ایک لاغر بکری تھی جو ریوڑ کے ساتھ جانے سے قاصر تھی۔ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے معجزتاً اس بکری کا دودھ دوہنا شروع کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھوں کے لمس سے اُس بکری کے خشک تھنوں میں اِتنا دودھ بھر آیا کہ وہاں موجود تمام لوگ سیر ہو گئے مگر دودھ تھا کہ ختم ہونے کا نام ہی نہ لیتا تھا۔ اُمِ معبد کا شوہر بکریاں چرانے کے بعد واپس آیا تو گھر میں دودھ سے لبالب برتن دیکھ کر دنگ رہ گیا۔ اس موقع پر اُم معبد نے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہا!

میں نے ایک ایسا شخص دیکھا جس کا حسن نمایاں اور چہرہ نہایت ہشاش بشاش (اور خوبصورت) تھا اور اَخلاق اچھے تھے۔

نہ رنگ کی زیادہ سفیدی اُنہیں معیوب بنا رہی تھی اور نہ گردن اور سر کا پتلا ہونا اُن میں نقص پیدا کر رہا تھا۔

بہت خوبرو اور حسین تھے۔

آنکھیں سیاہ اور بڑی بڑی تھیں اور پلکیں لمبی تھیں۔

اُن کی آواز گونج دار تھی۔

سیاہ چشم وسرگین، دونوں ابرو باریک اور ملے ہوئے تھے۔

بالوں کی سیاہی خوب تیز تھی۔

گردن چمکدار اور ریش مبارک گھنی تھی۔

جب وہ خاموش ہوتے تو پُروقار ہوتے اور جب گفتگو فرماتے تو چہرہ اقدس پُرنور اور بارونق ہوتا۔ گفتگو گویا موتیوں کی لڑی، جس سے موتی جھڑ رہے ہوتے۔ گفتگو واضح ہوتی، نہ بے فائدہ ہوتی نہ بیہودہ۔

دُور سے دیکھنے پر سب سے زیادہ بارعب اور جمیل نظر آتے۔ اور قریب سے دیکھیں تو سب سے زیادہ خوبرو، (شیریں گفتار اور) حسین دکھائی دیتے۔

قد درمیانہ تھا، نہ اِتنا طویل کہ آنکھوں کو برا لگے اور نہ اتنا پست کہ آنکھیں معیوب جانیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو شاخوں کے درمیان ایک شاخ تھے جو خوب سرسبز وشاداب اور قدآور ہو۔

ان کے ساتھی ان کے گرد حلقہ بنائے ہوئے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ فرماتے تو وہ ہمہ تن گوش ہو کر غور سے سنتے اور اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حکم دیتے تو وہ فوراً اسے بجالاتے۔ سب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خادم تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نہ ترش رو تھے اور نہ ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی مخالفت کی جاتی۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۱۰) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۳۰)

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۰)

بصیرت افروز مشاہدہ

حضرت اُمِ معبد رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے سرکارِ دوعالم نُورِ مجسّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جو حُلیہ مبارک بیان فرمایا ہے اُس سے اُس بی بی کے حُسنِ نظر اور بصیرتِ باطنیہ کا اظہار ہوتا ہے آپ غور فرمائیں کہ اُس پاکیزہ صفت خاتون نے جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کیا تو آپ کے خصائص و کمالات کو پہچان کر اور آپ کے نُورانی جسم اقدس کے ہر زاویہ کو اِس انداز سے بیان کیا ہے جیسے کہ وہ خاتون عرصہ دراز سے آپ کے جمالِ جہاں آراء کا مشاہدہ کرتی رہی ہے۔

یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سراپا مبارک کا اعجاز ہے کہ آپ کو دیکھنے والا اپنی پہلی نظر سے یہ جان جاتا کہ وہ کسی باکمال ہستی سے مُلاقات کا شرف حاصل کر رہا ہے۔

صدیاں گزر گئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا تذکرہ ہوتا آیا ہے لیکن کوئی شخص بھی کما حقہ آپ کے کمالات کو بیان کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکا۔ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حُسن ظاہری کو بیان کرنا ناممکن ٹھہرا تو آپ کے جمالِ باطنی کا ذکر کون کرسکتا ہے۔ بہرحال اِس ذکرِ سراپائے انور سے اپنے قلوب کو تسکین دینا اہلِ محبت کی اولین خواہش رہی ہے یہی وجہ ہے آپ کے شمائل و خصائل کے حوالہ سے بے شمار کتب تحریر ہوچکی ہیں اور قیامت تک ہوتی رہیں گی لیکن کوئی انسان کما حقہ آپ کے حسن و جمال کو لفظوں میں مرقوم نہیں کرسکتا۔

اُن کے حسن و جمال کی باتیں
اُن کے خُدا اور خال کی باتیں
کون سرد کرسکے گا بیاں
اُس حسین بے مثال کی باتیں

جسمِ اقدس کی رنگت

حضور سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ اقدس سرتا پا نُور ہی نُور تھا آپ کے وجود سے کائناتِ عالم کی ہر شے کو وجود ملا مظاہر عالم میں آپ ہی کے نُور کا ظہور ہے اللہ تعالیٰ نے آپ کے پیکرِ نورانی کو وہ خوبصورتی عطا فرمائی جو کسی اور کے حصہ میں نہ آئی۔

آپ کے جسمِ اقدس کی رنگت میں بھی یکتائی کا اظہار نظر آتا ہے آپ کا وجودِ مبارک ہر پہلو اور ہر زاویہ سے اعلیٰ و یکتا ہے اہلِ عشق اپنی اپنی نظر اور اپنے اپنے شعور کے مطابق آپ کے حسن و جمال کو بیان کرتے نظر آتے ہیں آپ کی رنگت کی ملاحت و نمکینی کو اپنے اپنے ادراک و سوچ کے مطابق بیان کرتے ہیں کچھ روایات پیشِ خدمت ہیں!

سب سے زیادہ پُرنور

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں!

كان أنورهم لونا.

”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رنگ روپ کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ پُرنور تھے۔“

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۰۰)

سب انسانوں سے خوبصورت رنگت

حضرت انس رضی اللہ عنہ جسمِ اطہر کی رنگت کے بارے میں بیان کرتے ہیں!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أحسن الناس لونا.

”حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رنگت کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔“

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۵) (سیرۃ النبویہ ابن عساکر ج ۱ ص ۳۲۱)

چمکدار رنگت

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أزهر اللون.

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رنگ سفید چمکدار تھا۔''

(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۱۵) (مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۲۲۸)

تھی اُن کی ایسی ملیح رنگت
گلاب جیسے کھلا ہوا ہو
جھلک جو یوسف بھی دیکھے مقصودؔ
رسولِ رحمت پہ خود فدا ہو

جمالِ رنگِ حبیب

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

ولا بالأبيض الأمهق وليس بالادم.

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رنگ نہ تو بالکل سفید اور نہ ہی گندمی تھا۔''

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۳۰۳) (سنن الکبریٰ نسائی ج ۵ ص ۴۰۹)

(جامع ترمذی ج ۵ ص ۵۹۲) (جامع الصغیر ج ۱ ص ۲۰۵)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رنگت ملیح تھی جس سے حسن کی تمکینی کا احساس ہوتا یعنی آپ کا رنگ آنکھوں کو نُور اور دِلوں کو سرور دیتا تھا۔

کملی والے مصطفےٰ کی شان و عظمت خوب ہے
ہر حوالے سے مرے آقا کی رفعت خوب ہے
والضحیٰ مقصودؔ چہرہ ہے رسولِ پاک کا
سید کونین کی نورانی رنگت خوب ہے

سفید اور جاذبِ نظر رنگت

حضور سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مرقعِ حُسن و جمال تھے آپ کو بدرِ الدجیٰ یعنی چودھویں کا چاند کہہ کر خراجِ عقیدت پیش کیا گیا ہے اور مدینہ طیبہ کی بچیوں نے جب آپ کا استقبال کیا تو یہ اشعار پڑھے!

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَيْنَا مِنْ ثَنِيَاتِ الْوَدَاع
وَجَبَ الشُّكْرُ عَلَيْنَا مَا دَعَا لِلّٰهِ دَاع

وداع کی گھاٹیوں سے ہم پر ایک بدرِ منیر طلوع ہوا ہے اس لازوال نعمت کے لئے ہم پر شکر گذاری لازم ہے۔

آپ کی خوبصورت رنگت بھی یکتا و باکمال ہے کیونکہ آپ کے رُوئے اقدس میں ذاتِ الٰہی کا جمال ہے آپ کا رنگ حسن و ملاحت کا گنجینہ ہے اہلِ محبت نے اپنے اپنے انداز میں آپ کے جلوۂ حسن و جمال کو بیان کیا ہے آپ کی رنگت کے حوالہ سے حضرت جریر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوطفیل رضی اللہ عنہ کو جب یہ کہتے سنا!

"میں نے سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل کیا ہے اور آج میرے سوا پوری دنیا میں کوئی ایسا شخص موجود نہیں جسے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کا شرف نصیب ہوا ہو۔ تو میں نے (اُن سے) عرض کی، آپ نے سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کیسا دیکھا؟ تو اُنہوں نے میرے سوال کے جواب میں فرمایا!" حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک سفید، جاذبِ نظر اور قد میانہ تھا"

اسی روایت کو امام ترمذی نے بھی بیان کیا ہے!

كان أبيض مليحا مقصداً.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رنگ مبارک سفید، جاذب نظر اور قد میانہ تھا۔

(الادب المفرد بخاری ج ۱ ص ۲۷۶) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۷)

(مسند بزار ج ۷ ص ۲۰۵) (مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۴۵۴)

سُرخ وسفید رنگت

مولائے کائنات اخی رسول امیر المومنین حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذاتِ شریفہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انوار وتجلیات سے جس طرح فیضیاب ہوئے وہ کسی اور کے حصہ میں نہ آیا۔ حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام نے جس طرح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جمالِ جہاں آراء کا نظارہ کیا وہ کسی اور کو میسر نہ آیا آپ خلوت میں، جلوت میں، سفر میں، حضر میں، مسجد میں، گھر میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رُوئے پُرنور کے جلوے اپنی چشمانِ نُور میں سمیٹتے رہے جمالِ محبوب کی رنگت کے حوالہ سے اُن کا فرمان ہے!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أبيض مُشرباً بِحُمْرة.

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رنگ سفیدی اور سُرخی کا حسین امتزاج تھا۔''

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۹)(فیض القدیر ج ۵ ص ۷۰)

(مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۱۱۶)(جامع الصغیر للسیوطی ج ۱ ص ۲۳)

سُرخی وسفیدی کا مُرقع

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ کا قول ہے!

كان أبيض تعلوه حمرة.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رنگ سفیدی اور سُرخی کا حسین مرقع تھا۔''

(سیرۃ النبویہ ابن عساکر ج ۱ ص ۳۲۳)(طبقات بن سعد ج ۱ ص ۴۱۶)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

كان لونُ رسولِ الله صلى الله عليه وآله وسلم أسمر.

''نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رنگت (کی سفیدی) گندم گوں تھی۔''

(الوفا ازابن جوزی ص ۴۱۰)(صحیح ابن حبان ج ۱۴ ص ۱۹۷)

صحابہ نے یہی مقصود ہے اعلان فرمایا
سفیدی اور سُرخی میں ڈھلی رنگت سُنہری تھی

چاندی جیسی رنگت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

ابیض کأنّما صیغ مِن فضّة.

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سفید رنگت والے تھے گویا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسم مبارک چاندی سے ڈھالا گیا ہو"

(شمائل ترمذی ص ۲۵)(جامع الصغیر سیوطی ج ا ص ۲۲)

تھا جسم ایسے منوّر جیسے چاندی میں گیا ڈھالا
معطّر جسم پر مقصودؔ قرباں ہو گلِ لالہ

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مبارک رنگ خوب روشن اور چمکدار تھا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس پر متفق ہیں کہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رنگ سفید تھا، اسی چیز کو احادیثِ نبوی میں لفظ "ابیض" سے تعبیر کیا گیا ہے اور بعض روایات میں "کان ابیض ملیحا" اور بعض روایات میں "ابیض ملیح الوجہ" جیسے الفاظ بھی ملتے ہیں۔ ان سے مراد بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رنگ کی سفیدی بیان کرنا مقصود ہے، باقی ملاحت کا ذکر بطور صفتِ زائدہ ہے اور اس لئے اس کا ذکر کیا گیا ہے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت سے جو لذت اور تسکینِ روح وجاں حاصل ہوتی ہے، اس پر دلالت کرے۔"

(مدارج النبوت ج ا ص ۲۶)

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیکرِ نور کی رنگت کے حوالہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مفسرین ومحدثین کے اقوال سے یہ ثابت ہوا کہ آپ کا نورانی جسم حسن وملاحت خوبصورتی صباحت کا ایسا مرقع تھا جس کی مثال بھی ممکن نہیں، اپنی اپنی نظر اور اپنی اپنی سوچ اور ادراک کے حوالہ سے اہلِ محبت نے آپ کے رنگ وجمال کا نقشہ پیش کیا ہے حق بات یہی ہے کہ آپ کے جسدِ اطہر کی تقدیس ورعنائی، زیبائی ویکتائی کا بیان ناممکن ہے۔

حضرت امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

ان تمام روایات سے ثابت ہوا کہ جن میں لفظ سمرہ کا ذکر ہے، وہاں اس سے مراد وہ سُرخ رنگ ہے جس کے ساتھ سفیدی کی آمیزش ہو، اور جن میں سفیدی کا ذکر ہے اس سے مُراد وہ سفید رنگ ہے جس میں سُرخی ہو اور بعض روایات میں جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک رنگ کو بہت زیادہ سفید بیان کیا گیا ہے، اس سے مراد اس کی چمک دمک ہے، جس طرح حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور میں آفتاب محوِ خرام رہتا ہے۔

(حاشیہ جمع الوسائل از مناوی ج ۱ ص ۱۳)

اُن کے چہرے میں جمال و نُور کا تھا یوں ظہور
کرتے تھے مقصودِ اصحابِ نبی جس سے سرور

حسن و لطافت کا مظہر جسمِ اقدس

یہ بات مُسلمہ ہے کہ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تبارک وتعالیٰ کے کمالِ تخلیق کا ایسا شاہکار ہیں جس کی مثال ونظیر خاکدانِ عالم میں ممکن ہی نہیں۔ آپ کے جسمِ اقدس کا خمیر وہ نُورِ خاص ہے جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے قُربِ خاص میں رکھا اور پھر جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو تخلیق فرمایا تو وہ حُسنِ کمال عطا کیا جو ہر عیب سے مبرّا ہو اِسی حقیقت کی طرف حضرت حسّان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِشارہ فرماتے ہیں!

خُلِقْتَ مُبَرَّاً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَآءُ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہر قسم کے عیب سے مُنزہ ومُبرّا اور پاک پیدا کیئے گئے ہیں گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا چاہتے تھے ویسا ہی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو پیدا کیا گیا ہے

(دیوان حضرت حسان بن ثابت ص ۲۱)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتِ اقدس بے عیب تھی آپ کی تخلیق ہی اعلیٰ ترین آپ کا حسن حُسنِ نمکین آپ کا جمال جمالِ خُدا آپ کا کمال یکتا واعلیٰ تھا۔

جسمِ اقدس کی نرمی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عم محترم فنافی الرسول حضرت ابوطالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

خدا کی قسم! جب بھی میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ بستر میں لٹایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اطہر کو نہایت ہی نرم و نازک پایا۔

(تفسیر کبیر ج ۱ ۳۳ ص ۲۱۴)

نبی کے جسم اقدس کی نفاست کیا بتاؤں میں
اُسے مقصودؔ رب کے نور کی تنویر کہتے ہیں

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسمِ اقدس کی نرمی و ملائمت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رقیق البشرۃ.
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ اقدس نہایت نرم و نازک تھا۔

(الوفا از ابن جوزی ص ۴۰۹)

طہارت و پاکیزگی کا اہتمام

حضور سیدِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے پاکیزگی نصف ایمان ہے آپ کا اُسوۂ حسنہ ہر پہلو سے رہنمائے انسانیت بھی ہے اور بالخصوص اہلِ اسلام کے لئے واجب العمل بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں اہلِ ایمان کے تزکیۂ نفس کا اہتمام فرمایا وہاں ظاہری پاکیزگی کا بھی عملی نمونہ پیش کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ اطہر تو نفاست و طہارت کا ایسا مُرقع ہے جس کی نظیر ممکن نہیں۔ آپ کے فضلاتِ مبارکہ باعثِ شفا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسینہ مبارک نفیس ترین خوشبو کا حامل، آپ کا لعابِ دہن مبارک وشفا تھا اِسی لئے آپ ہر آلائش سے منزہ تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ سیدہ طیبہ آمنہ سلام اللہ علیہا نے آپ کی ولادت

مبارکہ کے بعد آپ کی نفاست وطہارتِ طبعی کا یوں اظہار فرمایا! میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس طرح پاک صاف جنم دیا کہ آپ کے جسم پر کوئی میل نہ تھا۔

(شرح شفا نسیم الریاض، خفاجی ج ا ص ۳۶۳)

میرے سوہنے پاک نبی دی سب توں شان نرالی
سب توں سوہنا سب توں نُوری سب توں ارفع عالی
اوہ مقصودِ حبیب ربانا اُچیاں شاناں والا
پُھلاں دے وچ ظاہر ہووے اوہدے لب دی لالی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حُسن باکمال کے نظارے گلاب میں ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جمال کے نظارے ماہتاب وآفتاب میں ہیں، ستارے آپ کے نُور سے جگمگا رہے ہیں، پھول آپ کے جمال سے گلشن گلشن مہک رہے ہیں اعلیٰ حضرت فرماتے ہیں!

اُنہیں کی بو مایہء سمن ہے
اُنہیں کی رنگت گلاب میں ہیں

فِدَاكَ كُلُّ شَيْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا

قد مبارک

سرکار کے قد کی رفعت پر ہر رفعت ہے قربان ہوئی
مقصودِ نبی کی عظمت ہی ہر چیز کا ہے عنوان ہوئی

محفلِ اصحاب میں جب بیٹھتے محبوب رب
آپ کی قامت کے آگے پستہ ہوجاتے تھے سب

(محمد مقصود مدنی)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قدِ رعنا حُسن و جمال کا ایسا نمونہ تھا جس کی مثال ممکن نہیں آقائے دوعالم نورِ مجسم احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قد مبارک متناسب اور دِلکشی کی تصویر تھا۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نہ بہت بلند قد و قامت کے مالک تھے اور نہ ہی پستہ قد تھے۔ آپ کا قد درمیانہ تھا لیکن اعجازِ قامت یہ تھا کہ آپ سب سے بلند اور نمایاں نظر آتے تھے۔ احادیث و روایات سے ثابت ہے کہ آپ حسن و جمال میں بھی بے مثل و بے مثال تھے اور اپنی قامت و رعنائی میں بھی سب سے نمایاں تھے۔

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سرتاپا معجزہ تھے اِسی لئے قدِ رعنا کی معجز نمائی بھی لوگوں پر اس طرح ظاہر ہوئی کہ آپ میانہ قد ہونے کے باوجود سب سے بلند قامت دکھائی دیتے بلکہ طویل قامت صحابہ کرام میں بھی آپ نمایاں نظر آتے۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ساتھ رہنے والے آپ کے غلام جن سے آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کثیر احادیث روایت کی گئی ہیں اُنہوں نے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدِ رعنا کے حوالہ سے اپنا مشاہدہ بیان کیا ہے جسے اِمام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائصِ کبریٰ میں نقل فرمایا ہے۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

وما مشي مع أحد إلا طاله.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ساتھ چلنے والے سے بلند قامت نظر آتے تھے۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۱۶) (سیرت حلبیہ ج ۳ ص ۴۳۴)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدِ رعنا کے حوالہ

سے فرماتے ہیں! حضور سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد بلکہ آپ کا قد مبارک درمیانہ تھا۔

(شمائل ترمذی ص ۱۰)

نہ چھوٹا قد تھا نہ لمبا قد تھا
مرے نبی کا میانہ قد تھا
یہ معجزہ تھا مرے نبی کا
کہ اُن کا مقصود اُونچا قد تھا

حضور سب سے نمایاں نظر آتے

قارئین محترم! حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجوم میں ہوتے تو سب سے نمایاں دکھائی دیتے، مجلس میں جلوہ فرما ہوتے تو بھی اہلِ محفل میں سر بلند نظر آتے۔ یہ اعجاز قامت خصائص میں سے ہے۔

بہت سی روایات میں موجود ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام خود نمایاں ہونے کی کوشش نہ فرماتے تھے آپ اپنے اصحاب میں اُنہیں کی طرح زمین پر تشریف فرما ہوتے یعنی آپ کے لئے کسی تخت کا اہتمام نہ ہوتا لیکن آپ پھر بھی سب سے نمایاں نظر آتے۔

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں!

كان إذا جلس يكون كتفه أعلى من الجالس.

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (کسی مجلس میں) بیٹھتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شانے مبارک دوسرے بیٹھنے والوں سے بلند ہوتے۔

(جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۳)

حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدِ زیبا کے بارے میں فرماتے ہیں!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أحسن الناس قواماً، وأحسن الناس وجهاً.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قامت زیبائی اور چہرۂ اقدس کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ حسین تھے۔

(تاریخ ابن عساکر ج ۳ ص ۱۵۷)

بُلندی قامت معجزہ ہے

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

و لعل السر فی ذلك أنه لا يتطاول عليه أحد صورة كما لا يتطاول عليه معنى.

حکمت اس میں یہ ہے کہ جس طرح باطنی محامد و محاسن میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بلند نہیں، اسی طرح ظاہری قد و قامت میں بھی کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ نہیں سکتا۔

(جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۳)

فی الطول مزية خص بها تلويحاً بانه لم يكن احد عند ربه افضل منه لا صورة و لا معنىً.

یہ بلندی اس لئے تھی کہ ہر ایک پر یہ بات آشکار ہو جائے کہ اللہ ربّ العزت کے ہاں ظاہری و باطنی اَحوال میں اُس ذاتِ اقدس (رسولِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بڑھ کر کوئی افضل نہیں۔

(شرح شفاء ج ۱ ص ۱۵۳)

زیبائی قامت جو عطا اُن کو ہوئی تھی
مقصود کسی کو بھی نہ عالم میں ملے گی

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ مزید رقمطراز ہیں! اور ایسا اس لئے تھا تاکہ یہ واضح ہو جائے کہ جس طرح معنوی اور باطنی لحاظ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ کوئی بلند نہیں اسی طرح ظاہر میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی بڑھ نہیں سکتا۔

(شرح زرقانی ج ۵ ص ۲۸۵)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سب سے نمایاں نظر آنا آپ کے بلند مرتبہ کا بھی اظہار تھا تاکہ لوگ جان لیں کہ آپ کے رب نے آپ کو سب سے ارفع و اعلیٰ بنایا ہے ظاہری و باطنی طور پر آپ سب سے یکتا ہیں آپ بے مثل و بے مثال ہیں۔

سارے عالم میں اُجالا آپ سے
مانگتا ہے سُرخی لالہ آپ سے
آپ ہیں مقصودِ محبوبِ خُدا
رفعتوں کا ہر حوالہ آپ سے

اللہ نے بُلندی عطا فرمائی

امام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نسیم الریاض میں سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدِ رعنا کے حوالہ سے یوں بیان فرماتے ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قدِ انور زیادہ طویل پیدا نہیں کیا گیا کیونکہ حد سے زیادہ طویل ہونا اِعتدال کے منافی ہے اور قابلِ تعریف نہیں۔ ہاں اس کے باوجود اللہ ربُّ العزت نے دیکھنے والی آنکھوں میں یہ بات پیدا کردی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بلند نظر آتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ خصوصیت اِس لئے عطا کی تھی کہ کوئی صورت کے لحاظ سے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بلند دکھائی نہ دے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم میں اضافہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ جب یہ ضرورت نہ رہتی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کمال پر دکھائی دیتے جس پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تخلیق ہوئی تھی۔

(نسیم الریاض ج ۱ ص ۵۲۱)

قد میرے پیارے نبی کا تھا میانہ پیارا
معجزہ یہ تھا کہ ہر ایک سے اُونچا دِکھتا
قامتِ زیبا کو مقصودؔ بیاں کیسے کروں
سب سے ہی خوب تھا آقا کا سراپا دِکھتا

اِمام زُرقانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں! حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم صرف لوگوں کی نظروں

میں بلند دکھائی دیتے لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسمِ اطہر اس حال میں بھی اصل خلقت پر (میانہ) ہی رہتا۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفعتِ معنوی کو ہی اللہ رب العزت نے دیکھنے والے کی آنکھ میں رفعتِ حسی بنا دیا تھا۔

(شرح مواہب اللدنیہ ج ۵ ص ۴۸۵)

ابراہیم بن محمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں! حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حلیہ مبارک بیان فرماتے تو کہتے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قد مبارک میں نہ زیادہ لمبے تھے اور نہ پست قد بلکہ میانہ قد کے تھے۔

(شمائل ترمذی ص ۱۴)

قد زیبا کی شان کیا کہیے
عظمتوں کا نشان کیا کہیے
وہ ہیں مقصودِ شانِ ربِ علیٰ
اُن کی پھر آن بان کیا کہیے

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساری ظاہری اور باطنی رفعتیں عطا فرمادیں اور آپ کے جسمِ اقدس کو سر تا پا معجزہ بنا دیا۔

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کا

رُوئے اقدس

اُن کے رُوئے دلنشیں کی بات ہے
دلبرِ یوسف حسیں کی بات ہے
جو ہیں مقصود و حبیبِ کبریا
صادق و اصدق امیں کی بات ہے

رُوئے پُر نور کی طلعت سے ہیں روشن سارے
مہر و ماہ خُلد گلستان یہ سارے تارے
رب نے مقصودؔ وہ طلعت ہے عطا کی اُن کو
ہوتے قرباں حسیں اُن پہ ہیں پیارے پیارے

اللہ تعالیٰ نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کو اپنے جمال کا آئینہ اور مرکز تجلیات بنایا آپ کا رُوئے پُرنور ہر اعتبار سے حُسن و جمال کا مظہر اتم ہے سرکار دو عالم نُورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رُوئے پُرنور ایسا احسن و اجمل ہے کہ کائناتِ عالم میں ایسا کوئی حسین نہ ہوا نہ ہوگا اہلِ محبت لکھتے ہیں! کہ حسنِ یوسف میں بھی ہمارے آقا و مولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حُسن کی جھلک تھی یہی وجہ تھی کہ لوگ آپ کے حُسن پر عاشق ہو جاتے۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُوئے تاباں پر جس کی نظر پڑتی وہ مسحور ہو جاتا جو لوگ دیگر علاقوں سے مدینہ طیبہ میں حاضر ہوتے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرۂ دلنواز کو دیکھتے تو وہ آپ پر شیدا ہو جاتے۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُوئے تاباں کے سامنے چودھویں کے چاند کی کیا حیثیت وہ آپ کے رُوئے اقدس کے مقابل آتا تو اُس کا حُسن ماند پڑ جاتا۔

تیرے ہاتھوں میں ہے تقدیر زمانہ آقا
زُلف والیل ہے والفجر ہے چہرہ تیرا
چاند میں داغ مگر رُخ ہے مجلّی تیرا
رب بھی مقصودؔ ہے خود چاہنے والا تیرا

آقا علیہ والصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ پُرنور اللہ تبارک وتعالیٰ کی تخلیقات میں سب سے عظیم تخلیق ہے۔

سب سے حسین ہیں مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں!

و کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أحسن الناس وجھا و أنورھم لونا، لم یصفہ واصف قط الا شبہ وجھہ بالقمر لیلۃ البدر، وکان عرقہ فی وجھہ مثل اللؤلؤ.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سب سے بڑھ کر حسین وجمیل اور خوش منظر تھے۔ جس شخص نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توصیف وثناء کی اُس نے چہرۂ انور کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دی، اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روئے منور پر پسینے کے قطرے موتیوں کی طرح چمکتے تھے۔

(مواہب الدنیہ ج ۲ ص ۳۱۲) (دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۰۰)

آفتاب و مہ میں ہے اُن کی ہی نوری جھلک
نورِ اول کی یہ پہلی داستاں کی بات ہے

قارئین! تمام محامد ومحاسن کا نقطۂ کمال آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات ہے آقائے دوعالم نورِ مجسم فخرِ آدم و بنی آدم محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا روئے پُر جمال اللہ کے جمال کا آئینہ دار ہے۔

ہر وقت خُدا کی ہیں نگاہوں میں محمد
ہر وقت محمد کو خُدا دیکھ رہا ہے
خود حُسن تمام اُن کو عطا رب نے کیا ہے
مقصود وہی حُسن و ضیا دیکھ رہا ہے

اللہ حضور کو دیکھتا ہے

قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے ! قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ
اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کا ذکر خُدا نے بڑی چاہت اور خصوصی

اپنائیت کے ساتھ فرمایا ہے یہ اُس وقت کی بات ہے جب مُسلمان بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے تھے تو مخالفین نے طعنہ دیا کہ یہودیوں کی مخالفت کرنے والے ہمارے ہی قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں یہودیوں کی یہ طعنہ زنی دیکھ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلب اطہر میں قبلہ کی خواہش پیدا ہوئی جو کہ اتنی شدت اختیار کر گئی کہ اس کو پورا ہوتا دیکھنے کے لئے دورانِ نماز چہرۂ اقدس اٹھا کر بار بار آسمان کی طرف دیکھتے۔

اللہ رب العزت کو اپنے محبوب کی یہ ادا اتنی پسند آئی کہ عین نماز کی حالت میں قبلہ کی تبدیلی کا حکم آ گیا جس میں باری تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ اقدس کا خصوصی ذکر فرمایا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے!

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ

اے حبیب! ہم بار بار آپ کے رُخِ انور کا آسمان کی طرف پلٹنا دیکھ رہے ہیں، سو ہم ضرور بالضرور آپ کو اسی قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس پر آپ راضی ہیں، پس آپ اپنا رُخ ابھی مسجد حرام کی طرف پھیر لیجئے۔

(سورۃ البقرہ آیت ۱۴۴)

چہرہ ہے والضحیٰ زُلف واللّیل ہے

اللہ تبارک وتعالیٰ نے رُوئے پُرنور کو والضحیٰ اور زُلفِ معنبر کو واللیل فرمایا ہے!

وَالضُّحٰى ﴿١﴾ وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى ﴿٢﴾

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ان آیات مبارکہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں !

اس سورت کا نزول جس مقصد کے لئے ہوا ہے اس کا تقاضا یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ ضحیٰ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور اور لیل میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک زلفوں کی طرف اشارہ ہے۔

(شرح الشفاج ۱ ص ۸۲)

امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں !

الضُّحٰی: بوجھہا۔ واللیل: شعرہ

ضحیٰ سے مُراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا روئے منور اور لَیل سے مُراد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک زلفیں ہیں۔

(شرح المواہب اللدنیہ ج ۸ ص ۴۴۴)

والضحیٰ اُن کا رُوئے تاباں ہے
مہر میں نور اُن کا رخشاں ہے
زُلف واللیل اُن کی ہے مقصود
رُوئے پُر نور دن کا عُنواں ہے

امام رازی کا قول دیکھئے

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ پہلے سوال اُٹھاتے ہیں کیا کسی مفسر نے ضحیٰ کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور اور لیل کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زُلفوں کے ساتھ کی ہے؟ اور پھر خود ہی جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ دیگر کئی تفاسیر میں مفسرین کرام نے ضحیٰ سے چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور لَیل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گیسوئے عنبریں مراد لئے ہیں۔

(تفسیر روح البیان ج ۱۰ ص ۴۵۳) (تفسیر نیشاپوری ج ۳ ص ۱۰۷)

(تفسیر روح المعانی ج ۳۰ ص ۱۷۸)

صورت میں سب سے اعلیٰ
سیرت میں سب سے اعلیٰ
مقصود مثل اُن کی
کوئی نہ لا سکے گا

صدیق کا بیاں ہے

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے رُوئے انور کو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے قرآن

کا ورق قرار دیا ہے قرآن سیدنا محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کا نام ہے آپ چلتا پھرتا قرآن تھے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخلاق کو قرآن کہا ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن کی آیات کو نعتِ مصطفےٰ کا دیوان بنایا ہے۔

اُن کا چہرہ ہے قرآں کا اِک ورق
بات مقصود صدیق فرما گئے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ایامِ وصال میں یارِ باوفا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی امامت میں نماز ادا کر رہے تھے، اچانک آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حجرۂ مبارک کا پردہ اُٹھایا اور اپنے غلاموں کی طرف دیکھا تو ہمیں یوں محسوس ہوا۔ كَاَنَّ وجهه ورقةُ مصحفٍ.

گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور قرآن کا ورق ہے۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۲۴۰)(مسلم شریف ج ۱ ص ۳۱۵)

(ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۱۹)(سنن نسائی ج ۴ ص ۲۶۱)

اُن کے چہرے کی ہیں طلعت سے ہوئے روشن جہاں
اُن کے چہرے کی ضیاء ہے مہر و مہ میں ضوفشاں
نور سے اُن کے ہے پایا نور ہر اِک نور نے
اُن کے رُخ کا آ گیا مقصود قرآں میں بیاں

اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روئے تاباں کے حوالہ سے خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں!

چہرۂ مصطفےٰ اصل قرآن ہے
عاشقوں کی تلاوت پہ لاکھوں سلام

رُوئے مقدس اور جمالِ الٰہی

امام مناوی رحمۃ اللہ علیہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حُسن و جمال کا تذکرہ اِن خوبصورت

الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

و وجه التشبيه حسن الوجه وصفا البشرة وسطوع الجمال لما افيض عليه من مشاهدة جمال الذات.

چہرۂ انور کے حسن و جمال، ظاہری نظافت و پاکیزگی اور چمک دمک کا (قرآنِ مجید کے ورق سے) تشبیہ دینا اس وجہ سے ہے کہ یہی وہ روئے مقدس ہے جو جمالِ خداوندی کے مشاہدہ سے فیض یاب ہوا۔

(حاشیہ جمع الوسائل للمناوی ج ۲ ص ۲۵۵)

رُوئے پُرنور اُن کا قرآں ہے
اِس کی تصدیق کی صحابہ نے
کوئی اُن کی مثال کیسے ہو
حُسن کامل میرے نبی کو ملا
اُن کی مقصودؔ شان کے صدقے
رُتبہ اُونچا ہے آدمی کو ملا

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا رُوئے پُرنور بے مثل و بے مثال ہے۔ آپ کا رُوئے پُرنور اللہ تبارک وتعالیٰ کے جمال سے فیضیاب ہوا اللہ نے آپ کے وجودِ مسعود کو جوہرِ خاص سے تخلیق فرمایا اور اپنے قُربِ خاص میں رکھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے رب کے جلووں کا نُور سمیٹتے رہے اور اسی لئے آپ کا جلوہ آئینۂ جمالِ خُداوندی بن گیا۔

قرآن رُوئے تاباں ہے میرے کریم کا
اظہار ہے یہی الف لام میم کا
دیدارِ مصطفٰے ہے مقصودؔ دیدِ رب
چرچا ہے ہر سُو آپ کے لُطفِ عمیم کا

حضور کا دیدار حق کا دیدار ہے

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں جمالِ الٰہیہ کا عکسِ جمیل ہیں۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ

علیہ وآلہٖ وسلم کا رُوئے پُرنور شانِ حق کا مظہر ہے اس لیے اس چہرۂ انور کے دیدار کو عین دیدارِ حق قرار دیا گیا، جیسا کہ خود حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا !

من رآني فقد رأى الحق، فإن الشيطن لا يتكونني.

"جس نے مجھے دیکھا، اُس نے حق کو دیکھا، کیونکہ شیطان میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔" (دلائل النبوت بیہقی ج ۷ ص ۴۵)

(بخاری شریف ج ۶ ص ۲۵۶۸) (مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۵۵)

اِس حدیث مبارکہ کی شرح میں حضرت امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

من رآني فقد رأى الحق تعالىٰ.

جس نے مجھے دیکھا یقیناً اُس نے حق تعالیٰ کو دیکھا۔

(جواہر البحار امام نبہانی ج ۳ ص ۶۳)

جس نے دیکھا آپ کا چہرہ
اُس نے رب کو دیکھا ہے
شان مِلی مقصود ہے جس نے
اُمّی لقب کو دیکھا ہے

اگر رُوئے پُرنور خواب میں دیکھے

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھنا بھی ایسے ہی ہے جیسے کسی نے آپ کو ظاہری حالت میں دیکھا لیکن اس سے پہلے یہ بات ہرگز ظاہر نہیں ہوتی کہ خواب دیکھنے والا صحابی قرار پائے اس کی تفصیل ہم نے اپنی کتاب "عظمت صحابہ" میں درج کی ہے یہاں ایک روایت ملاحظہ فرمائیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ سرکار کو خواب میں دیکھنا آپ ہی کو دیکھنا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

إن الشيطان لا يستطيع أن يتشبه بي، فمن رآني في النوم فقد رآني.

بیشک شیطان میری صورت اختیار کرنے کی طاقت نہیں رکھتا تو جس نے خواب میں مجھے دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا۔

(شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۲۲)(مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۳۶۱)

اُس نے حق کو ہے خواب میں دیکھا
جس نے دیکھا ہے خواب میں مجھ کو (مقصود مدنی)

محدّث دہلوی کا قول

شیخ محقق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کو جمالِ خداوندی کا آئینہ قرار دیتے ہوئے رقمطراز ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے منور ربِ ذوالجلال کے جمال کا آئینہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے انوار و تجلیات کا اس قدر مظہر ہے کہ اس کی کوئی حد نہیں۔

(مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۵)

قارئین! حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حسنِ دلنواز صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے لئے سرورِ قلب و جان کا باعث بھی تھا اور حصولِ فیض کا ذریعہ بھی اسی لئے وہ ہمیشہ آپ کے جمال جہاں آراء کے طلبگار رہتے اور کسی نہ کسی بہانہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رُوئے پُرنور کی زیارت کرتے رہتے اُن کی آرزو یہی ہوتی کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیکرِ نور اُن کی آنکھوں کے سامنے ہی رہے۔

حُسن میں بے مثال ہیں آقا
کوئی اُن کی مثال ہوگا کہاں
جس پہ ستر ہزار پردے ہوں
اُس کا ظاہر جمال ہوگا کہاں (مقصود مدنی)

حُسن میں سب سے بڑھ کر

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے پُرنور میں وہ دلکشی وہ دل

آویزی اور وہ تمکینی رکھی تھی کہ صحابہ کرام ہر وقت آپ کے دیدار کے طلبگار رہتے اور اُن کی یہی آرزو ہوتی کہ آپ کا رُوئے پُرنور اُن کی آنکھوں سے اوجھل نہ ہو۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیه وآله وسلم أحسن الناس وجهاً و أحسنهم خلقاً.

''حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چہرۂ انور اور اپنے اخلاقِ حسنہ کے لحاظ سے لوگوں میں سب سے زیادہ حسین وجمیل ہیں۔''

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۳۳۰)(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۱۹)

حُسنِ یوسف کو جو ملا مقصود
ایک جُز ہے وہ حُسنِ احمد کا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے ایک شخص نے دریافت کیا!

أکان وجه النبی صلی اللہ علیه وآله وسلم مثل السیف؟

کیا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے منور تلوار کی مانند تھا؟

اُنہوں نے جواباً کہا!

لا، بل مثل القمر.

نہیں (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ اقدس تلوار کے مانند نہیں) بلکہ چاند کی طرح (چمکدار اور روشن) تھا۔

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۳۰۴)(مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۲۸۱)

(سنن دارمی ج ۱ ص ۴۵)(جامع ترمذی ج ۵ ص ۵۹۸)

اُن کو تشبیہ کیسے چاند سے دُوں
چاند مقصود ہے کرن اُن کی

رُخسارِ روشن

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُوئے پُرنور روشن وتاباں اور اِعتدال وتوازن

کا دلکش نمونہ تھا۔ آپ کے رُخساروں کی تابانی چاند کو شرماتی اور سورج کو گہناتی تھی رخسار مبارک ہموار حسن و جمال کا شاہکار تھے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم سهل الخدين.

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک ہموار تھے۔"

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۸) (شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۶)

اُن کے رُخساروں کی تابانی کا عالم کیا کہوں
چاند جن کی خاکِ پا سے روشنی لیتا رہے

رُوئے پُرنور کی مَوزُونی

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ جمالِ محبوب کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ کے رُخساروں کا نقشہ یوں کھینچتے ہیں!

ليس في خديه نتوء وإرتفاع، وقيل: أراد أن خديه صلى الله عليه وآله وسلم أسيلان قليل اللحم رقيق الجلد.

"آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک میں غیر موزوں ارتفاع نہ تھا، اور کہا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخسار مبارک 'اسیلان' تھے یعنی اُن پر گوشت کم اور اُن کی جلد نرم تھی۔

(شمائل الرسول ابن کثیر ص ۴۲)

سفید اور تاباں رُخسار

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أبيض الخدين.

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک سفید رنگ کے تھے۔"

(سبل الہدیٰ والرشاد ج ۲ ص ۴۹)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں!

کان رسول اللہ أبیض الخد.

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخسار مبارک نہایت ہی چمکدار تھے۔''

(سبل الھدیٰ والرشاد ج ۲ ص ۲۹)

اُن کے رُخساروں کی تابانی کا عالم کیا کہوں
چاند جن کی خاکِ پا سے روشنی مقصودؔ لے

اِن روایات سے معلوم ہوا کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخسار مبارک سفید، روشن، چمکدار، تاباں اور پُرنور تھے جن سے سورج روشنی حاصل کرتا ہے اور چاند چاندی۔

ستر ہزار حجابات

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری حُسن و جمال جو ستر ہزار حجابات میں مستور تھا اُس کو دیکھ کر انسان متحیر ہو جاتا تا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حُسن کے حوالہ سے فرمایا!

جمالی مستور عن اعین الناس غیرة من اللہ عزوجل ولو
ظھر لفعل الناس اکثر مما فعلوا حین راو یوسف

میرا جمال لوگوں کی نظروں سے اللہ تعالیٰ نے غیرت کی وجہ سے چھپا رکھا ہے اگر آشکارا ہو جائے تو لوگوں کا حال اس سے بھی زیادہ ہو جو یوسف علیہ السلام کو دیکھ کر ہوا تھا۔

(دُرِ ثمین فی مبشرات النبی الامین۔ شاہ ولی اللہ ص ۷)

لاکھوں پردوں میں نہاں جب کہ ہے جلوہ اُن کا
کیسے مقصودؔ بیاں کرلوں سراپا اُن کا

نُور پھوٹ رہا تھا

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ایک دن چرخہ کات رہی تھیں اور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پاپوش مبارک کو پیوند لگا رہے تھے۔ اس حسین منظر کے حوالے سے آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں!

فجعل جبينه يعرق، و جعل عرقه يتولد نوراً، فبهت، فنظر الىّ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، فقال! ما لك يا عائشة بهت؟ قلت : جعل جبين يعرق، وجعل عرقك يتولد نوراً، و لو رآك آبو كبير الهذلى لعلم آنك آحق بشعر.

پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک پیشانی پر پسینہ آیا، اُس پسینہ کے قطروں سے نور کی شعاعیں پھوٹ رہی تھی، میں اُس حسین منظر کو دیکھ کر مبہوت ہوگئی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے دیکھا تو فرمایا: عائشہ! تجھے کیا ہوگیا؟ میں نے عرض کیا کہ آپ کی پیشانی پر پسینہ کے قطرے ہیں جن سے نور پھوٹ رہا ہے۔ اگر ابوکبیر ھذلی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اِس کیفیت کا مشاہدہ کرلیتا تو وہ جان لیتا کہ اس کے شعر کا مصداق آپ ہی ہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی گفتگو سنی تو ازرہِ استفسار فرمایا کہ ابوکبیر ھذلی نے کونسا شعر کہا ہے؟ اس پر سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے یہ شعر پڑھا!

فإذا نظرتُ إلى أسرة وجهه
برقت كبرق العارض المتهلل

جب میں نے اُس کے رخِ روشن کو دیکھا تو اُس کے رخساروں کی روشنی یوں چمکی جیسے برستے بادل میں بجلی کوند جائے۔

(سیرۃ النبویہ ابن عساکر ج ۳ ص ۱۷۴)

شاعرِ دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن پیشانی کا لفظی مرقع اپنے ایک شعر میں یوں پیش کیا ہے!

متى يبد فى الداجى البهيم جبينه
يلح مثل مصباح الدجى المتوقد

رات کی تاریکی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جبینِ اقدس اس طرح چمکتی دکھائی دیتی ہے جیسے سیاہ اندھیرے میں روشن چراغ۔

(دیوان حسان بن ثابت ص ۶۷)

اور میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا۔

خورشید ، ضیاء بجلی چمک بارشاں بدل
سرکار دے رُخسار دی چمکار توں منگدے

سب سے حسین حضور ہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن و جمال کو بیان کرتے ہوئے یوں فرماتے ہیں!

مَا رَأیتُ شَیاً أحسن من رسول اللهِ صلی الله علیه وآلهٖ وسلم كأنّ الشمس تجری فی وجهه۔

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر حسین وجمیل کسی اور کو نہیں پایا گویا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روئے منور میں آفتابِ روشن محوِ خرام ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۲ ص ۳۸۰) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۵)

روشن جبین والے مقصودؔ میرے آقا
بولیں تو اُن کے منہ سے اِک نور تھا نکلتا

اپنا اپنا ذوقِ نظر

قارئین! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جمالِ جہاں آراء کو دیکھتے تو اپنے اپنے ذوقِ نظر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جمالِ با کمال کا احوال بیان کرتے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روئے منور کے حوالے سے فرماتے ہیں!

یتلألؤ وجهه تلألؤ القمر لیلة البدر.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرۂ انور چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔

(شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۵)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

وَكَانَ رَسُولُ اللهِ صلی اللہ علیه وآله وسلم إِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهُ حَتَّى كَأَنَّهُ قِطْعَةُ قَمَرٍ، وَكُنَّا نَعْرِفُ ذَلِكَ مِنْهُ.

"جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسرور ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روئے منور سے نُور کی شعاعیں پھوٹتی دکھائی دیتی تھیں، یوں لگتا جیسے چہرۂ اقدس چاند کا ٹکڑا ہو اور اس سے ہم جان لیتے کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خوشی کے عالم میں ہیں۔

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۳۰۵) (سنن نسائی ج ۶ ص ۳۶۰)

(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۶۶۱) (مسلم شریف ج ۴ ص ۲۱۲۷)

اُن کی تشبیہ کیسے چاند سے دُوں
چاند مقصودؔ ہے کرن اُن کی

رُوئے انور بدرِ کامل کی طرح تھا

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اُنہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا قُربِ خاص حاصل تھا اسی لئے آپ کی رائے تمام اصحاب پر فائق ہے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے آقا و مولا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حسن کو اِس طرح بیان فرماتے ہیں۔

كان وجه رسول الله صلی اللہ علیه وآله وسلم كدارة القمر.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا روئے پُرنور چودھویں کے چاند کے دائرہ کی مانند دکھائی دیتا تھا۔

(الوفا ابن جوزی ص ۴۱۲) (کنز العمال ج ۷ ص ۱۶۲)

چودھویں کے چاند سے تشبیہہ دی صدیق نے
نُور سے مقصودؔ دل پُرنور جب تھا ہوگیا

چاند سے بڑھ کے تاباں چہرہ

حضرت جابر بن سُمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سُرخ چادر اوڑھے آرام فرما رہے تھے، میں کبھی چاند کو دیکھتا اور کبھی حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ انور کی زیارت کرتا بالآخر دل بے اختیار ہو کر پکار اُٹھا !

فلهو عندی أحسن من القمر

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے نزدیک چاند سے بھی زیادہ خوبصورت ہیں۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۱۹۶) (شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۹)

چاند سے بڑھ کے میرا نبی ہے
چاند سے اعلیٰ میرا نبی ہے
ہیں مقصودِ صحابہ کہتے
حق کا جلوہ میرا نبی ہے

آفتاب طلوع ہو رہا ہو

حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ربیع بنت معوذ سے حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شمائل پوچھے تو اُنہوں نے کہا! یابنی! لو رأيته رأيت الشمس طالعة

اے میرے بیٹے! اگر تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کرتا تو طلوع ہوتے سورج کی زیارت کرتا۔

(سنن دارمی ج ۱ ص ۴۴) (شعب الایمان ج ۲ ص ۱۵۱)

میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

حسنِ محبوب نے عالم کو سجا رکھا ہے
رشتہ مخلوق کا خالق سے ملا رکھا ہے
دھوپ سورج کی شعاؤں کو سمجھنے والو
یہ تو سرکار نے پردے کو اُٹھا رکھا ہے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا تو انہوں نے فرمایا!

لا. بل کان مثل الشمس و القمر و کان مستدیرا.

نہیں، بلکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور سورج اور چاند کی طرح (روشن) تھا اور گولائی لئے ہوئے تھا۔

(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۲۳)

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۳۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رُوئے پُرنور کے حوالہ سے بیان فرماتے ہیں!

کان فی وجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تدویر.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور گول تھا (جیسے چودھویں کا چاند ہوتا ہے)۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۱) (سبل الہدیٰ والرشاد ج ۲ ص ۳۹)

مواہب الدنیہ میں ہے! حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا روئے منور گولائی میں چاند کی طرح اور چمک دمک میں تلوار سے بڑھ کر تھا۔ لیکن چہرۂ اقدس نہ بالکل گول تھا اور نہ لمبا ہی تھا، بلکہ ان کے درمیان تھا۔

(مواہب اللدنیہ بیجوری ص ۲۵)

اُن کی تشبیہ کیسے چاند سے دُوں
چاند مقصود ہے کرن اُن کی

ہمیشہ چمکنے والا آفتاب

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نُور ذاتی نُور ہے اور دیگر تمام مظاہر آپ کے نُور سے فروزاں ہیں اس لئے کہ آپ کو سراجِ منیرا بنا کر بھیجا گیا ہے اور سراج کہتے ہی اُسے جو دوسروں کو منور کرے۔ اسی بات کو ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب جمع الوسائل میں یوں بیان کیا ہے!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور کا نُور دن رات میں کبھی جدا نہیں ہوتا کیونکہ چاند کے برعکس یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی وصف ہے،

چاند کا نور تو سُورج سے مستعار ہے، اس لئے اس میں کمی بھی آجاتی ہے حتیٰ
کہ کبھی تو بالکل بے نُور ہو جاتا ہے۔

(جمع الوسائل ملا علی قاری ج ۱ ص ۵۶)

ملاحت اور نُورِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روئے پُرنور کو چاند سے تشبیہ دینے کے حوالے سے ابن دحیہ کہتے ہیں!

لأن القمر يؤنس كل من شاهده و يجمع النور من غير أذى حرّ، و يتمكن من النظر إليه بخلاف الشمس التي تُعشي البصر فتمنع من الرؤية.

چونکہ چاند اپنے دیکھنے والے کو مانوس کرتا ہے، چاند سے روشنی کا حصول گرمی کے بغیر ہوتا ہے اور اُس پر نظر جمانا بھی ممکن ہوتا ہے، بخلاف سورج کے کہ اس کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چندھیا جاتی ہیں اور (کسی چیز کو) دیکھنے سے عاجز آجاتی ہیں۔

(سبل الہدیٰ والرشاد ج ۲ ص ۴۱)

جس کو رب نے کہیں والضحیٰ کہہ دیا
جس کو رب نے کہیں والقمر کہہ دیا
جس کو والشمس ہے برملا کہہ دیا
اُس کے چہرے کی طلعت کی کیا بات ہے

(محمد مقصود مدنی)

علمائے کرام فرماتے ہیں! چہرۂ پُرنور کو سورج سے تشبیہ نہ دے کر چاند سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفر کی تاریکیوں کو اسی طرح دور کر دیا جس طرح چاند اندھیری رات کی تاریکیوں کو دور کر دیتا ہے، سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بدرِ کامل صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کہا آپ کے وجودِ اقدس کی تابانیوں اور آپ کے رُوئے انور کی ضیاء سے تمام عوالم

منور ہوئے عرشی بھی آپ کے رُوئے انور کی تابانیوں سے منور ہوئے، فرشی بھی آپ کے رُخِ انور سے منور ہوئے۔

آپ ہیں اول آپ ہیں آخر
آپ کا چہرہ ماہِ منور
ظلمت ساری دُور ہوئی ہے
نُور ہوا مقصودؔ جو ظاہر

(محمد مقصود مدنی)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں!

ان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم دخل عليها مسروراً، تبرق أسارير وجهه.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس اس حال میں تشریف لائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شاداں وفرحاں تھے، چہرۂ اقدس کے تمام خدوخال نُور کی طرح چمک رہے تھے۔

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۳۰۴)(مسلم شریف ج ۲ ص ۱۰۸۱)
(سنن دارقطنی ج ۴ ص ۲۴۰)(جامع ترمذی ج ۴ ص ۴۴۰)

رُوئے تاباں بدرِ کامل کی طرح تھا نور بار
اُن کے رُخ سے ہی ملا مقصودؔ مہ کو وقار

آئینۂ رُخ میں دیواروں کا عکس

امام ابن اثیر رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

یہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات میں سے تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسرور ہوتے تو روئے منور آئینے کی طرح ہوجاتا گویا کہ دیواروں کا عکس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس میں صاف نظر آتا۔

(نہایہ ابن اثیر ج ۴ ص ۲۳۸)

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حُسن باکمال اور رُوئے پُر جمال کا یہ اعجاز تھا کہ آئینہ کی طرح مجلاّ اور شفاف تھا۔ اگر آپ آئینہ کی روشن سطح کو دیکھیں تو اُس کے سامنے آنے والی اشیاء کا عکس نظر آتا ہے اِسی طرح آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رُوئے پُرنور میں اشیاء کا عکس نظر آتا جیسا کہ اِس روایت میں بیان کیا گیا ہے کہ آپ کے رُوئے تاباں میں دیواروں کا عکس ظاہر ہوجاتا۔ یہ کیوں نہ ہوتا اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو نُور فرمایا ہے جس کی ضیاء سے سورج اور چاند منور ہیں ستارے جگمگا رہے ہیں اور کائنات کا ذرّہ ذرّہ اِسی نور ہدایت سے ضیاء حاصل کر رہا ہے۔

چمک جاتی تھیں دیواریں تبسم جب وہ فرماتے
تجلّی مقصود مہر و ماہ ہوتے تارے شرماتے

رُخ کی چمک سے گم شدہ سوئی مِل گئی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حفصہ بنت رواحہ سے سوئی عاریتاً لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کپڑے سی رہی تھی کہ اچانک وہ میرے ہاتھ سے گر گئی اور تلاش بسیار کے بعد بھی نہ ملی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم تشریف لائے:

فتبینت الابرۃ من شعاع نور وجھہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس سے نکلنے والے نُور کی وجہ سے مجھے اپنی گم شدہ سوئی مل گئی۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۰۷)

مُسکرائیں وہ تو سوزن گمشدہ جائے چمک
جب ہنسیں مقصود مہر و مہ کو تابانی ملے

اِس حدیث مبارکہ کی راوی سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہیں جو کہ سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب ہیں جنہوں نے آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کا بہت نزدیک سے مشاہدہ کیا ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رُخ تاباں اس قدر روشن تھا کہ اس کی روشنی میں مجھے سوزن گم شدہ بھی مل گئی۔
حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کا قول بھی دیکھئے جب وہ سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھر

لے کر گئیں تو آپ کے حجرہ میں نُور پھیل گیا ساری رات روشنی دیکھ کر بنو سعد کی عورتوں نے حلیمہ سے کہا کہ چراغ ساری رات جلاتی رہتی ہو اُنہوں نے کہا! جب سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے ہیں مجھے چراغ جلانے کی ضرورت نہیں پڑی۔

نُور سے اُن کے حلیمہ کا بھی گھر روشن ہوا
صدقۂ محبوب ہی مقصودِ تابانی ملی

یہ صادق کا چہرہ ہے

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صادق و امین ہونے کی گواہی آپ کے دُشمنانِ جان بھی دیتے رہے۔ تاریخ کے اوراق میں یہ بات رقم ہے کہ آپ کی صداقت کو چیلنج کرنے کی ہمت کسی کافر و مشرک کو کبھی نہ ہوئی یہ تو تھی کفار مکہ کی بات کہ اُنہوں نے آپ کے قول و فعل سے اس بات کو جانا کہ آپ صادق اور امین ہیں لیکن اِدھر دیکھیے سرزمین مدینہ میں جب آپ تشریف لے آئے تو یہودیوں کے بہت بڑے عالم نے آپ کے رُوئے پُرنور کو دیکھتے ہی کہہ دیا کہ یہ نُورانی چہرہ کسی جھوٹے کا ہو ہی نہیں سکتا۔ سبحان اللہ

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ جو اسلام لانے سے قبل یہود کے بہت بڑے عالم تھے، فرماتے ہیں کہ اسلام کے دامنِ رحمت میں آنے سے پہلے جب میں نے نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مدینہ منورہ میں تشریف آوری کے بارے میں سنا تو نبوت کی دعویدار اس ہستی کو دیکھنے کے لئے آیا، اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجدِ نبوی میں تشریف فرما تھے۔

فلما استبنت وجه رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عرفت أنّ وجهه ليس بوجه كذاب.

پس جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرۂ اقدس دیکھا تو میرا دل پکار اُٹھا کہ یہ (نورانی) چہرہ کسی جھوٹے شخص کا نہیں ہو سکتا۔

(سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۲۲۳) (جامع ترمذی ج ۴ ص ۶۵۲)

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۳۵) (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۳۱۴)

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۴) (سنن دارمی ج ۱ ص ۴۰۵)

یہ چہرہ مبارک چہرہ ہے

حضرت حارث بن عمرو سہمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

میں منٰی یا عرفات کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ (بیکس پناہ) میں حاضر ہوا اور (دیکھا کہ) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کے لئے لوگ جوق در جوق آ رہے ہیں پس میں نے مشاہدہ کیا کہ دیہاتی آتے اور جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ اقدس کی زیارت کرتے تو بے ساختہ پکار اُٹھتے کہ یہ بڑا ہی مبارک چہرہ ہے۔

(سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۴۴) (الادب المفرد بخاری ج ۱ ص ۳۹۲)

سوہنا نوری چہرہ ، ویکھ کے کھوے شتابی
ایہہ چہرہ سچے دا ، چہرہ چمکے جیوں مہتابی
اس چہرے وچ نور ہے رب دا ، آکھن کُل صحابی
نہیں مقصود مگر من سکدا ، دل وچ جہدے خرابی

قارئین! سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت ورفعت کو دیکھئے کہ آپ کے رُوئے پُرنور کی ضیا باری کے عظیم واقعات کتب حدیث میں مرقوم ہیں، آپ کا رُوئے زیبا عشاق کے دِلوں کا سرور تھا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے رُوئے پُرنور کے حوالہ سے جو مشاہدات بیان فرمائے ہیں اُن سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ آپ کے رُوئے انور کو کسی شے سے تشبیہہ دی ہی نہیں جا سکتی۔ آپ کے رُخِ انور کی تابانیوں کی نظیر ممکن ہی نہیں، اس لئے یہی بات کہنا پڑے گی۔

مصطفٰے کا روئے زیبا خوبصورت دلنشیں
مثل ممکن اُن کی ہو مقصود یہ ممکن نہیں

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عظمت

جبین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اُن کی جبین نور پر سورج بھی ہے فِدا
مقصود اُن کو والضحیٰ خالق نے خود کہا

طٰہٰ اُن کی جبیں

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جبینِ انور اس قدر روشن و تاباں تھی کہ کوئی شخص نظر بھر کر دیکھنے کی طاقت نہ رکھتا تھا۔ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جبین اقدس کی تعریف مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام نے سراپا مبارک بیان کرتے ہوئے یوں فرمائی کہ آپ واضح الجبین یعنی کشادہ پیشانی والے تھے۔ ایک اور روایت اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مصطفٰے جانِ رحمت صفحہ ۴۹۰ پر یوں بیان فرمایا ہے صلت الجبین یعنی کشادہ پیشانی۔ دوسری حدیث میں ہے واسع الجبین اور تیسری روایت میں واسع الجبہۃ منقول ہے اِن سب کے معنی فراخی پیشانی ہے۔

چاند سے بڑھ کر حسیں پُر نور ہے اُن کی جبیں
آپ سے بڑھ کر کوئی دُنیا میں آیا کب حسیں
پوچھ لو تاریخ سے مقصودؔ ہے اِک ہی جواب
خوبصورت اُن سے کوئی ہے ؟ نہیں ہرگز نہیں

نُورٌ نُور پیشانی مبارک

حافظ ابن ابی خیثمہ بیان کرتے ہیں !

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أجلى الجبين، إذا طلع جبينه من بين الشعر أو طلع من فلق الشعر أو عند الليل أو طلع بوجهه على الناس، تراءى جبينه كأنه السراج المتوقد يتلألأ، كانوا يقولون هو صلى الله عليه وآله وسلم.

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک پیشانی روشن تھی۔ جب زلفوں سے پیشانی ظاہر ہوتی، یا دن کے وقت ظاہر ہوتی، یا رات کے وقت

دکھائی دیتی یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کے سامنے تشریف لاتے تو اُس وقت جبینِ انور یوں نظر آتی جیسے روشن چراغ ہو جو چمک رہا ہو۔ یہ حسین اور دلکش منظر دیکھ کر لوگ بے ساختہ پکار اُٹھتے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(سیرۃ النبویہ ابن عساکر ج ۳ ص ۲۰۲)

اُن کی پیشانی ہے نورانی خدا کے نُور سے
اُن کی پیشانی میں جلوۂ خدا کی ہے جھلک
اُن کی پیشانی سے لیتے نور مہر و ماہ ہیں
اُن کی پیشانی کے ہیں مقصود شیدائی ملک

سرکارِ دوعالم نُورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سراپا اخلاق و مروّت تھے اور ہر آنے والے سے کشادہ رُوئی سے ملتے خواہ کوئی آپ کا جاننے والا ہوتا یا بیگانہ سب کے ساتھ خندہ روئی کے ساتھ ملتے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مُلاقات کے وقت آنے والے کی تمام پریشانیاں دور ہو جاتیں، بیمار آتا تو تندرست ہو جاتا۔

پریشان حال آتا تو خوشحال ہو جاتا۔

مانگنے والا آتا تو جھولی بھر کے لے جاتا۔

بھوکا آتا تو دسترخوانِ نبوت سے سیر ہو جاتا۔

پیاسا آتا تو ساقیِ کوثر سے جامِ مراد لے لیتا۔

بے رنگ آتا تو صبغۃ اللہ کے رنگ میں رنگا جاتا۔

اعرابی آتا تو صحابی بن جاتا۔

بے ذوق آتا تو ذوق والا بن جاتا۔

بے نُور آتا تو چمکنے والا بن جاتا۔

ذرہ آتا تو ستارا بن جاتا۔

قطرہ آتا تو دریا بن جاتا۔

غرضیکہ جب بھی کوئی آپ کے دولت کدہ پر حاضر ہوتا آپ کی زیارت سے مشرف ہوتا تو

اُس کو دونوں جہان کی خوشیاں حاصل ہو جاتیں۔

آپ کی جبینِ اقدس پر کبھی اُکتاہٹ اور بیزاری نہ ہوتی بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی روشن جبین سے دلوں کی کدورتیں اور گناہوں کی ظلمتیں مٹ جاتیں اور آنے والا ایسا کیف وسرور لے کر لوٹتا کہ اُس کا دل اور اُس کی روح آپ کے قدمین شریفین میں ہی رہ جاتی اور اُس کے ذوقِ دید اور شوقِ نظر میں اور اضافہ ہو جاتا۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واسع الجبین.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کشادہ پیشانی والے تھے۔

(شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۶) (جامع الصغیر ج ۱ ص ۳۵)

اہلِ سیر بیان کرتے ہیں کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیشانی مبارک سے نیک بختی، سعادت مندی اور نورانیت مترشح ہوتی تھی اور سرنوشت (جو ماں کے شکم میں لکھا جاتا ہے) اُس کا مقام ہمیشہ ہے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے! قدرتی طور سے آپ کی پیشانی مبارکہ پر ایک نورانی چمک تھی۔ چنانچہ دربارِ رسالت کے شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اس حسین وجمیل نورانی منظر کو یوں بیان کیا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے یعنی اندھیری رات میں پیشانی ظاہر ہوئی تو اس طرح چمکتی ہے جس طرح رات کی تاریکی میں روشن چراغ چمکتے ہیں۔

(مصطفیٰ جانِ رحمت ص ۲۹۰) (مدارج النبوت)

اُچیاں شاناں والا سوہنا نوری نوری چہرہ
متھے تے مقصودؔ ہے سج دا واہ یٰسین دا سہرا

حضرت ابوہریرہ کا قول

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے روئے انور کا تذکرہ فرماتے تو آپ کی طٰہٰ پیشانی کا نقشہ یوں کھینچتے۔

کان مفاض الجبین.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبینِ اقدس کشادہ تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۵) (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۷)

مصطفٰے کی نُوری پیشانی کا کرکے تذکرہ
ہم نے ہے مقصودؔ اپنے دل کو نُوری کر لیا

مورخین اور اہلِ سیر لکھتے ہیں کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کی خبر بذریعہ وحی دی اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اوصاف وکمالات اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک اِن الفاظ سے بیان فرمایا۔

الصلت الجبین۔ (وہ نبی) کشادہ پیشانی والے ہیں۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۷۸) (البدایہ والنہایہ ج ۲ ص ۷۸)

اُن کی پیشانی کو طٰہٰ ہے کہا قرآن میں
وصف اُن کے حُسن کیا کر لے بیاں
وہ ہیں محبوبِ خدا مقصودؔ ہیں مطلوب ہیں
اُن کو اُنکے رب نے دی ہیں بالیقیں سب خوبیاں

سرِ اقدس

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ اقدس مخزن علم وحکمت تھا، آپ کا سرِ اقدس خوبصورت، دلنشیں نہ بہت چھوٹا نہ بہت بڑا بلکہ حدِ تناسب کا خوبصورت مظہر تھا۔ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وجاہت آپ کے رُوئے پرنور سے ظاہر تھی۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم الهامة.

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سرِ انور اعتدال کے ساتھ بڑا تھا۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۲۲) (شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۵)

موزونیت کے ساتھ بڑا سرِ اقدس

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ضخم الرأس.

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سرِ اقدس موزونیت کے ساتھ بڑا تھا۔

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۲۰۴)(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۶۶۲)

جو عقلِ کُل کا مرکز تھا مرے محبوب کا سر تھا
بڑا ہی معتدل وہ مقصودِ ماہِ منور تھا

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں! سر کی بزرگی، وفورِ عقل اور جودت فکر کی بنا پر دلیل ہے کہ سر جو ہر دماغ کا عامل ہوتا ہے پر سر کو عظیم کہنے سے کوتاہی اور چھوٹائی کی نفی کرنا مقصود ہے ورنہ آپ کے تمام اعضاء وجوارح میں وجود واعتدال کی رعایت کی گئی ہے۔

(مدارج النبوۃ جلد اول)(مصطفےٰ جانِ رحمت اول ص ۵۰۰)

شیخ ابراہیم بیجوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

عظم الرأس دليلٌ على كمال القوى الدماغية. و هو آية النجابة.

سرِ (اقدس) کا بڑا ہونا دماغی قویٰ کے کامل ہونے کے ساتھ ساتھ سردارِ قوم ہونے کی بھی دلیل ہے۔

(مواہب اللدنیہ ص ۱۳)

اعتدال کے ساتھ سر کا بڑا ہونا قابلِ ستائش ہے جیسا کہ عبدالرؤف مناوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! و عظم الرأس ممدوح لأنه آعون على الإدراكات و الكمالات.

''سر کا بڑا ہونا قابلِ ستائش ہوتا ہے، کیونکہ یہ اَمر (حقائق کی) معرفت اور کمالات کے لئے معین ومددگار ہوتا ہے۔

(جمع الوسائل ج ۱ ص ۴۲)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سرِ انور کا معتدل بڑا ہونا عظیم الشان رفعت و بلندی کی علامت ہے۔

فِدَاكَ کُلُّ شَیْءٍ یَا رَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

چشمانِ

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اُن کی آنکھیں خوبصورت ، دلنشین و دلکشا
اُن کو ہے مقصود مازاغ البصر رب نے کہا

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو حُسنِ کمال عطا فرمایا آپ کا ہر عضوِ جسم خصائص و کمالات کا ایسا مُرقع ہے جس کی مثال محال تر ہے کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ہر عیب سے منزہ پیدا فرمایا۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام اعضائے جسم تناسب و خوبصورتی کا خاص نمونہ ہیں۔

سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چشمانِ مبارک سُرمگیں، پُرکشش، جاذبِ نظر اور سُرخ ڈوروں سے مزین تھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کی آنکھوں کا تذکرہ فرماتے ہوئے کہا!

مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی

(سورۃ النجم آیت ۱۷)

اُن کی چشمِ سُرمگیں مازاغ کی عظمت لئے
جلوۂ ذاتِ الٰہی دیکھتی مقصود ہیں

سرکار کی کمال قوت اظہار

مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں ! اِس میں سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کمالِ قوت کا اظہار ہے کہ اس مقام میں جہاں عقلیں حیرت زدہ ہیں آپ ثابت رہے اور جس نور کا دیدار مقصود تھا اس سے بہرہ اندوز ہوئے، داہنے بائیں کسی طرف ملتفت نہ ہوئے، نہ مقصود کی دید سے آنکھ پھیری، نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرح بے ہوش ہوئے بلکہ اس مقامِ عظیم میں ثابت رہے۔

سُرمگیں آنکھیں ہیں اُن کی دلنشین و پُرضیاء
اُن کی آنکھوں کی کوئی تعریف کر سکتا ہے کیا
وہ حسیں مقصود آنکھیں دیکھیں جلوۂ خدا
آیتوں میں اُن کو رب نے ماطغیٰ خود ہے کہا

قارئین! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین بیان کرتے ہیں کہ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ مبارک خوب سیاہ، کشادہ، خوب صورت اور پُرکشش تھیں۔ پتلی کے علاوہ آنکھوں کا بقیہ حصہ سفید تھا مگر اُس میں سرخی ہم آمیز یعنی گھلی ہوئی نظر آتی تھی، یوں لگتا تھا کہ اس میں ہلکا سا سرخ رنگ کسی نے گھول کر ملا دیا ہے اور دیکھنے والے کو وہ سرخ ڈورے دکھائی دیتے تھے۔

جس پہ بھی ہیں ڈال دیتے اپنی چشم ناز کو
جان لیتے ہیں محمد اُس کے دل راز کو

میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ مبارک کے حوالہ سے خوبصورت بات رقم فرمائی ہے!

اَکھاں نُوری کٹورے نے
سُرمہ طغیٰ دا اے مازاغ دے ڈورے نے

سُرخ ڈورے تھے

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أشكل العينين.

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ مقدسہ کے سفید حصے میں سرخ رنگ کے ڈورے دکھائی دیتے تھے۔"

(جامع ترمذی ج ۵ ص ۶۰۳) (مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۸)

وہ پیاری آنکھوں کے سُرخ ڈورے
دلوں کو اِک جامِ نور بخشیں

گھنی اور سیاہ چشمانِ مبارک

قارئین! سرکارِ دوعالم، نورِ مجسم احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام نے قُربِ خاص میں رہتے ہوئے اللہ کے حبیب کی صورت وسیرت رعنائی وزیبائی کا خاص

لطف لیا جس کا اظہار اِن مقدس روایات سے ہو رہا ہے کہ وہ کس باریک بینی کے ساتھ اپنے محبوب کے جلوؤں کو دیکھا کرتے تھے۔ اسی حوالہ سے ایک اور خوبصورت روایت ملاحظہ فرمائیں۔

مولائے کائنات حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام روایت فرماتے ہیں! رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آنکھیں کشادہ اور سیاہ تھیں۔

(دلائل النبوۃ ج۱ ص ۲۱۳)(طبقات ابن سعد ج۱ ص ۴۱۰)

پاک نبی دیاں سوہنیاں سوہنیاں پیاریاں پیاریاں اکھیاں
رب مقصودؔ نبی دیاں قدرت نال نکھاریاں اکھیاں

دراز پلکیں

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چشمانِ مبارک کی پلکیں گہری سیاہ، دراز اور گھنی تھیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے!

كان أهدب أشفار العينين.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چشمانِ مقدسہ کی پلکیں نہایت دراز تھیں۔

(طبقات ابن سعد ج۱ ص ۴۱۴)

حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا نے جب حسنِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جھلک دیکھی تو دیکھتی ہی رہ گئیں حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پلکوں کے حوالہ سے انہوں نے جو الفاظ کہے وہ کُتبِ احادیث میں یوں مرقوم ہیں! في أشفاره وطف. حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پلکیں دراز ہیں۔

(المستدرک حاکم ج۳ ص ۱۰)(دلائل النبوۃ ج۱ ص ۲۷۹)

چشمانِ مبارک کی پُتلی سیاہ تھی

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے کہ! وكان أسود الحدقة.
"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چشمانِ مقدسہ کی پتلی نہایت ہی سیاہ تھی۔"

(البدایہ والنہایہ ج۶ ص ۱۶)(خصائص کبریٰ ج۱ ص ۱۲۵)

سُرمگیں آنکھیں

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا حضرت ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ کی کفالت اور آپ سے محبت کا حق ادا فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سارا بچپن آپ ہی کے ساتھ گذرا آپ اپنے بھتیجے کی محبت میں اِسقدر مستغرق تھے کہ دشمنوں کے ڈر سے کہ کہیں وہ آپ کو نقصان نہ پہنچادیں ساری رات آپ کا بستر تبدیل فرماتے رہتے۔ اسی طرح صبح ہوجاتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت ابو طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نیند سے بیدار ہوتے تو سر کے بال بکھرے نہ ہوتے اور نہ ہی آپ کی آنکھوں میں دوسرے لوگوں کی طرح نیند کے اثرات ہوتے بلکہ ہمیشہ تروتازہ بیدار ہوتے۔

کان الصبیان یصبحون رُمصاً شعثاً. و یصبح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. دھیناً کحیلاً.

عام طور پر بچے جب نیند سے بیدار ہوتے ہیں تو ان کی آنکھیں بوجھل اور سر کے بال الجھے ہوئے ہوتے ہیں، لیکن جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم بیدار ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ انور میں تیل اور آنکھوں میں سرمہ لگا ہوتا۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۴۱)(طبقات ابن سعد ج ا ص ۱۲۰)

ابھی سُرمہ ڈالا ہو

قارئین! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ مبارک سُرمگیں تھیں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کی چشمانِ مبارک کو سُرمہ سا بنا دیا کہ جو بھی آپ کی نورانی آنکھوں کو دیکھتا تو دیکھتا ہی رہ جاتا، اُسے محسوس ہوتا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی ابھی چشمانِ مبارک میں سُرمہ لگا کر آئے ہیں اس بات کی گواہی حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے ملتی ہے۔

کنتُ إذا نظرتُ إلیہ. قلتُ!

اکحل العینین ولیس بأکحل.

میں جب بھی آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ مقدسہ کا نظارہ کرتا تو اُن میں سرمہ لگا ہونے کا گمان ہوتا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت سرمہ نہ لگایا ہوتا۔

(جامع ترمذی ج ۵ ص ۶۰۳) (الوفا ابن جوزی ص ۳۹۳)

اَکھاں وچ قُدرتی سُرمے دی دھاری
دِلاں نُوں قتل کر دی جیوں کٹاری

(مولوی غلام رسول عالمپوری رحمۃ اللہ علیہ)

نیچی نظروں کی شرم وحیاء پر درود

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اکثر اپنی نگاہوں کو زمین کی طرف جھکا کر رکھتے آپ کی عادتِ مبارکہ تھی کہ آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات نہ کرتے بلکہ گوشہء چشم سے دیکھتے، شمائلِ ترمذی میں اِسی عادتِ شریفہ کا ذکر اِن الفاظ میں ملتا ہے!

خافض الطرف، نظره إلى الأرض أكثر من نظره إلى السماء.

”آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر پاک اکثر جھکی رہتی اور آسمان کی نسبت زمین کی طرف زیادہ رہتی۔“

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۳۰) (شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۸)

دن اور رات میں یکساں دیکھنے والی آنکھیں

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بصارت کا یہ عالم تھا کہ آپ روشنی وتاریکی میں برابر دیکھ لیتے تھے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ مبارک کا اعجاز ہی تو ہے کہ آپ دن اور رات میں ایک ہی طرح دیکھ لیتے تھے کہاں ہیں حضور سے مثلیت کا دعویٰ کرنے والے، بتائیں کہ کیا وہ یا اُن کا کوئی بڑا ایسی قدرت رکھتا ہے کہ اندھیرے میں دیکھ سکے۔

سائنس بھی یہی کہتی ہے اور فلسفہء بصر ونظر کے ماہرین کا بھی یہی فیصلہ ہے کہ آنکھوں سے دیکھنے کے لئے روشنی اور اُجالا لازمی اَمر ہے روشنی کے بغیر دیکھنا ممکن ہی نہیں لیکن ہمارے آقا و مولا شبِ اسریٰ کے دولہا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے روشنی اور اُجالا ضروری نہیں آپ کو اللہ تعالیٰ نے وہ نُوری چشمانِ مبارک عطا فرمائی ہیں جو ہر وقت ہر جگہ دیکھنے کی قُدرت رکھتی ہیں۔

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يرى بالليل فى الظلمة كما يرى بالنهار من الضوء.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات کی تاریکی میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جیسے دن کی روشنی میں۔

(دلائل النبوۃ ج ۶ ص ۷۵)

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۰۴) (الوفا ابن جوزی ص ۳۴۹)

اُن کی آنکھوں کا یہ مقصود اعجاز و کمال
روشنی میں اور اندھیرے میں ہیں یکساں دیکھتیں

رکوع و سجود مخفی نہیں

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی مثل کہنے والو دیکھو تو میرے آقا و مولا اعجاز نظر تمہارے مثلیت کے دعوؤں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح نیست و نابود کر رکھا ہے اُس نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو جو کمالات عطا فرمائے وہ کسی اور کے حصّہ میں نہ آئے۔ کائنات عالم میں کوئی شخص ایسا نہیں جو آگے اور پیچھے یکساں طور سے دیکھ سکے یہ اَمرِ محال ہے کیونکہ قوتِ بصارت آنکھوں کو ہی عطا کی گئی ہے اور آنکھیں انسان کے چہرے پر ہوتی ہیں ان آنکھوں سے پیچھے دیکھنا عقلاً بھی محال ہے ظاہر ہوا کہ ہمارے آقا و مولا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی جسمِ اقدس سراپا معجزہ ہے اِسی لئے آپ آگے اور پیچھے یکساں طور سے دیکھ لیتے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

هل ترون قبلتي هاهنا؟ فو الله! ما يخفي عليّ خشوعكم و لا ركوعكم، إني لأراكم من وراء ظهري.

تم میرا چہرہ قبلہ کی طرف دیکھتے ہو؟ خدا کی قسم! تمہارے خشوع (وخضوع) اور رکوع مجھ سے پوشیدہ نہیں، میں تم کو اپنے پیٹھ پیچھے سے بھی دیکھتا ہوں۔

(مسلم شریف ج ۱ ص ۳۱۹) (بخاری شریف ج ۱ ص ۱۶۱)

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۰۴) (الوفا ابن جوزی ص ۳۴۹)

اُن کی آنکھوں کا ہے یہ مقصودِ اعجاز و کمال
آگے پیچھے کے ہیں منظر آنکھیں یکساں دیکھیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

ایها الناس! إني إمامكم فلا تسبقوني بالركوع و لا بالسجود، ولا بالقيام ولا بالانصراف فإني أراكم أمامي و من خلفي.

اے لوگو! میں تمہارا امام ہوں، تم رکوع، سجود، قیام اور نماز ختم کرنے میں مجھ سے سبقت نہ کیا کرو، میں تمہیں اپنے سامنے اور پچھلی طرف (یکساں) دیکھتا ہوں۔

(مسلم شریف ج ۱ ص ۱۸۰) (مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۲۵)

وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! انی اریٰ ما لا ترون.

"میں وہ سب کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے۔"

(جامع ترمذی ج ۴ ص ۵۵۶)

(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۱۰) (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۱۳)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا!

إن الله زوى لِيَ الأرض، فرأيتُ مشارقها و مغاربها.

بیشک اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے اس کے شرق وغرب کو دیکھا۔

(مسلم شریف ج ۴ ص ۲۲۱۵)

(جامع ترمذی ج ۴ ص ۴۷۲) (سنن ابوداؤد ج ۴ ص ۹۷)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو جو خصائص عطا فرمائے وہ تمام انسانوں سے الگ تھلگ ہیں تمام عالم کو دیکھنا یہ بھی اعجازِ نظر ہے اور زمین کے شرق وغرب کو دیکھنا یہ بھی اعجاز نظر ہے وہ لوگ جو آپ سے مثلیت کے دعویدار ہیں جو کہتے ہیں نبی کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں وہ بتائیں کہ جس نبی کا کلمہ پڑھ کر تم مسلمان ہونے کے دعویدار ہوا سی نبی نے تمہیں یہ بتایا ہے کہ میرے اللہ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا تو میں نے شرق وغرب کو جان لیا۔

کیا اللہ تعالیٰ اس پر قادر نہیں کہ وہ اپنے محبوب پر مشرق ومغرب کو ظاہر فرمادے؟

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ اعجاز نظر عطا فرمایا ہے جو کسی اور کے حصہ میں نہ آیا۔

ساری دنیا ہتھیلی پر

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

إن الله قد رفع لي الدنيا. فأنا أنظر إليها و إلى ما هو كائن فيها إلى يوم القيامة. كأنما أنظر إلى كفي هذه.

"بیشک اللہ نے میرے لئے دنیا اٹھا کر میرے سامنے کر دی۔ پس میں دنیا میں جو واقع ہو رہا ہے اور جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے اُسے یوں دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنی اس ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں۔"

(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۸۵)

رب نے شاہد ہے بنایا بالیقیں محبوب کو
کوئی شے بھی مصطفٰے کی آنکھ سے اوجھل نہیں

حوضِ کوثر کا مشاہدہ

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے! ان موعدکم الحوض، وإني لأنظر إليه من مقامي هذا.

بیشک (میرے ساتھ) تمہاری ملاقات کی جگہ حوضِ کوثر ہے اور میں اُسے یہاں اِس مقام سے دیکھ رہا ہوں۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۴۸۶) (مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۵۴)

عرش فرش دی ہر اِک شے نوں میرا سوہنا ویکھے
اَکھ مازاغ تھیں ویکھیا رب نوں رہے نہ کوئی بھلیکھے

(محمد مقصود مدنی)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حوضِ کوثر کو ملاحظہ فرمالیا اور اپنے غلاموں کو اُس کی خبر دی تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں سے کسی صحابی نے اِس کا انکار نہیں کیا کہ آپ یہ کیسے دیکھ رہے ہیں اس لئے کہ غیب تو اللہ تعالیٰ کی صفت ہے وہ صحابی تھے جو یہ کہتے تھے کہ آپ نے ہمیں اللہ تعالیٰ کی توحید کا سبق دیا ہے آپ ہی کے فرمانے سے ہم نے اللہ کی ذات کو جانا ہے لیکن ایسے بھی لوگ چودھویں صدی میں موجود ہیں جو حضور کی نگاہِ کرامت کے اعجاز کو تسلیم نہیں کرتے۔

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا!

ما من شئي كنت لم أره إلا قد رأيته في مقامي هذا، حتى الجنة والنار.

کوئی ایسی شے نہیں جو میں نے نہیں دیکھی مگر اس مقام پر دیکھ لی یہاں تک کہ جنت و دوزخ (کو بھی)۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۷۹) (مسلم شریف ج ۲ ص ۶۲۴)

اُن کی آنکھیں فرش سے جنت کا منظر دیکھ لیں
اُن کی آنکھیں آگے اور پیچھے برابر دیکھ لیں
اُن کی آنکھوں کی کرے مقصود کیا عظمت بیاں
اُن کی آنکھیں مردوں کو قبروں کے اندر دیکھ لیں

حضور نے اللہ کو دیکھا

قارئین! حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چشمانِ مبارک سے اللہ تبارک وتعالیٰ کا دیدار کیا بعض لوگ آیت کریمہ لا تدرکہ الابصار سے اِستدلال کرتے ہوئے کہہ دیتے ہیں کہ دیدار الٰہی ناممکن اور محال ہے۔

احادیث صحیحہ اور صحابہ کرام کے اقوال سے ثابت ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی چشمانِ مقدسہ سے اپنے رب کو دیکھا۔ جیسا کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عائش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

رایت ربی عزوجل فی احسن صورۃ
میں نے اپنے رب کو احسن صورت میں دیکھا۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۶۹)

سب حسینوں سے ہیں آقا کی نرالی آنکھیں
بے حجاب حُسنِ خدا دیکھنے والی آنکھیں
ماطغیٰ جن کے لئے حق نے کہا ہے مقصود
ساری آنکھوں سے ہیں پیارے کی مثالی آنکھیں

اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا! بلاشبہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کو دو مرتبہ دیکھا ایک بار سر کی آنکھ سے اور ایک بار دل کی آنکھ سے۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۶۱)

سر دی اَکھ تھیں ویکھیا رب نوں محبوبِ سبحانی
مازاغ دی آیت تُوں وی پڑھ مقصود قرآنی

دیدارِ خدا سے امتیاز بخشا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت ہے!

بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلّت سے اور موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے دیدار سے امتیاز بخشا۔

(زرقانی علی المواہب ج ۶ ص ۱۱۷) (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۶۱)

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چشمانِ مقدسہ کی بصارت کی گہرائی اور گیرائی کا یہ عالم تھا کہ اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چاہتے تو عرشِ معلےٰ سے تحت الثریٰ تک ساری کائنات بے حجاب ہوکر نظر کے سامنے آجاتی۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے فرماتے ہیں!

ان محمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رای ربه عزجل

بلا شبہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

(زرقانی علی المواہب ج ۶ ص ۱۱۸)

امام احمد بن حنبل کا قول

حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا قول حضرت قاضی عیاض اُندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہورِ عالم کتاب شفا شریف میں نقل فرمایا ہے!

میں حدیث ابن عباس کے مطابق عقیدہ رکھتے ہوئے کہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے رب کو اسی آنکھ سے دیکھا تو دیکھا دیکھا دیکھا، یہاں تک فرماتے رہے کہ سانس ٹوٹ گئی۔

(شفا شریف ج ۱ ص ۱۲۰)

جلوۂ محبوب کا ہے معجزہ

قرآن پاک میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دیدارِ الٰہی کے لئے عرض کی کہ

"رَبِّ اَرِنِي (اے رب! مجھے (اپنا جلوہ) دکھا)

تو باری تعالیٰ نے اپنی صفاتی تجلی کوہِ طور پر ڈالی جس کے نتیجے میں کوہِ طور جل کر خاکستر

ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام غش کھا کر گر گئے۔ اور بے ہوشی کے عالم میں چالیس دن تک رہے۔ جب افاقہ ہوا تو اُس صفاتی تجلی کی بدولت اُن کی بصارت کا یہ عالم ہو گیا کہ آپ تیس تیس میل کے فاصلے پر کالے رنگ کے پتھر میں سیاہ رات کے اندر چیونٹی کو آنکھوں سے چلتا ہوا دیکھ لیتے تھے۔

(شفا شریف)

قارئین! جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے صفاتی تجلی سے نوازا جس کی بدولت اُنہیں اتنی بصارت مل گئی تو وہ ذات جس کو درجۂ محبوبیت حاصل ہے اُن کی بصارت کا کیا عالم ہوگا، بایں وجہ کہ اُنہوں نے ربِ کائنات عزوجل کی تجلیات کا اپنی چشمانِ مبارک سے مشاہدہ فرمایا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لامکان پر اپنے رب کا براہِ راست دیدار فرمایا۔ جس کا اعلان اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں فرمایا ہے!

مَازَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی

نہ نگاہ جھپکی نہ حد سے بڑھی

(سورۃ النجم آیت ۱۷)

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود فرمایا!

"میں نے اللہ کو (شانِ کمالی کے مطابق) پیاری صورت میں دیکھا، اللہ تعالیٰ نے اپنا دستِ قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا تو میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے سینے کے اندر محسوس کی جس کے بعد ہر شے میرے سامنے عیاں ہو گئی۔"

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں۔

فعلمت مَا فی السمٰوٰت والارضِ.

"پس میں نے آسمانوں اور زمین کی ہر شے کو جان لیا۔"

(جامع ترمذی ج ۵ ص ۳۶۶) (سنن دارمی ج ۲ ص ۵۱)

حُسنِ مطلق کو دیکھا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے انبیاء کرام کو مراتب عالیہ عطا فرمائے کسی نبی سے کلام کیا کسی کو

آسمانوں کی بلندی پر اُٹھالیا۔ کسی نبی کو اپنے خِلّت کا شرف عطا فرمایا۔ کسی نبی کو حُسنِ کمال عطا کیا۔

الغرض! اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبیوں کو مختلف شانیں عطا فرمائیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کو وہ سب صفات عطا فرمائیں جو دیگر انبیاء کو فرداً فرداً ملی لیکن آقا کو سب صفات عطا فرمائیں۔

سب سے بڑھ کر یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کریم علیہ التحیۃ والتسلیم کو اپنے حسن مطلق کا جلوہ عطا فرمایا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہایت طمانیت سے اپنے رب کے جلوؤں کو ملاحظہ فرمایا۔

رب دی صفت دی اِک تجلی موسیٰ پاک نے ویکھی
اوس تجلی نال نظر سی تیز اوہناں دی ہوگئی
کئی میلاں توں ٹردی پھردی تک لیندے سی کیڑی
جس مقصود خدا نوں تکیا اوہدی نظر اے کیسی

(محمد مقصود مدنی)

جنگ کے واقعات بیان فرمادیئے

قارئین! اِس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زمان ومکان کی حدود سے ورئی دیکھنے پر قادر ہیں۔ جس کی کئی اَمثال ہمارے سامنے موجود ہیں عرشِ الٰہی کو دیکھنا آسمانوں کے مشاہدات جنت کا مشاہدہ، جنت کے پھلوں کا مشاہدہ اَب آپ ایک روایت ملاحظہ فرمائیں جس میں ہزاروں میل دور سے لشکر کی خبر دی گئی ہے۔

اِمام ابو نعیم حضرت یعلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ جب حضرت یعلیٰ جنگ موتہ کے واقعات حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سُنانے کے لئے آئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُنہیں فرمایا یعلیٰ!

اِنْ شِئْتُ فَاَخْبِرْنِيْ وَ اِنْ شِئْتَ فَاَخْبَرْتُكَ قَالَ فَاَخْبِرْنِيْ يَارَسُوْلَ اللهِ فَاَخْبَرَهُمْ كُلَّهٗ وَوَصَفَهٗ

اگر تم کہو تو جنگ موتہ کے حالات تم سے پہلے میں سُنا دوں اور اگر تم چاہو تو تم

خود مناو یعلیٰ نے عرض کی! یارسول اللہ آپ ہی بیان فرمادیں۔ تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنگ موتہ کے تمام واقعات بیان فرمادیئے۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۵۹)

اُن کی آنکھوں کی ہے عظمت کا بیاں قُرآن میں
ہیں بیاں آنکھوں کی پیاری خوبیاں قُرآن میں
ماطغیٰ جن کو کہے مقصودؔ رب العالمین
مصطفےٰ کی آنکھ کے نوری نشاں قرآن میں

قارئین کرام! حضور سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چشمانِ مبارک کی عظمتوں کا کیا کہنا آپ سفرِ معراج میں مکۃ المکرمہ سے مسجد اقصیٰ کی طرف براق پر بیٹھے جارہے تھے کہ آپ نے بلندیوں سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اُن کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جس کا ذکر مسلم شریف کی حدیث میں بھی موجود ہے۔

جب قبر موسیٰ سے گذر فرمایا دیکھا کہ وہ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہیں۔

(صحیح مسلم شریف، حلیۃ الاولیاء، جان جانِ کائنات ص ۵۹)

اُن کی آنکھیں قبر میں موسیٰ نبی کو دیکھ لیں
اُن کی آنکھیں اپنے ہر اِک اُمتی کو دیکھ لیں
اُن کی آنکھوں کی کرے مقصودؔ کیا عظمت بیاں
اُن کی آنکھیں بات دل میں بھی چھپی کو دیکھ لیں

جعفر طیار جنت میں ہیں

ابن سعد ابو عامر سے روایت کرتے ہیں کہ جب مدینہ منورہ میں حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کی اطلاع پہنچی تو تھوڑی دیر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم غمگین رہے پھر مسکرانے لگے صحابہ کرام نے مسکراہٹ کا سبب دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مجھے میرے صحابہ کی شہادت کا رنج ہوا لیکن ابھی میں نے دیکھا کہ جعفر اپنے بھائیوں کے ساتھ بہشت میں ایک دوسرے کے مقابل تخت پر بیٹھے ہیں یہ دیکھ کر میں مسکرایا۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۲۶۰)

معلوم ہوا کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چشمانِ مبارک کے لئے دوری اور بُعد کچھ حیثیت نہیں رکھتے۔ یہی وجہ ہے کہ مدینہ طیبہ میں بیٹھ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم حضرت جعفر طیار اور اپنے دیگر اصحاب کو ایک دوسرے کے مقابل جنت میں بیٹھے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ تو جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ طیبہ میں جنت کا مشاہدہ فرما رہے ہیں وہ اپنے غلاموں کے احوال کو بھی جانتے ہیں۔ اِس لئے تمام مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہونا چاہیے کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں ہمیں دیکھ رہے ہیں۔

دیکھتے ہیں میرے آقا جانتے ہیں سب کو وہ
ہر خبر مقصودؔ ہے جنت کی اُن کو دیکھ لو

(محمد مقصود مدنی)

حجابات اُٹھا دیئے گئے

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نگاہوں سے اللہ تبارک وتعالیٰ نے حجابات دُور فرما رکھے ہیں یہی وجہ ہے کہ آپ پوری کائنات کا مشاہدہ فرمانے پر قادر ہیں۔

مواہب الدنیہ میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

بے شک اللہ نے میرے لئے دُنیا کے حجابات اُٹھا دیئے پس میں دُنیا اور جو کچھ بھی اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کو ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی اِس ہتھیلی کو۔

(مواہب الدنیہ ج ۲ ص ۱۹۲) (خصائص حبیب الرحمٰن ص ۱۰۰)

حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات احمدِ مجتبیٰ حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی چشمانِ مبارک کی خصوصیات ہمارے حصر سے ماورئی ہیں۔

اسی روایت کو دیکھیں اس میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خود اعلان فرمادیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے تمام حجابات میری آنکھوں سے دُور فرما دیئے ہیں تو جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اپنا اعلان موجود ہے پھر وہ لوگ کس حیثیت سے یہ بات کرتے ہیں کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کا علم

نہیں۔ حضور غیب نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمائے۔

عجائباتِ عالم کا مشاہدہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مقدس اور نورانی آنکھیں اُن عجائب و غرائب عالم کا مشاہدہ فرماتی ہیں جو سب کی حدِ نظر سے باہر ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم زمین سے آسمان کے حالات کا مشاہدہ فرماتے ہیں جس کا اظہار اس حدیث مبارکہ سے ہو رہا ہے جو امام ترمذی نے حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے

> بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سُنتا ہوں جو تم نہیں سُنتے آسمان چرچراتا ہے اور اس کو لائق ہے کہ وہ چرچرائے کیونکہ آسمان پر چار اُنگل جگہ بھی ایسی نہیں جہاں فرشتے سجدہ میں نہ پڑے ہوں۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۶)

سُرمگیں آنکھیں ہیں اُن کی دلنشین و پُرضیاء
اُن کی آنکھوں کی کوئی تعریف کر سکتا ہے کیا
وہ حسیں مقصود آنکھیں دیکھیں جلوۂ خدا
آیتوں میں اُن کو رب نے ماطغیٰ خود ہے کہا

اَبرو مبارک

حضور سید الکونین عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ابرو مبارک باریک، خمدار اور جدا جدا تھے یعنی ایک دوسرے سے ملے ہوئے نہ تھے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أزج الحواجب سوابغ فی غیر قرن، بینهما عرق یدرہ الغضب.

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَبرو مبارک (کمان کی طرح) خمدار، باریک اور گنجان تھے۔ ابرو مبارک جدا جدا تھے اور دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو حالتِ غصہ میں ابھر آتی۔"

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۲۲)

(شمائل ترمذی ص ۲) (الوفا ص ۳۹۲)

تھی اِک رگ ابروؤں کے درمیاں آتی نظر سب کو
اُبھر آتی جو غصے میں تو وہ تڑپاتی تھی سب کو

(محمد مقصود مدنی)

ابروؤں کی رعنائی و دلکشی

باریک ابروؤں کے بارے میں ایک اور روایت یوں ہے!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دقیق الحاجبین.

"رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اَبرو مبارک نہایت باریک تھے۔"

(سبل الہدیٰ والرشاد ج ۲ ص ۲۱)

ابرو مبارک غیر متصل تھے

اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

ارباب سیر کہتے ہیں کہ صحیح روایت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غیر متصل ابرو تھے اور بظاہر یہ اتصال بہت گہرا نہ تھا جس سے دونوں ابروؤں کے بال باہم خوب پیوست ہو گئے ہوں اور نہ درمیان میں اتنی خالی جگہ تھی جسے غیر متصل کہا جائے۔ بلکہ چند خفیف بالوں اتصال تھا اِسی بنا پر اتصال وعدمِ اتصال کا اطلاق بادی النظر والخیال میں ہو سکتا ہے۔

اہل سیر فرماتے ہیں! کہ دونوں ابروؤں کے درمیان ایک رگ تھی جو حالتِ غضب میں نمودار ہوتی تھی نیز ابن ابی ہالہ کی حدیث میں ازج الحواجب آیا ہے۔

ازج کے معنی لمبی کمان، کثیر بال اور کشیدہ ابرو کے ہیں۔ اور دوسری روایت میں ازج الحواجب سوابغ کشیدہ ابرو گھنے بال آیا ہے۔

قاموس اور صحاح میں زج کے معنی باریکی ابرو یا درازی ابرو کے ہیں جیسے فارسی میں کمان ابرو کہتے ہیں۔

حسیں باریک تھے اور دلنشیں تھے آپ کے ابرو
حسینانِ جہاں سے بھی حسیں تھے آپ کے ابرو

(محمد مقصود مدنی)

بے مثال ابرو

بیہقی میں بعض صحابہؓ سے منقول ہے کہ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو احسن الوجہ عظیم الجبھۃ دقیق الحاجبین دیکھا ہے۔

یعنی آپ کا چہرہ نہایت حسین، عظیم پیشانی اور ابرو باریک تھے،

اعلیٰ حضرت مزید لکھتے ہیں!

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابیض الوجہ

كث اللحية احمر الماء في اهداب الاشفار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا منہ گورا، داڑھی گھنی، آنکھوں کے کووں میں سرخی پلکیں دراز۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

ہلال کیسے نہ بنتا کہ ماہِ کامل کو
سلام ابروئے شہ میں خمیدہ ہونا تھا

(سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت ج ۲ ص ۴۸۲)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خاص صفات عطا فرمائی ہیں جن میں کوئی بھی آپ کا ثانی نہیں۔ آپ کے ہر عُضوِ نور کو خاص فضیلت حاصل ہے جو دوسروں کے حصہ میں ہرگز نہیں آئیں، بے مثال محبوب کا سارا نورانی جسم بے مثال ہے۔

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے

موئے مبارک

اُن کے موئے پاک پر قربان حورانِ جناں
اُن کے موئے پاک کی عظمت کریں کیسے بیاں
جن سے برکت لیتے تھے مقصود اصحابِ رسول
جن ہے واللیل کہتا خود خدائے دوجہاں

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک بہت خوبصورت اور چمکدار تھے بال مبارک بالکل سیدھے اور نہ ہی پوری طرح گھنگھریالے بلکہ بین بین تھے۔
قرآن پاک میں آپ کی زُلفوں کا ذکر یوں فرمایا ہے!
وَالَّیْلِ اِذَا سَجٰی
مفسرین کرام اِس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں
امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ پہلے سوال اُٹھاتے ہیں کیا کسی مفسر نے ضحیٰ کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرۂ انور اور لیل کی تفسیر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زُلفوں کے ساتھ کی ہے؟ اور پھر خود ہی جواب مرحمت فرماتے ہیں۔ مفسرین کرام نے ضحیٰ سے چہرۂ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور لیل سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسوئے عنبریں مراد لئے ہیں۔
(تفسیر روح البیان ج ۱۰ ص ۴۵۳)(تفسیر روح المعانی ج ۳۰ ص ۱۷۸)

والیل زُلفیں کیسی تھیں

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے!
کان شعر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رجلا. لا جعد ولا سبط.
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلفیں نہ تو مکمل طور پر خمدار تھیں اور نہ بالکل سیدھی اکڑی ہوئی بلکہ درمیانی نوعیت کی تھیں۔"
(بخاری شریف ج ۵ ص ۲۲۱۲)(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۱۹)

رسولِ پاک کی زُلفیں نہ سیدھی تھیں نہ پُرخم تھیں
بہت ہی گہری تھیں مقصود دیتی نُور پیہم تھیں

لمبی زُلفوں والے آقا

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

ما رأیت من ذی لمة أحسن فی حلة حمراء من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، شعرہ یضرب منکبه.

میں نے کانوں کی لو سے نیچے لٹکتی زلفوں والا سرخ جبہ پہنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔

(سنن ابوداؤد ج ۴ ص ۸۱) (مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۱۸)

(ترمذی شریف ج ۴ ص ۲۱۹) (بخاری ج ۵ ص ۲۱۱۱)

دوسری روایت میں فرماتے ہیں!

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یضرب شعرہ منکبیه.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلفیں کاندھوں کو چوم رہی ہوتی تھیں۔

(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۱۹) (بخاری ج ۳ ص ۱۳۰۴)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آرائشِ گیسو کے مبارک معمول کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یسدل ناصیته سدل أهل الکتاب، ثم فرق بعد ذلك فرق العرب.

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیشانی اقدس کے اوپر سامنے والے بال بغیر مانگ نکالے پیچھے ہٹا دیتے تھے جیسا کہ اہلِ کتاب کرتے ہیں، لیکن بعد میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس طرح مانگ نکالتے جیسے اہلِ عرب نکالا کرتے۔

(تاریخ بغداد ج ۸ ص ۴۳۷)

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے!

وكان له شعر فوق الجُمّة ودون الوفرة.
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلفیں کانوں اور شانوں کے درمیان ہوا کرتی تھیں۔

(ترمذی شریف ج ۴ ص ۲۳۳)(ابوداؤد شریف ج ۴ ص ۸۲)

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک خمیدہ تھے، اگر سر اقدس کے بالوں کی مانگ بسہولت نکل آتی تو نکال لیتے تھے ورنہ نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سرِ اقدس کے بال مبارک جب لمبے ہوتے تھے تو کانوں کی لو سے ذرا نیچے ہوتے تھے۔

(معجم الکبیر ج ۲۲ ص ۱۵)(شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۶)

کبھی کانوں کی لو تک آپ کی آتی حسیں زُلفیں
بڑھ جاتے نُوری کندھوں تک کبھی ماہِ جبیں زُلفیں

(محمد مقصود مدنی)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زُلفِ مبارک کے حسن وجمال کا تذکرہ ان الفاظ میں کرتے ہیں!

له شعر يبلغ شحمة اليسرى، رأيته في حلة حمراء لم أر شيئًا قط أحسن منه.
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلفیں کانوں کی لو تک نیچے لٹکتی رہتیں، میں نے سرخ جبہ میں حضور اسے بڑھ کر کوئی حسین نہیں دیکھا۔

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۳۰۳)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم شديد سواد الرأس واللحية.
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریش مبارک اور سرِ انور کے بال گہرے سیاہ رنگ کے تھے۔ (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۸)

ایک دفعہ ابو رمثہ تمیمی رضی اللہ عنہ اپنے والدِ گرامی کے ہمراہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، بعد میں اُنہوں نے اپنے ہم نشینوں سے ان حسین لمحات کے حوالے سے گفتگو کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلفِ عنبرین کا تذکرہ یوں کیا!

وله لمة بها ردع من حناء.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک زلفیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کانوں کی لو سے نیچے تھیں جن کو مہندی سے رنگا گیا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۴ ص ۱۶۳) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۳۸)

کان کی لو کو چھوتی زُلفیں

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مربوعاً بعید ما بین المنکبین، وکانت جمتہ تضرب شحمۃ آذنیہ.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان فاصلہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زلفیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک کانوں کی لو کو چھوتی تھیں۔

(شمائل ترمذی ج ۱ ص ۴۸) (زاد المعاد ابن قیم ج ۱ ص ۱۷۷)

مرادِ رسول امیر المومنین سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حلیہ مبارک کا حسین تذکرہ کرتے ہوئے آپ کی زلفِ مشکبار کا تذکرہ یوں کیا!

کان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ذو وفرۃ.

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لٹکتی ہوئی زلفوں والے تھے۔

(سیرۃ النبویہ ج ۳ ص ۱۴۹)

شاہِ کونین کی ہیں پیاری معنبر زُلفیں
ہر گُلِ تر کو کئے جائیں معطر زُلفیں
اُن کی زُلفوں کا ہے مقصود زمانہ عاشق
ہیں یہ آیاتِ الٰہی سے منور زُلفیں

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراپائے مبارک کا ذکر محبت بھرے انداز میں کمالِ وارفتگی کے ساتھ کرتے رہتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عنبر بار زلفوں کا ذکر کرتے ہوئے مولائے کائنات سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حسن الشعر.

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک نہایت حسین وجمیل تھے۔

(دلائل النبوۃ ج ا ص ۲۱۷)

گیسوئے سیدِ عالم کی پھبن کیا کہنے
جن سے مہکتا ہے یہ عالم کا چمن کیا کہنے
زلف لہرائی جو محبوب خدا کی مقصودؔ
پھر لگے جھومنے سب سرو وسمن کیا کہنے

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے سرِ مبارک میں بکثرت تیل لگاتے داڑھی میں کنگھی کرتے اور اکثر وبیشتر اپنے سر پر تیل لگا کر اس پر کپڑے کا ایک ٹکڑا رکھ دیتے تاکہ اس کی چکناہٹ عمامہ پر نہ لگ سکے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم شديد سواد الراس واللحية

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اور داڑھی کے بال نہایت سیاہ تھے۔

حضرت ابوقر صافہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت ابن عساکر نے نقل کی ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم شديد سواد الشعر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسو بہت سیاہ تھے۔

حضرت علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کا بیان ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حسن الشعر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گیسو بہت خوبصورت تھے۔

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

آپ کے مبارک بال کانوں تک تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں۔

آپ کے بال کانوں اور دونوں شانوں کے درمیان تھے۔

مرویات میں آپ کے گیسوئے مبارک کا وصف بیان کرتے ہوئے تین الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ وفرۃ۔ لمۃ۔ جمۃ

وفرۃ! کانوں کی لوتک پہنچنے والے بال

لمۃ! کانوں اور کاندھوں کے بیچ تک پہنچنے والے بال

جمۃ! کاندھوں کو چھو لینے والے بال

جس موقعہ پر جس کیفیت میں گیسوئے پاک ہوا کرتے اسی منظر کی صحابہ کرام اپنے اپنے انداز سے عکاسی کرتے۔

(سیرت رحمۃ للعالمین ص ۶۹۴۔۶۹۵)

موئے مبارک کی تقسیم

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج کے موقع پر قربانی دینے سے فارغ ہوئے تو!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر انور کا دایاں حصہ حجام کے سامنے کر دیا، اس نے بال مبارک بنا دیئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کو بلایا اور ان کو وہ بال عطا کئے، اِس کے بعد حجام کے سامنے بائیں جانب کی اور فرمایا! بنادو، اس نے اُدھر کے بال بھی بنا دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ بال بھی حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو عطا کئے اور فرمایا! یہ بال لوگوں میں بانٹ دو۔

(مسلم شریف ج ۲ ص ۹۴۸) (سنن نسائی ج ۲ ص ۴۴۹) (مستدرک حاکم ج ۱ ص ۶۴۷)

خوشبو خوشبو زلفِ معنبر، تھی مقصودؔ وہ نرم ملائم
صلی اللہ علیہ وسلم، صلی اللہ علیہ وسلم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ آپ کے ساتھ کس طرح پیش آتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو کا پانی لینے کے لئے صحابہ ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کرتے ہیں آپ لعاب دہن پھینکتے ہیں تو اس پر بھی لوگ ٹوٹ پڑتے ہیں آپ کے جسم کا کوئی بال گرتا ہے تو اسے بھی وہ اٹھا کر رکھ لیتے ہیں۔

نبی موئے مبارک آپ خود تقسیم کرتے تھے
صحابہ اُن کی جاں سے بڑھ کے بھی تعظیم کرتے تھے

قارئین! اِن روایات سے معلوم ہوا کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی یہ منشاء تھی کہ آپ کے غلام آپ کے مبارک بالوں سے فیضیاب ہوں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین یہ کوشش کرتے تھے کہ اُن کے پاس آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک ہوں اور جس کے پاس یہ نعمتِ عظمٰی ہوتی وہ خوش نصیب سمجھا جاتا تھا آج کل بعض لوگ تبرکات کا انکار کرتے ہیں اور اُن کی تعظیم کو شرک کہتے ہیں اُن کو یہ سوچنا چاہیے کہ موئے مبارک بطور تبرک سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے صحابہ کو عطا فرمائے تھے۔

(عظمتِ موئے مبارک) (سیرۃ ابن ہشام جلد دوم ص ۲۷ ۱۳ اعتقاد پبلشنگ ہاؤس سوئیوالان دہلی)

ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں!

أن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم لما حلق رأسه،
كان أبو طلحة أول من أخذ من شعره.

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا سر مبارک منڈوایا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ ہی پہلے وہ شخص تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک لیے۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۷۵)

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک حاصل کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پروانہ وار بڑھتے۔ اسی طرح ایک اور روایت حضرتِ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں!

لقد رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، والحلّاق

يَحلِقه وأطاف به أصحابه. فما يريدون أن تقع شعرة إلا في يد رجل.

میں نے دیکھا کہ حجام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سر مبارک مونڈ رہا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد گھوم رہے تھے اور چاہتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی بال بھی زمین پر گرنے کی بجائے ان میں سے کسی نہ کسی کے ہاتھ میں گرے۔

(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۱۲) (مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۳۳)

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زُلفِ عنبرین کو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دنیا و مافیہا سے عزیز جانتے، ابن سیرین رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں!

میں نے عبیدہ سے کہا کہ ہمارے پاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کچھ موئے مبارک ہیں جن کو ہم نے انس رضی اللہ عنہ یا ان کے گھر والوں سے حاصل کیا ہے۔ عبیدہ نے کہا کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ان بالوں میں سے ایک بال بھی میرے پاس ہوتا تو وہ مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہوتا۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۷۵) (بیہقی سنن الکبریٰ ج ۷ ص ۶۷)

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

اس حدیث سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک سے برکت حاصل کرنا ثابت ہے۔

(فتح الباری عسقلانی ج ۱ ص ۲۷۴)

ایک اور روایت میں حضرت عبیدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لأن يكون عندي منه شعرة أحب إلي من كل صفراء و بيضاء اصبحت على وجه الأرض.

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بالوں میں سے ایک بال کا میرے پاس ہونا مجھے روئے زمین کے تمام سونے اور چاندی کے حصول

سے زیادہ محبوب ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۲۵۶) (طبقات ابن سعد ج ۳ ص ۵۰۶)

موئے مبارک سے توسل

حضرت صفیہ بنت نجدہ سے مروی ہے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی ٹوپی مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند موئے مبارک تھے۔ ایک دفعہ وہ ٹوپی کسی جہاد میں گر پڑی تو اس کے لینے کیلئے تیزی سے دوڑے جبکہ اس معرکے میں بکثرت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہید ہوئے، اس پر بعض لوگوں نے اعتراض کیا تو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا!

لم أفعلها بسبب القَلَنْسُوة، بل لما تضَمَّنَتْه من شَعرِه صلى الله عليه وآله وسلم لئلا أسلَب بر كتها وتقع في أيدي المشركين.

میں نے صرف ٹوپی کے حاصل کرنے کیلئے اتنی تگ ودونہیں کی تھی بلکہ اس لئے کہ اس ٹوپی میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک تھے مجھے خوف ہوا کہ کہیں اس کی برکت سے محروم نہ ہو جاؤں اور دوسرا یہ کہ یہ کفار و مشرکین کے ہاتھ نہ لگ جائے۔

(شفا شریف قاضی عیاض ج ۲ ص ۶۱۹)

بیماروں کو شفا ملتی ہے

حضرت اُم المومنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سید دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک تھے جو انہوں نے ایک چاندی کی ڈبیہ میں رکھے ہوئے تھے آپ کے پاس جب کوئی بیمار آتا تو آپ فرماتیں پانی کا پیالہ لاؤ پھر آپ اس مبارک ڈبیہ کو اس پیالے میں چکر لگا کر دے دیتیں اس پانی کو جو بیمار پیتا شفایاب ہو جاتا۔

(بخاری شریف جلد دوم ص ۸۷۵) (مشکوۃ شریف ص ۳۹۱)

حضرت یحییٰ بن عباد اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا! ہمارا ایک

سونے کا برتن (جلجل) تھا جس کو لوگ دھوتے تھے، اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال تھے۔ چند بال نکالے جاتے تھے جن کا رنگ حنا اور نیل سے بدل دیا گیا تھا۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۳۷)

حضرت عکرمہ بن خالد رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہوئے فرمایا!

عندی من شعر رسول اللّٰہ مخضوب مصبوغ فی سکة.

ہمارے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال ہیں جو رنگین اور خوشبودار ہیں۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۳۷)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پسِ مرگ بھی موئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حصولِ برکت کے خواہاں تھے۔ ثابت البنانی بیان کرتے ہیں کہ مجھے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا!
یہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایک بال مبارک ہے، پس تم اسے میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ وہ کہتے ہیں! میں نے وہ بال آپ رضی اللہ عنہ کی زبان کے نیچے رکھ دیا اور انہیں اس حال میں دفنایا گیا کہ وہ بال ان کی زبان کے نیچے تھا۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۱ ص ۱۲۷)

شاہ عبدالرحیم پر نظر کرم

قارئین محترم! اس واقعہ کو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی فارسی کتاب انفاس العارفین میں نقل فرمایا ہے لکھتے ہیں کہ!

والد گرامی حضرت شاہ عبدالرحیم فرماتے تھے کہ ایک دفعہ مجھے بخار ہوا اور مرض نے طول پکڑا کہ زندگی کی اُمید نہ رہی اس وقت ایک اونگھ سی آئی اور حضرت شیخ عبدالعزیز صاحب ظاہر ہوئے اور فرمایا اے فرزند حضرت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات تیری بیمار پرسی کو تشریف لا رہے ہیں اور شاید کہ اس طرف سے تشریف لائیں اور اسی طرف تیرے پاؤں ہیں۔ چارپائی کو ایسے طریق پر بچھانا چاہیے کہ تیرے پاؤں اس طرف نہ ہوں۔ میں بیدار ہوا مگر کلام کرنے کی طاقت نہیں تھی حاضرین کو اشارہ کیا کہ میری چارپائی کو اس طرف سے پھیر دیں۔ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا اے بیٹے! تیرا کیا حال ہے؟ اس کلام کی شیرینی مجھ پر ایسی غالب آئی کہ ایک عجیب قسم کا وجد اور بُکا اور اضطراب مجھ پر ظاہر ہوا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو اس طریق سے آغوشِ رحمت میں لیا کہ آپ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی، آپ کی قمیص مبارک میرے اشکوں سے تر ہو گئی اور آہستہ آہستہ اس وجد نے تسکین پائی اس وقت میرے دل میں آیا کہ مدتیں گزر گئیں کہ موئے مبارک کی آرزو رکھتا ہوں کتنا ہی کرم ہو اگر اس وقت کوئی چیز اس قبیل سے مرحمت فرمائیں اس خیال پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلع ہوئے اور ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو بال مبارک میرے ہاتھ میں دیئے۔ میرے دل میں خیال گزرا کہ یہ دو بال عالمِ شہادت میں بھی باقی رہیں گے یا نہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس خیال پر بھی مطلع ہوئے اور فرمایا کہ یہ دو بال اُس عالم میں بھی باقی رہیں گے۔

بعد ازاں آپ نے صحت کلی اور عمر کے لمبا ہونے کی بشارت دی اس وقت میں بیدار ہو گیا اور میں نے چراغ طلب کیا مگر ان بالوں کو اپنے ہاتھ میں نہ پایا غمناک ہوا اور حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف توجہ کی ایک غیبت سی واقع ہوئی اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام متمثل ہوئے اور فرمایا اے فرزند دانا! آگاہ ہو جا کہ ان دو بالوں کو ہم نے احتیاطاً تکیہ کے نیچے رکھا ہے وہاں سے تو پالے گا۔ میں بیدار ہوا اور بالوں کو وہاں سے پالیا اور تعظیم کے ساتھ ایک جگہ محفوظ کر دیئے۔

موئے مبارک کے خواص

شاہ عبدالرحیم فرماتے تھے! ان دو بالوں کے خواص میں سے ایک یہ ہے کہ اوّلاً آپس میں ملے ہوتے ہیں جب درود شریف پڑھا جائے تو دونوں الگ الگ سیدھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔

دوسرا یہ کہ ایک مرتبہ تین منکروں نے امتحان چاہا میں اس بے ادبی سے راضی نہ تھا جب مناظرہ نے طول پکڑا تو وہ عزیز (بغرض امتحان) ان دو بالوں کو دھوپ میں لے گئے فوراً بادل کا ایک ٹکڑا ظاہر ہوا اور اس نے بالوں پر سایہ کر دیا حالانکہ آفتاب بہت گرم تھا اور ابر کا موسم ہر گز نہ تھا ایک نے توبہ کی، دوسرے نہ کہا یہ اتفاقی واقعہ ہے، دوبارہ پھر بالوں کو نکالا پھر بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا دوسرے نے بھی توبہ کی، تیسرے نے کہا، یہ بھی اتفاقیہ قضیہ ہے۔ تیسری دفعہ پھر دھوپ میں نکالا پھر

بادل کا ٹکڑا ظاہر ہوا تیسرا بھی تابعین کی لڑی میں منسلک ہو گیا۔

تیسرا یہ کہ ایک مرتبہ بہت لوگ برائے زیارت جمع تھے میں نے آ کر ہر چند کوشش کی چابی لگ جائے اور تالا کھل جائے تا کہ ہم سب لوگ زیارت کر لیں مگر تالا نہیں کھلتا تھا۔ میں اپنے دل کی طرف متوجہ ہوا، معلوم ہوا کہ فلاں آدمی جنبی ہے اس کی شامت جنابت کی وجہ سے قفل نہیں کھلتا۔ میں نے عیب پوشی کی اور سب کو تجدید طہارت کا حکم دیا جب جنبی اس مجمع سے باہر چلا گیا قفل آسانی سے کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی

حضرت والا نے آخر عمر میں تبرکات کو تقسیم فرمایا تو ان دو بالوں میں سے ایک کاتب حروف (شاہ ولی اللہ) کو بھی عنایت فرمایا۔ والحمد للہ رب العالمین۔

(عظمت موئے مبارک) (انفاس العارفین ص ۱۴۱)

عمر بن عبدالعزیز کی وصیت

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! میرے پاس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک زلفوں کے بال تھے اور ناخن مبارک تھے۔ میں نے وصیت کی جب میں وفات پا جاؤں تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زلفوں کے بال مبارک اور ناخن مبارک میرے دفن ہونے سے پہلے میرے سینے پر رکھ دینا۔

چنانچہ جب آپ کا وصال ہوا تو بال مبارک اور ناخن مبارک آپ کے سینے پر رکھ کر آپ کو دفن کیا گیا۔

(طبقات ابن سعد جلد ۵ صفحہ ۳۰۰)

جنگ میں مسلمانوں کی فتح

تاریخ واقدی اور دیگر کتب سیر میں مروی ہے کہ جب شام میں خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جبلہ بن ایہم کی قوم کے ساتھ مقابلہ کر رہے تھے ایک روز مسلمانوں کے قلیل لشکر کا دشمن سے آمنا سامنا ہوا تو اُنہوں نے رومیوں کے بڑے افسر کو مار دیا، اس وقت جبلہ نے تمام رومی اور عرب فوج کو یکبارگی حملہ کرنے کا حکم دیا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی حالت نہایت نازک تھی اور رافع ابن عمر طائی

نے خالد رضی اللہ عنہ سے کہا'' آج معلوم ہوتا ہے کہ ہماری قضا آ گئی۔''

حضرت خالد رضی اللہ عنہ نے کہا! سچ کہتے ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ میں وہ ٹوپی بھول آیا ہوں جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک ہیں۔ادھر یہ حالت تھی اور ادھر رات ہی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کو جو فوج کے سپہ سالار تھے خواب میں زجر و توبیخ فرمائی کہ تم اس وقت خواب غفلت میں پڑے ہو اٹھو اور فوراً خالد بن ولید کی مدد کو پہنچو کہ کفار نے ان کو گھیر لیا ہے۔اگر تم اس وقت جاؤ گے تو وقت پر پہنچ جاؤ گے۔ابوعبیدہ نے اسی وقت لشکر کو حکم دیا کہ جلد تیار ہو جائے چنانچہ وہاں سے وہ مع فوج یلغار کے لئے روانہ ہوئے۔راستے میں کیا دیکھتے ہیں کہ فوج کے آگے آگے نہایت سرعت سے ایک سوار گھوڑا دوڑاتے ہوئے چلا جا رہا ہے اس طرح کہ کوئی اس کی گرد کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔

انہوں نے خیال کیا کہ شاید کوئی فرشتہ ہے جو مدد کے لئے جا رہا ہے مگر احتیاطاً چند تیز رفتار سواروں کو حکم کیا کہ اس سوار کا حال دریافت کریں، جب قریب پہنچے تو پکار کر اس جوان کو توقف کرنے کے لئے کہا یہ سنتے ہی وہ جسے ہم جوان سمجھ رہے تھے رکا تو ہم نے دیکھا کہ وہ تو خالد بن ولید کی اہلیہ محترمہ تھیں۔ان سے حال دریافت کیا گیا تو وہ گویا ہوئیں: کہ اے امیر! جب رات کے وقت میں نے سنا کہ آپ نے نہایت بے تابی سے لوگوں سے فرمایا کہ خالد بن ولید کو دشمن نے گھیر لیا تو میں نے خیال کیا کہ وہ ناکام کبھی نہ ہوں گے کیونکہ ان کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موئے مبارک ہیں، مگر اتفاقاً ان کی ٹوپی پر نظر پڑی جو وہ گھر بھول آئے تھے اور جس میں موئے مبارک تھے۔بعجلتِ تمام میں نے ٹوپی لی اور اب چاہتی ہوں کہ کسی طرح اس کو ان تک پہنچا دوں۔حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! جلدی سے جاؤ خدا تمہیں برکت دے۔چنانچہ وہ گھوڑے کو ایڑ لگا کر آگے بڑھ گئیں۔

حضرت رافع بن عمر جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے بیان کرتے ہیں کہ ہماری یہ حالت تھی کہ اپنی زندگی سے مایوس ہو گئے تھے یکبارگی تہلیل و تکبیر کی آوازیں بلند ہوئیں، حضرت خالد رضی اللہ عنہ کو تجسس ہوا کہ یہ آواز کدھر سے آ رہی ہے کہ اچانک ان کی رومی سواروں پر نظر پڑی جو بدحواس ہو کر بھاگے چلے آ رہے تھے اور ایک سوار ان کا پیچھا کر رہا تھا۔حضرت خالد رضی اللہ عنہ گھوڑا دوڑا کر اس سوار کے قریب پہنچے اور پوچھا کہ اے جوانمرد تو کون ہے؟ آواز آئی کہ میں تمہاری

اہلیہ ام تمیم ہوں اور تمہاری مبارک ٹوپی لائی ہوں جس کی برکت سے تم دشمن پر فتح پایا کرتے تھے۔

راوی حدیث قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جب خالد رضی اللہ عنہ نے ٹوپی پہن کر کفار پر حملہ کیا تو لشکر کفار کے پاؤں اکھڑ گئے اور لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔

(مقاصد الاسلام، ج۹ ص ۲۷۳، ۲۷۵)

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ مجھے فتح موئے مبارک کی برکت سے حاصل ہوتی تھی۔ عبدالحمید بن جعفر سے روایت ہے کہ یرموک کی لڑائی میں یہ ٹوپی سر سے غائب تھی جب تک وہ نہیں ملی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نہایت الجھن میں رہے اور ملنے کے بعد اطمینان ہوا۔ اس وقت آپ نے یہ ماجرا بیان فرمایا کہ:

فما وجهت في وجه الا فتح لي.

میں نے جدھر بھی رخ کیا اس موئے مبارک کی برکت سے فتح حاصل کی۔

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ ج ۱ ص ۴۱۴) (کتاب المغازی ج ۲ ص ۸۸۴)

موئے مبارک کو ایذاء دینا

ذکر جمیل میں ہے! حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے موئے مبارک کو ہاتھ میں لے کر فرمایا کہ میرے بال کو جو ایذا دے اس کی یہ سزائیں ہیں اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو حقیقت شناس ہو گئے تھے انہوں نے بغیر تاویل کے یقین کر لیا کہ بے شک موئے مبارک کو بعض امور سے اذیت ہوا کرتی ہے اس لئے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک بالوں کی بہت ہی تعظیم وتوقیر کرتے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ موئے مبارک کی نسبت کسی قسم کی بے ادبی کی جائے تو اس سے ان کی اذیت ہوتی ہے۔

اب بھی بعض مقامات کے متعلق مشہور ہے کہ وہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک ہیں اور اس پر اعتراض کرتے ہوئے بعض لوگ یہ کہا کرتے ہیں کہ کیا پتہ ہے یہ حضور کے موئے مبارک ہیں یا نہیں ممکن ہے کسی جعل ساز نے دنیاوی مفاد کی خاطر یہ ڈھنگ بنا رکھا ہو تو اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اگر کوئی ایسا کرتا ہے تو واقعی بہت برا کرتا ہے مگر یہ یاد رہے کہ تعظیم کرنے والا برکت سے محروم نہ رہے گا کیونکہ جب وہ تعظیم کرے گا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

موئے مبارک سمجھ کر کرے گا لہٰذا اس کے اعتقاد اور نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ ضرور اس کو برکت عطا فرمائے گا۔

تحدیثِ نعمت

الحمدللہ! سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے موئے مبارک درود محل شریف میں موجود ہیں۔ 1993 میں مَیں نے خواب دیکھا کہ مجھے موئے مبارک عطا ہوں گے پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی رحمت سے اِن خوابوں کو پورا فرما دیا اور 1999 میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے موئے مبارک مجھے عطا کئے گئے یہ ریش مبارک کے موئے مبارک تھے یہ موئے مبارک مجھے کیسے ملے اِس کو مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

2009 میں آلِ رسول حضرت جلال الدین سرخ پوش بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اولادِ پاک سے گیسوئے پاک کے موئے مبارک حاصل ہوئے۔ میرے شیخ طریقت شہنشاہِ چورہ شریف حضرت پیر سیّد محمد منظور آصف طاہر بادشاہ مدظلہ العالی فیصل آباد تشریف لائے تو حاجی بشیر احمد صاحب کے گھر موئے مبارک کی زیارت کرائی گئی آپ نے موئے مبارک والی صندوقچی کو بلند کر رکھا تھا اس کے نیچے سے تمام حاضرین کو گزار رہے تھے اور میرے استاذی المکرم حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام پڑھا جا رہا تھا۔

ہوں درود تجھ پہ بھی آمنہ تیرے چاند پر بھی سلام ہے
تیری گود کتنی عظیم ہے ملا جس کو ماہِ تمام ہے

قارئین محترم! الحمدللہ بے شمار زائرین ''درود محل شریف'' میں حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام کی گونج میں موئے مبارک کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔

درودوں کا سلاموں کا اُجالا ہے مرے گھر میں
نبی کے موئے اقدس کا حوالہ ہے مرے گھر میں

فِدَاكَ کُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کے

گوش مبارک

کان پیارے مصطفےٰ کے نُور کی اِک کان تھے
جن سے سُنتے مصطفےٰ جبریل سے قُرآن تھے
اُن کی عظمت کیا بھلا مقصودؔ ہوگی بیاں
وحیِ رب کا تھے وہ مخزن آیتِ رحمان تھے

مصطفٰے کے کان کے اوصاف ہوں کیسے بیان
وحی حق کو سننے والے آپ کے ہیں نوری کان

(محمد مقصود مدنی)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوش مبارک معجزانہ شان کے مالک تھے۔آپ کی قوت سمع کا یہ عالم تھا کہ آپ قریب و دُور سے یکساں سُن لیتے تھے اپنی قوت سماعت کے حوالہ سے آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے تھے،

آقائے دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سماعت کا حوالہ دیکھئے،اے بلال! کیا تو سُنتا ہے جو میں سُنتا ہوں؟ اُنہوں نے عرض کیا! نہیں یارسول اللہ، میں نہیں سُنتا۔آپ نے فرمایا! کیا تُو نہیں سُنتا کہ قبر والوں کو عذاب ہورہا ہے

(المستدرک ج ۱ ص ۴۰)

احادیث وروایات سے معلوم ہوتا ہے کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاص قوت سماعت عطا فرمائی گئی تھی جیسا کہ درود شریف کے فضائل میں آنے والی روایت میں ہے! حضرت علامہ عبدالرحمٰن جزولی علیہ الرحمۃ دلائل الخیرات شریف کی خطبہ میں فرماتے ہیں!

قیل لرسول اللہ ارایت صلوۃ المصلین علیک ممن غاب عنک و من یاتی بعدک ما حالھما عندک فقال اسمع صلوۃ اھل محبتی و اعرفھم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ آپ کے نزدیک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور رہنے والوں اور بعد میں آنے والوں کے درودوں کا کیا حال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم محبت والوں کے درود کو خود سنتے ہیں اور ان کو پہچانتے ہیں۔

(دلائل الخیرات)

احسن واجمل کان مبارک

سیدالکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کان مبارک خوبصورت اور بے مثال تھے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ جب مجھے قاضی بنا کر یمن بھیجا گیا تو ایک یہودی عالم نے مجھے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک بیان کرنے کے لئے کہا۔ جب میں سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سراپا مبارک بیان کر چکا تو اُس یہودی عالم نے کچھ مزید بیان کرنے کی استدعا کی۔ میں نے کہا کہ اس وقت مجھے یہی کچھ یاد ہے۔ اُس یہودی عالم نے کہا: اگر مجھے اجازت ہو تو مزید حلیہ مبارک میں بیان کروں۔ اُس کے بعد وہ یوں گویا ہوا۔

فی عینیہ حمرۃٌ، حسن اللحیۃ، حسن الفم، تام الأذنین.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چشمانِ اقدس میں سرخ ڈورے ہیں، ریش مبارک نہایت خوبصورت، دہنِ اقدس حسین وجمیل اور دونوں کان مبارک (حسن میں) مکمل ہیں۔

(شمائل الرسول، ابن کثیر ص ۱۶) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۵)

قوتِ سمع بھی تھی سرکار کی سب سے جُدا\
اُن کے کانوں کا خُدا کی ذات سے تھا رابطہ\
کیا کروں مقصودؔ میں اُن کانوں کی صفت و ثنا\
وہ حسیں تر کان سُننے والے تھے وحیِ خُدا

دو چمکدار ستارے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں!

تخرج الأذنان ببیاضھما من تحت تلك الغدائر، کأنما توقد الکواکب الدریۃ بین ذالك السواد.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیاہ زلفوں کے درمیان دو سفید کان یوں لگتے جیسے تاریکی میں دو چمکدار ستارے چمک رہے ہوں۔

(تاریخ دمشق الکبیر ج ۱ ص ۳۳۵)

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر ہر عضو کو اللہ تعالیٰ نے عمومی افعال کی انجام دہی کے علاوہ ایک معجزہ بھی بنایا تھا۔ عام انسانوں کے کان مخصوص فاصلے تک سننے کی استطاعت رکھتے ہیں، مگر جدید آلات کی مدد سے دُور کی باتیں بھی سنتے ہیں لیکن آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گوشِ مبارک کو اللہ تعالیٰ نے ایسی قوتِ سماعت عطا فرمائی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جھرمٹ میں بیٹھے ہوتے، اوپر کسی آسمان کا دروازہ کھلتا تو خبر دیتے کہ فلاں آسمان کا دروازہ کھلا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا بارگاہِ نبوت میں حاضر تھیں۔ اسی دوران حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ کے اشارے سے کسی کے سلام کا جواب دیا پھر حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا سے فرمایا!

هذا جعفر بن أبي طالب مع جبريل و ميكائيل و إسرافيل، سلموا علينا فردي عليهم السلام.

''یہ جعفر بن ابی طالب ہیں، جو حضرت جبریل، حضرت میکائیل اور حضرت اسرافیل علیہم السلام کے ساتھ گزر رہے تھے۔ پس انہوں نے ہمیں سلام کیا، تم بھی ان کے سلام کا جواب دو۔''

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۲۳۲)(الاصابہ ج ۱ ص ۴۸۷)

تھے سُنتے کان باتیں دُور سے بھی
یہ اعجازِ سماعت دیکھئے تو

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گوشِ اقدس کی بے مثل سماعت پر حدیثِ مبارکہ میں آیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا !

انی اریٰ مالا ترون، واسمع مالا تسمعون.

میں وہ کچھ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھ سکتے اور میں وہ کچھ سنتا ہوں جو تم نہیں سن سکتے۔

(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۵۵۴)(جامع ترمذی ج ۴ ص ۴۲۶)

معجزانہ شان رکھتے اُن کے نُوری کان تھے
اُن کے نُوری کانوں میں وحی کی گونجتی آواز تھی

سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت میں اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے سمع و بصر کی قوت بے مثال اور معجزانہ شان رکھتی تھی کیونکہ حضور سید عالم کی دُور و نزدیک کی آوازوں کو یکساں طور پر سُن لیا کرتے تھے جیسا کہ آپ کے حلیف بنی خزاعہ نے تین دن کی مسافت سے آپ کو اپنی امداد و نصرت کے لئے پکارا تو آپ نے ان کی فریاد سُن لی۔ علامہ زرقانی اس کی شرح میں فرماتے ہیں کہ!

لا بعد فی سماعه صلی الله تعالیٰ علیه و آله وسلم فقد کان یسمع اطیط السماء

یعنی اگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین دن کی مسافت سے ایک فریادی کی فریاد سُن لی تو یہ آپ سے کوئی بعید نہیں ہے کیوں کہ آپ تو زمین پر بیٹھے ہوئے آسمان کی چرچراہٹ کو سُن لیا کرتے تھے بلکہ عرش کے نیچے چاند کے سجدہ میں گرنے کی آواز بھی سُن لیا کرتے تھے۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا!

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کانِ لعلِ کرامت پہ لاکھوں سلام

(سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت ج ۲ ص ۵۲۹)

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ ایک دفعہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنو نجار کے قبرستان سے گزر رہے تھے۔

فسمع اصوات قوم یعذبون فی قبورهم.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (قبور میں) ان مُردوں کی آوازوں کو سماعت فرمایا جن پر عذابِ قبر ہو رہا تھا۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۷۵)

سوتے جاگتے وہ سنتے تھے سب کی باتیں یکساں
ہر اِک کی تھے بولی جانتے جن کہ انساں

(محمد مقصود مدنی)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا!

والذی نفسی بیدہ لقد کنت اسمع صریر القلم علی اللوح المحفوظ وانا فی ظلمۃ الاحشاء

اس ذات کی قسم! جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے البتہ بیشک میں لوحِ محفوظ پر چلتی قلم کی آواز سنتا تھا حالانکہ میں اماں جان کے شکمِ اطہر میں تھا۔

(نزہۃ المجالس ص ۹۱)

سُن دے ہین گلاں نیڑے دور دیاں
کملی والے سمیع و بصیر دے کن
اوہ وی سُن دے جو دوسرے نہیں سُن دے
شاناں والے علیم و خبیر دے کن
ملی ایسی سماعت نہیں کسے تائیں
جو مقصود اے ملی سرکار تائیں
عظمت شان نرالڑی رکھ دے نے
بے مثال مدنی بے نظیر دے کن
آسمان دی سُن دے چرچراہٹ
شاناں والے حبیب یزدان دے کن
جِنّ دے سجدے دی دھمک نوں جان دے نے
اوہ مقصود شاہِ دوجہان دے کن

فِدَاكَ کُلُّ شَیءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کی

ناک مبارک

کیا بیاں مقصود ہو شانِ کرامت ناک کی
نُور بیز و تابناک و خوش نظر

آپ کی تھی بینی پیاری مُعتدل اور نور بار
حُسن میں یکتا تھی دستِ رب کا بینی شاہکار

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بینی مبارک زیادہ بلند نہ تھی لیکن دیکھنے والوں کو اعتدال اور تناسب کے ساتھ قدرے اُونچی دکھائی دیتی تھی۔

متناسب بینی مبارک

سیرت نگار لکھتے ہیں کہ بینی مبارک مائل بہ بلندی تھی، وہ درمیان میں قدرے بلند اور باریک تھی، بینی مبارک متناسب اور موزوں تھی خوبصورتی کا معیار اور عاشقوں کے لئے وجہِ قرار تھی۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناک مبارک سے چمکدار تھی جس سے ہر وقت نُور پھوٹتا تھا، اِسی لئے آپ کی ناک مبارک سے ہر وقت نُور چمکتا دکھائی دیتا تھا اور دیکھنے والا ناک مبارک کو بلند دیکھتا تھا۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناک مبارک کو اللہ تعالیٰ نے ایسی چمک دمک اور آب وتاب سے نوازا تھا کہ اُس سے ہر وقت نور پھوٹتا تھا۔ اُسی چمک کا نتیجہ تھا کہ ناک مبارک بلند دکھائی دیتی تھی لیکن جو شخص غور سے دیکھتا تو وہ کہتا کہ مائل بہ بلندی ہے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

اقنی العرنین لہ نورٌ یعلوہ یحسبہ من لم یتاملہ اشم۔
حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ناک مبارک اُونچی تھی جس سے نور کی شعاعیں پھوٹتی رہتی تھیں، جو شخص بینی مبارک کو غور سے نہ دیکھتا وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بلند بینی والا خیال کرتا۔

(شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۶) (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۳۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے!
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بینی مبارک دقیق العرنین حسن اور تناسب کے ساتھ باریک تھی۔

(خصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۲۸)

شعاعیں پھوٹتی محسوس ہوتی تھیں اُن کی بینی سے
جو اُن کو دیکھتا تھا دیکھ کر مسرور ہوتا تھا

(محمد مقصود مدنی)

حضور نبی کریم سید الکونین علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے قوتِ سمع و بصر کی طرح قوتِ شامہ بھی بے مثل عطا فرمائی تھی آپ کی بینی مبارک کو اللہ تعالیٰ نے یہ کمال عطا فرمایا تھا کہ کئی میلوں کی مسافت سے خوشبو سونگھ لیتے تھے چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں!
حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مدینہ منورہ میں بیٹھے ہوئے ارشاد فرمایا!

انی لا جد ریح الرحمٰن من قبل الیمن
مجھے یمن کی طرف سے رحمٰن کی خوشبو آتی ہے۔

قارئین! غور فرمایئے کہ کہاں یمن اور کہاں مدینہ شریف۔ مدینہ طیبہ میں بیٹھ کر حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی خوشبوئے محبت سونگھ لی۔

(تفسیر نعیمی ج ۶ ص ۱۳۸)

کیا بیاں مقصود ہو شانِ کرامت ناک کی
نور بیز و تابناک و خوش نظر

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دُرودِ مدنی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاٰبَائِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اَحسن اَجمل پیاری پیاری نُوری رِیش مبارک
نہ مقصود بڑی نہ چھوٹی پوری رِیش مبارک

فِدَاكَ كُلُّ شَيْءٍ یَارَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریش مبارک

سید الکونین کی تھی ریش نوری باکمال
خوبصورت دلنشیں تھا ایک اِک داڑھی کا بال
رُوئے انور پر فروزاں ریش تھی سرکار کی
اور بھی مقصودؔ ظاہر کرتی تھی اُن کا جمال

حُسن و نُور کا پیکر تھا مقصودِ خُدا کا پیارا
سجی تھی نُوری چہرے پر نُورانی ریش مبارک

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریش مبارک گھنی اور حُسن وخوبی کا مرقع تھی۔آپ کی ریش مبارک نے آپ کے چہرۂ والضحیٰ کو کامل طور پر ڈھانپا ہوا نہ تھا۔سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریش مبارک چمکدار اور سیاہ تھی۔جو چہرۂ والضحیٰ پر بہت خُوشنما نظر آتی آپ کی داڑھی مبارکہ میں چند بال ہی سفید ہوئے اور وہ بھی عمر مبارک کے آخری حصہ میں۔
سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریش مبارک بہت طویل بھی نہ تھی اور نہ ہی چھوٹی بلکہ آپ کی سُنتِ مبارکہ تھی کہ جب بال بڑھتے تو اُن کو ترشوا دیا کرتے تھے تاکہ ریش مبارک کی خُوبصورتی میں فرق نہ آئے آپ دیکھیں کہ جب ہم کسی کی بے ترتیب داڑھی کو دیکھتے ہیں تو طبیعت میں گرانی محسوس ہوتی ہے،سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریش مبارک قُرآن چہرے کے لئے رحلِ قرآنی کی مانند تھی،میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اِس مضمون کو یوں بیان فرمایا ہے!

کھواں قرآن چہرے نُوں تے داڑھی رحلِ قُرآنی

معیارِ جمالِ ریش

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ضخم الرأس واللحية.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِعتدال کے ساتھ بڑے سر اور بڑی داڑھی والے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۱)(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۶۲۶)

یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھی مبارک حدِ اعتدال سے بڑھی ہوئی نہ تھی اور معیارِ جمال کا عظیم شاہکار تھی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أسود اللحية.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریش مبارک سیاہ رنگ کی تھی۔

(خصائص کبریٰ ج ا ص ۱۲۵)(دلائل النبوۃ ج ا ص ۲۱۷)

حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا جنہیں سفرِ ہجرت میں سید کونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی میزبانی کا شرفِ لازوال حاصل ہوا، اپنے تاثرات اِن الفاظ میں بیان کرتی ہیں!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كثيف اللحية.

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریشِ اقدس گھنی تھی۔

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۰)(الوفا ابن جوزی ص ۳۹۷)

اگر داڑھی گھنی نہ ہو اور کچھ بال ہوں اور کچھ نہ ہوں تو یہ بھی خُوبصورتی کے خلاف ہوتی ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی داڑھی شریف گھنی اور گنجان تھی جو آنکھوں کو لبھاتی تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صفت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم كث اللحية.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھی مبارک گھنی تھی۔

(سنن نسائی)(شمائل ترمذی ص ۳۶)(مسند احمد بن حنبل ج ا ص ۱۰۱)

دونوں طرف سے برابر

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف میں یُوں گویا ہوئے:

كان اسود اللحية حسن الشعر مفاض اللحيين.

(حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی) ریش مبارک سیاہ، بال مبارک خوبصورت، (اور ریش مبارک) دونوں طرف سے برابر تھی۔ (تاریخ ابن عساکر ج ا ص ۳۲۰)

ریش مُبارک کے چند بال سفید ہوئے

عمر مبارک میں اضافے کے ساتھ ریش مبارک کے بالوں میں کچھ سفیدی آ گئی تھی۔

حضرت وہب بن ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں!

رایتُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، و رایتُ بیاضاً من تحت شفته السفلیٰ العنفقة.

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی اور میں نے دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لبِ اقدس کے نیچے کچھ بال سفید تھے۔

(بخاری شریف ج ۱۳ ص ۱۳۰۲)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جو جمالِ نُور عطا ہوا یہ اُسی کا اظہار تھا کہ تریسٹھ سال کی عُمرِ مبارک تک بھی آپ کے وجودِ اقدس پر بڑھاپے کے آثار نمودار نہیں ہوئے سب جانتے ہیں کہ سفید بال آنا بڑھاپے کی نشانی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

ولیس فی رأسه ولحیته عشرون شعرة بیضاء.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ریش مبارک اور سر مبارک میں سفید بالوں کی تعداد بیس سے زائد نہ تھی۔

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۳۰۲)(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۲۴)

دس بال سفید تھے

مسلم شریف میں روایت ہے کہ حضرت ابن سیرین رضی اللہ عنہ نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا سیدِ کونین رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خضاب کیا تھا؟ فرمایا! آپ کو خضاب کی حاجت ہی پیش نہیں آئی کیونکہ آپ کی داڑھی مبارک میں دس بال سفید تھے۔

(مسلم شریف جلد دوم ص ۲۵۸)

زرقانی شریف میں ہے کہ سیّدِ الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر مبارک اور داڑھی مبارک میں کل سفید بال سترہ یا اٹھارہ تھے۔

(زرقانی علی المواہب ص ۲۰۷)

آپ نے کبھی خضاب نہیں لگایا

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گنتی کے چند بال سفید تھے جنہیں خضاب لگانے کی کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

ولم یختضب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، إنما کان البیاض فی عنفقتہ وفی الصدغین وفی الرأس نبذ.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کبھی خضاب نہیں لگایا، کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نچلے ہونٹ کے نیچے، کنپٹیوں اور سر مبارک میں چند بال سفید تھے۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۳۲)(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۲۱)

ریش مبارک طول وعرض میں برابر تراشا کرتے

حضرت عمرو بن شعیب اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت فرماتے ہیں!

کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان یأخذ من لحیتہ من عرضھا وطولھا.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ریش مبارک کے طول وعرض کو برابر طور پر تراشا کرتے تھے۔

(جامع ترمذی ج ۱ ص ۲۷۰)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھی مبارک خوشنما اور نظر نواز تھی ریش مبارک حدِ اعتدال سے بڑھتی نہ بھی آپ بڑھے ہوئے بالوں کو ترشوا لیتے۔

احسن اجمل پیاری پیاری نوری ریش مبارک
نہ مقصود بڑی نہ چھوٹی پوری ریش مبارک

آپ داڑھی میں کنگھی فرماتے

ہمارے آقا ومولا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت مبارکہ تھی آپ اکثر

سر مبارک کو تیل لگایا کرتے اور داڑھی میں کنگھی کیا کرتے تھے۔

آپ دستار مبارک کے نیچے ایک چھوٹا سا رومال رکھا کرتے تھے یہاں تک کہ وہ کپڑا تیل سے تر رہتا۔ اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ !

كُنْتُ أُطَيِّبُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِأَطْيَبِ مَا يَجِدُ حَتّٰى اَجِدَ وَبِيصَ الطِّيبِ فِي رَأْسِهِ وَلِحْيَتِهِ

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے بالوں) میں سب سے اچھی خوشبو لگاتی جو آپ کو دستیاب ہوتی۔

(بخاری شریف ج ۷ حدیث ۵۹۲۳)

سّیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک بالوں کی تعریف وتوصیف رَبِ اکبر جلّ جلالہ سے بڑھ کر کون کرسکتا ہے، اہلِ محبّت اپنے اپنے انداز میں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی واللّیل زُلفوں سے اپنی تحریروں کو سجاتے رہتے ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو سکے۔

فِدَاكَ کُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

کا

لعابِ دہن

اُن کے لعابِ پاک کا فیضان کیا کہوں
ہر مرض کی دوا ہے لعابِ رسول میں
ہوجاتا کھاری پانی بھی مقصودؔ شیریں تر
رحمت کا سلسلہ ہے لعابِ رسول میں

کُتب سیرت میں دہن مبارکہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دہن مبارک فراخ، موزوں اور مُعتدل تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ضلیع الفم.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا دہنِ مبارک فراخ تھا۔

(جامع ترمذی ج ٦ ص ٣٣)

(جامع الصغیر للسیوطی ج ١ ص ٣٥)(البدایہ والنہایہ ج ٦ ص ٢٢)

دہنِ اقدس چہرۂ انور کے حُسن و جمال کو دوبالا کرتا۔ ایسا کیوں نہ ہوتا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دہنِ مبارک سے جو کلمہ ادا ہوتا حق ہوتا، حق کے سوا کچھ نہ ہوتا۔ یہ علم وحکمت کا چشمۂ آبِ رواں تھا جس کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا!

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝٣ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝٤

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے

(سورۃ النجم آیت ٣۔٤)

غصہ کی حالت میں بھی دہنِ اقدس سے کلمۂ حق ہی ادا ہوتا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہر بات کو احاطۂ تحریر میں لے آیا کرتے تھے کیونکہ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اُن سے فرمایا تھا۔

اکتب، فوالذی نفسی بیده! ما یخرج منه إلا حق.

لکھو (جو بات میرے منہ سے نکلتی ہے)، اُس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اس منہ سے صرف حق بات ہی نکلتی ہے۔

(سُنن ابوداؤد ج ٣ ص ٣١٥)(مصنف ابن ابی شیبہ ج ٥ ص ٣١٣)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان، اللہ کا فرمان، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نُطق، نُطقِ اِلٰہی، جس میں خواہشِ نفس کا قطعاً کوئی دخل نہ تھا۔ آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ عنھم سے کبھی کبھی دل لگی بھی فرما لیا کرتے تھے۔ خُوش کلامی، مزاح اور خُوش مزاجی کے جواہر سے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گفتگو مزیّن ہوتی لیکن اُس خُوش طبعی، خُوش مزاجی یا خُوش کلامی میں بھی شائستگی کا دامن ہاتھ سے نہ چھُوٹتا، مزاح اور دل لگی میں بھی جو فرماتے حق فرماتے۔

سائنس دان کہتے ہیں کہ اِنسانی تھُوک میں جراثیم ہوتے جو بیماریوں کا سبب بنتے ہیں لیکن آقائے دو عالم نُورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعابِ دہن شریف شفا ہی شفا تھا۔

کُتبِ حدیث وسیر میں سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعابِ دہن شریف کی برکات کا جابجا تذکرہ ملتا ہے، سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب دہن جب مولائے کائنات علی المرتضیٰ علیہ السلام کو آشوبِ چشم میں شفا دیتا ہے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی ایڑی مبارک پر لگے تو زہر کا اثر جاتا رہے۔ کھاری کنویں میں ڈالا جائے تو کھاری پانی میٹھا ہو جائے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ باہر نکال آئے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُسے اُس کی جگہ پر رکھ کر لعاب دہن شریف لگائیں تو آنکھ پہلے سے بھی زیادہ پر نور ہو جائے۔"

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جب کسی انسان کو تکلیف ہوتی یا کوئی زخم ہوتا تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا لعاب دہن مٹی کے ساتھ ملا کر لگاتے اور اس کی شفایابی کے لئے یہ مبارک الفاظ دہراتے!

بِسمِ اللهِ، تُربَةُ أرضِنا، بريقةِ بعضِنا، يُشفَى سَقِيمُنا، بِإذنِ رَبِّنا۔

اللہ کے نام سے شفا طلب کر رہا ہوں، ہماری زمین کی مٹی اور ہم میں سے بعض کا لعاب اللہ کے حکم سے ہمارے مریض کو شفا دیتا ہے۔

(بخاری شریف) (نسائی شریف ج ا ص ۵۵۹)

اُن کے لعابِ دہن دیکھو تو معجزہ
مقصودِ مرض سے عطا ہوتی شفائیں ہیں

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ "ہم میں سے کسی کے لعاب دہن سے" سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دَم فرماتے وقت مبارک لعابِ دہن لگایا کرتے تھے۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! "اس حدیث کا مطلب ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا لعابِ دہن اپنی انگشتِ شہادت پر لے کر زمین پر ملتے اور اسے منجمد کر کے اسے تکلیف یا زخم کی جگہ پر ملتے اور ملتے ہوئے حدیث میں مذکورہ بالا الفاظ ارشاد فرماتے۔" امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں! "اس حدیث سے ہر بیماری میں دم کرنے کا جواز ثابت ہے اور اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کے درمیان یہ اَمر عام اور معروف تھا۔" انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ "نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی انگلی مبارک زمین پر رکھنا اور اس پر مٹی ڈالنے سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دورانِ دم ایسا عمل کرنا درست اور جائز ہے۔ اور بیشک اس سے اَسماءِ الٰہی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار سے تبرک حاصل کرنا ثابت ہے، پھر دَم اور اسماء مبارکہ وغیرہ کے اثرات اس قدر حیران کن ہیں جن کی حقیقت سے عقل ماؤف ہو جاتی ہے۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۲۰۸)

لعابِ دہن سے گھُٹی

بچے کی پیدائش پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اسے گھٹی دلواتے اور نام رکھوانے کے لیے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس نومولود کے منہ میں اپنا مبارک لعابِ دہن ڈالتے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں!

ذهبتُ بِعبدِ الله بن أبي طلحة الأنصاري إلى رسولِ الله صلى الله عليه وآله وسلم حينَ وُلِدَ، و رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم في عَبَاءَةٍ يَهْنأُ بَعيرًا له فقال! هل معك تمرٌ؟ فقلتُ ! نعم. فناولته تَمَرَاتٍ. فألقاهُنَّ في فيه فَلاكَهُنَّ، ثم فَغَرَفا الصَّبِيِّ فَمَجَّه في فيه. فجعل الصبى

يَتَلَمَّظُهُ فقال رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ! حُبُّ الأنصارِ التمر. وسماه عبدَ اللهِ.

جب حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو میں ان کو لے کر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک چادر اوڑھے اپنے اُونٹ کو روغن مل رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تمہارے پاس کھجوریں ہیں؟

میں نے عرض کیا جی ہاں۔ پھر میں نے کچھ کھجوریں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیش کیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ اپنے منہ میں ڈال کر چبائیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بچہ کا منہ کھول کر اسے بچہ کے منہ میں ڈال دیا اور بچہ اسے چُوسنے لگا۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انصار کو کھجوروں سے محبت ہے۔ اور اس بچے کا نام عبداللہ رکھا۔"

(مسلم شریف ج ۳ ص ۱۶۸۹) (طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۳۳)

دُوسری روایت

حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہما بیان کرتی ہیں!

کہ وہ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حاملہ تھیں انہوں نے کہا! میں مکّہ سے (ہجرت کے لئے) اس حالت میں نکلی کہ میرے وضع حمل کے دن پُورے تھے میں مدینہ آئی اور قبا میں اُتری اور وہیں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے پھر میں اسے لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئی اور میں نے اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گود مبارک میں ڈال دیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کھجور منگوائی اور اسے چبایا۔

پھر بچّہ کے منہ میں لعابِ دہن ڈال دیا اور جو چیز سب سے پہلے اس کے پیٹ میں داخل ہوئی وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لعاب مبارک تھا۔ پھر اس کے تالو میں کھجور لگا دی، اس کے حق میں دُعا کی اور اس پر مبارکباد دی۔

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۴۲۲) (مسلم شریف ج ۳ ص ۱۶۹۱)

مقصود اُس کی شان کوئی کیا بیاں کرے
جس کو لعابِ دہن کی گھٹی عطا ہوئی

لعابِ دہن سے کھانے میں برکت

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ فاقوں سے شکمِ اقدس پر پتھر بندھا ہوا دیکھ کر میرا دل بھر آیا چنانچہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اجازت لے کر اپنے گھر آیا اور بیوی سے کہا کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر شدید بھوک کی حالت میں دیکھا ہے کہ مجھ کو صبر کی تاب نہیں رہی کیا گھر میں کچھ کھانا ہے؟

بیوی نے کہا کہ گھر میں ایک صاع جَو کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، میں نے کہا کہ تم جلدی سے اس جو کو پیس کر گوندھ لو اور اپنے گھر کا پلا ہوا ایک بکری کا بچہ میں نے ذبح کر کے اس کی بوٹیاں بنا دیں اور بیوی سے کہا کہ جلدی سے تم گوشت روٹی تیار کر لو میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر لاتا ہوں۔ چلتے وقت بیوی نے کہا کہ دیکھنا صرف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور چند ہی اصحاب کو ساتھ میں لانا کھانا کم ہی ہے کہیں مجھے رسوا مت کر دینا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خندق پر آ کر چُپکے سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! صلی اللہ تعالیٰ علیک وسلم ایک صاع آٹے کی روٹیاں اور ایک بکری کے بچے کا گوشت میں نے گھر میں تیار کرایا ہے لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صرف چند اشخاص کے ساتھ چل کر تناول فرمالیں،

یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اے خندق والو! جابر نے دعوت طعام دی ہے لہٰذا سب لوگ ان کے گھر پر چل کر کھانا کھالیں پھر مجھ سے فرمایا کہ جب تک میں نہ آجاؤں روٹی مت پکوانا۔

چنانچہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو گوندھے ہوئے آٹے میں اپنا لُعاب دہن ڈال کر برکت کی دعا فرمائی اور گوشت کی ہانڈی میں بھی اپنا لعاب دہن ڈال دیا۔ پھر روٹی پکانے کا حکم دیا اور یہ فرمایا کہ ہانڈی چولھے سے نہ اتاری جائے پھر روٹی پکنی شروع ہوئی اور ہانڈی میں سے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نے گوشت نکال نکال کر دینا شروع کیا ایک ہزار آدمیوں نے آسودہ ہو کر کھانا کھالیا مگر گوندھا ہوا آٹا جتنا پہلے تھا اتنا ہی رہ گیا اور ہانڈی چولھے پر بدستور جوش مارتی رہی۔

(بخاری ج ۲ ص ۵۸۹)

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیّدالکونین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم
کے
دندان مبارک

اُن کے دندانِ مبارک موتیوں سے خوب تر
نُور کے مقصود موتی خُوبصورت خُوش نظر

اُن کے دندانِ مبارک سے نکلتا نُور تھا
رُخ مُبارک اُن کا پیارا وَالقَمر اور والضحیٰ

تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دندان مبارک باریک اور چمکدار تھے، سامنے کے دندان مبارک کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ تھا۔ تبسّم فرماتے تو یوں لگتا کہ دندان مبارک سے نور کی شعاعیں نکل رہی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسکراتے تو دانتوں کی باریک ریخوں سے اس طرح نُور کی شعاعیں نکلتیں کہ دَر و دیوار چمک اُٹھتے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أفلج الثنيتين، إذا تكلم رئي كالنور يخرج من بين ثناياه.

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے کے دانتوں کے درمیان موزوں فاصلہ تھا جب گفتگو فرماتے تو ان ریخوں سے نُور کی شُعاعیں پھوٹتی دکھائی دیتیں۔

(سنن دارمی ج ا ص ۴۴) (طبرانی معجم الاوسط ج ا ص ۲۳۵)

مُسکراتے تو جیسے موتیوں کی لڑیاں فضا میں بکھر جاتیں، چہرۂ انور گلاب کے پُھول کی طرح کھل اُٹھتا!

إذا افترّ ضاحكاً إفترّ عن مثل سَنَا البرق و عن مثل حبّ الغمام، إذا تكلّم رئي كالنور يخرج من ثناياه.

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تبسم فرماتے تو دندان مبارک بجلی اور بارش کے اولوں کی طرح چمکتے، جب گفتگو فرماتے تو ایسے دکھائی دیتا جیسے دندان مبارک سے نُور نکل رہا ہے۔

(شفا شریف ج ا ص ۳۹) (خصائص الکبریٰ ج ا ص ۱۳۱) (شمائل ترمذی ج ا ص ۱۸۵)

حضرتِ ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے دندانِ مبارک کی خُوبصورتی اور چمک کا نقشہ اِن الفاظ میں کھینچا ہے!

کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یفْتِرُ عن مثل حبَ الغمام.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دانت تبسّم کی حالت میں اولوں کے دَانوں کی طرح محسوس ہوتے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۲۳)(الوفا۔ابن جوزی ص ۳۹۵)

مسکراتے جب کبھی میرے نبی
پھوٹتی دانتوں سے نُوری روشنی

(محمد مقصود مدنی)

دانت مبارک چمکدار تھے

حضرت علی المرتضیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں!

مبلّج الثنایا وفی روایة عنه برّاق الثنایا.

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دانت مبارک بہت چمکدار تھے۔

(البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۸)(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۹)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دندان مبارک کا مسوڑھوں میں جڑاؤ اور جماؤ نہایت حسین تھا، جیسے انگوٹھی میں کوئی ہیرا ایک خاص تناسب کے ساتھ جڑ دیا گیا ہو۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حسن الثغر.

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے تمام دانت مبارک نہایت خُوبصورت تھے۔

(الادب المفرد بخاری ج ۱ ص ۳۹۵)(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۵)

حضرت امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دندان مبارک کو

چمکدار موتی سے تشبیہ دی ہے!

كأنّما اللّؤلؤ المكنون في صدفٍ

من معدنی منطق منه و مبتسم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک اس خوبصورت چمکدار موتی کی طرح ہیں جو ابھی سیپ سے باہر نہیں نکلا۔

اُن کے دانت مبارک پیارے اُجلے اُجلے نُورانی

مُسکاتے تو ہوجاتی تھی دُور ہر ایک پریشانی

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُوری دانت مبارک اپنی خوبصورت اور کمال کے لحاظ سے یکتا تھے ہمارے بس میں کہاں کہ اُن کی کما حقہ تعریف کر سکیں۔

فِدَاکَ کُلُّ شَیءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زُبان وکلامِ

سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نُطقِ سرکارِ دوعالم وحیِ ربّ العالمیں
سب سے تھی مقصود شیریں اُن کی گفتارِ حسیں

مصطفےٰ سب انبیاء کے تاجدار
مصطفےٰ ہیں باغِ عالم کی بہار
بات اُن کی پیارے رب کی بات ہے
اُن پہ ہو مقصود رحمت بے شمار

آپ کی صداقت کلام

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانِ اقدس سے نکلا ہوا ہر لفظ وحیِ الٰہی تھا جب ہر لفظ وحی خُدا ہو تو اُس میں خطا ممکن نہیں آپ کے دُشمنان جاں جو آپ کی نبوّت پر ایمان نہ لاتے تھے مگر وہ آپ کی زبان کی صداقت کے مُعترف تھے کفار آپ کی صدیقت پر مجتمع تھے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ﴿۴﴾

اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے

(سورۃ النجم آیت ۳۔۴)

بات اُن کی بات رب کی رمزِ یُوحیٰ دیکھئے
ہے گواہی اِس پہ خود قرآن دیتا دیکھئے

مولائے کائنات علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں۔

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يخزن لسانه إلا فيما يعنيه.

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبانِ اقدس کو لایعنی باتوں سے محفوظ رکھتے تھے۔

(شمائل ترمذی ج ا ص ۲۷۷)

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز مُبارک کی دلکشی کون بیان کر سکتا وہ لہجہ جسے اللہ تعالیٰ اپنا لہجہ قرار دے رہا ہے وہ نُطق جسے نُطقِ الٰہی کہا گیا اور اعلان ہوا و ما ینطق عن الھوئ کہ میرا محبوب اپنی مرضی سے بات نہیں کرتا اُس کے حُسنِ صوت کی تعریف اِنساں کے بس میں کہاں۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے حُسنِ صوت بھی عطا فرمایا اور حُسنِ گفتگو بھی، آپ کی ہر بات جامع ہے کیونکہ آپ کی زبانِ حق ترجمان سے جو کلمات ادا ہوئے ایک ایک کلمہ میں ہزار ہزار کتابوں کے مضامین بند ہیں۔

شیرینی کے اعتبار سے بھی آپ کو یکتائی حاصل ہے آپ کے اندازِ گفتگو، آواز کی دلکشی سے آپ کے دشمنِ جاں بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے، آپ کے لہجے کی نرمی اور شیرینی سے قدموں میں جھک جاتے میرے آقائے نعمت حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا!

میں تیری میٹھی زباں پہ صدقے میں تیرے میٹھے بیاں پہ صدقے
برنگِ خوشبو دِلوں میں اُترا ہے کتنا دلکش خطاب تیرا

سب سے بڑھ کر خُوش اَلحان

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ نمازِ عشا میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاوت کے حوالے سے بیان فرماتے ہیں!

سمعتُ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقرأ ﴿وَالتِّیْنِ وَالزَّیْتُوْنِ﴾ فی العشاء، وما سمعتُ أحداً أحسن صوتاً منہ أو قراءۃً.

"میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نمازِ عشاء میں سُورۃ التین کی تلاوت فرماتے ہوئے سنا، اور میں نے کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ خُوش الحان اور اچھی قرآۃ والا نہیں پایا۔

(صحیح مسلم ج ۱ ص ۳۳۹) (صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶۶)

آواز میں دَبدبہ تھا

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکّہ معظّمہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے اثنائے راہ میں ایک خُوش نصیب بی بی کو آپ کی خدمت کا شرف حاصل ہوا اُس بی بی نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص کا مشاہدہ کیا اور اُنہیں بیان کرنے کا شرف حاصل کیا یہی خاتون ہیں جنہوں نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سراپا مبارک بیان کیا ہے آپ کی آواز کے حوالہ سے فرماتی

ہیں ۔یعنی جب آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام گفتگو فرماتے تو آپ کی آواز کے رعب و دبدبہ سے سامع مرعوب و مسحور ہو جاتا۔

اُن کی آواز میں دبدبہ تھا بڑا
اُن کے لہجے میں مقصود اِک رعب تھا

فی صوته صلی الله علیه وآله وسلم صحل
آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز میں دبدبہ تھا۔

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۰)(ریاض النضرہ ج ۱ ص ۴۷۱)

بعثت اور خوبصورتی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے !

ما بعث الله نبياً قط إلا بعثه حسن الوجه، حسن الصوت، حتى بعث نبيكم صلى الله عليه وآله وسلم، فبعثه حسن الوجه حسن الصوت.

اللہ تبارک و تعالیٰ نے جس بھی نبی کو مبعوث فرمایا خُوبصورت چہرہ اور خُوبصورت آواز دے کر مبعوث فرمایا حتیٰ کہ تمہارے نبی مکرّم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو مبعوث فرمایا تو انہیں بھی خوبصورت چہرے اور خوبصورت آواز کے ساتھ مبعوث فرمایا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۴)(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۳۷۶)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جُمعہ کے دن منبر پر تشریف فرما ہوئے اور لوگوں سے بیٹھنے کو کہا!

فسمعه عبد الله بن رواحة وهو في بني غنم فجلس في مكانه.

اس وقت حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ محلہ بنی غنم میں تھے، انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی آواز مبارک سنی اور وہیں بیٹھ گئے۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱۳)(انوار محمدی ص ۲۰۷)

لہجہ حسین تر تھا

قارئین ! سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز کی خوبصورتی کو آپ کے اصحاب نے اپنے اپنے انداز میں بیان کیا ہے جیسا کہ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں !

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حسن النغمة

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لب ولہجہ نہایت حسین تھا۔

(شرح المواہب ج ۵ ص ۲۴۶)

مُصطفےٰ پیارے کا لہجہ دھیما دھیما رُعب دار
بات سُن کر آپ کی اصحاب ہوتے تھے نثار
جو بھی کہتے تھے وہ دل میں تھا اُتر جاتا کلام
بات ہے مقصودؔ آقا کی کلامِ کردگار

اِعجازِ حضرت دیکھئے

قارئین ! کتب حدیث وسیر میں یہ بات مرقوم ہے کہ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اعجازِ صوت تھا کہ جب آپ گفتگو فرماتے تو آپ کی ایک ایک بات سامعین کے کانوں تک پہنچتی مسجد نبوی میں ہزاروں کا مجمع ہوتا سب سامعین آپ کی آواز تک سُنتے کُتب سیرت میں لکھا ہے کہ جب سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطبہ جمۃ الوداع دے رہے تھے لاکھ کے قریب تھی اور تمام لوگ آپ کی ایک ایک بات سُن رہے تھے آپ کے اس خطبہ مبارک کا ایک ایک لفظ کتب حدیث میں مرقوم ہے۔

حضرت عبدالرحمن بن معاذ تمیمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں !

كنا نسمع ما يقول و نحن في منازلنا. فطفق يعلمهم مناسكهم.

ہم اپنی اپنی جگہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خطبہ سن رہے تھے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں کو مناسکِ حج کی تعلیم دے رہے تھے۔

(سنن ابی داؤد ج ۲ ص ۱۹۸) (سنن نسائی ج ۵ ص ۲۴۹)

آواز پہنچی سب تک

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں !
حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا تو پردہ نشین خواتین کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پردوں کے اندر (یہ خطبہ) سنایا۔

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱۳)

سرکار کے دہن سے نکلتی تھی جو بھی بات
نزدیک و دُور کے تھے وہ مقصود سنتے

سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی نبی کو نہ بھیجا مگر خُوش آواز اور خوش روحتیٰ کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ان اوصاف میں سب سے فائق تھے۔

جہاں تک کسی کی آواز نہ پہنچ سکتی تھی وہاں تک آپ کی آواز مبارک بے تکلف پہنچ جاتی تھی خصوصاً ایسے خطبوں کی آواز جس میں نصیحت تخویف یا خدا سے ڈرانا ہوتا تھا چنانچہ پردہ میں بیٹھی ہوئی مستورات بھی آپ کی آواز سُنتی تھیں آپ نے ایّام حج میں منیٰ میں جو خطبہ دیا تھا اس نے تمام لوگوں کے کان کھول دیئے اور ہر ایک نے اس خطبہ کو اپنی اپنی منزلوں میں سُنا۔

(سیرتِ مصطفےٰ جانِ رحمت ج ۲ ص ۵۳۱)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کانوں کے لئے خُوش کن بھی تھی اور بارعب بھی اللہ تعالیٰ کی جو اوصاف وکمالات اپنے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرمائے اُن میں اعجازِ صوت بھی کمال درجے کا عطا فرمایا آپ جب اپنے اَصحاب سے گفتگو فرماتے تو دھیمے لہجے میں فرماتے آپ جب اصحاب کے مجمع سے گفتگو فرماتے تو آپ کی آواز تمام لوگوں تک یکساں پہنچتی حتیٰ کہ آپ کی آواز پردہ نشین خواتین تک پردوں کے اندر بھی پہنچ جاتی۔

یہ کمال صوت ہی تو تھا کہ لاکھوں کے مجمع تک یکساں آواز پہنچ رہی ہوتی آج کے دَور میں جب کہ سائنس اور ٹیکنالوجی اس قدر ترقی کر چکی ہے لاکھوں لوگوں تک آواز پہنچانے کے لئے کئی قسم کا اہتمام کرنا پڑتا ہے لیکن پھر بھی آواز یکساں طور پر لوگوں تک پہنچنا محال ہے لیکن آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز مبارک کو تمام لوگ سُن لیتے تھے۔

فِدَاکَ کُلُّ شَیءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے

لبِ اقدس

اَنوار برستے تھے اُن کے لبِ خنداں سے
لبؔ ہائے مُبارک پر مقصودؔ فِدا گُل تھے

مقصودِ مصطفےٰ تھے میٹھے کلام والے
بولیں تو اُن کے منہ سے اِک نور تھا نکلتا

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لب مبارک سرخی مائل تھے، لطافت ونزاکت کا حسین نمونہ جیسے گُلِ خنداں ہوں لب مبارک نازکی اور لطافت میں جمال ورُعنائی کا نمونہ تھے۔

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لبِ خنداں سے نُور فروزاں ہوتا تھا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

کان فی کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ترتیل او ترسیل.

آقا علیہ الصلوۃ والسلام کی گفتگو میں ایک نظم اور ٹھہراؤ ہوتا۔

(سنن ابوداؤد ج ۴ ص ۲۸۱) (خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۷۵) (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۵ ص ۳۰۰)

لفظ شمار کیئے جا سکتے تھے

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریق تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ٹھہر ٹھہر کر گفتگو فرماتے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے!

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اِس قدر ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے کہ اگر کوئی شمار کرنا چاہتا تو کر سکتا تھا۔

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۳۰۷) (مسلم شریف ج ۴ ص ۲۲۹۸) (الوفا ابن جوزی ص ۴۵۴)

کلام میں فصاحت و بلاغت اور جامعیت کے ساتھ ساتھ تسہیل ہوتی آپ کی ہر بات جامع اور آسان ہوتی جو سُننے والے کو آسانی سے سمجھ میں آجاتی اور یہ معجز بیانی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خصائص میں سے ہے!

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس لب کی لطافت و شگفتگی کے حوالے سے روایت ہے!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أحسن عباد الله شفتين وألطفهم ختم فم.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدّس لب اللہ کے تمام بندوں سے بڑھ کر خُوبصورت تھے اور بوقتِ سکوت نہایت ہی شگفتہ و لطیف محسوس ہوتے۔

(انوار محمدی امام نبہانی ص ۲۰۰) (دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۰۳)

اُن کے لبوں سے پھُول جب جھَڑتے کلام کے
مقصودؔ سنتے تھے سبھی دل اپنے تھام کے

حضرت اُم معبد رضی اللہ عنہا سے روایت ہے!

(كلامه) فصلٌ لا نزر ولا هذر.

گفتگو نہایت فصیح و بلیغ ہوتی، اس میں کمی بیشی نہ ہوتی۔

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۰) (شمائل الرسول ابن کثیر ص ۴۶)

حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قبر انور میں رکھا گیا تو میں نے آخری دیدار کی غرض سے آپ کے چہرۂ انور کی زیارت کی۔

اذا رايت شفتيه يتحرك وادنيت اذنى عندها فسمعت وهو يقول اللهم اغفر لامتى فاخبرتهم بهذا فتعجبوا بشفقته على امته

جب میں نے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لب ہائے مبارک حرکت کر رہے تھے۔ میں نے اپنے کانوں کو نزدیک کر کے سنا تو آپ فرما رہے تھے! اے اللہ میری اُمت کو بخش دے۔ میں نے یہ بات سب حاضرین کو سُنائی تو اس شفقتِ اُمت پر سب دنگ رہ گئے۔

(مدارج النبوۃ ج ۲ ص ۴۴۲) (کنز العمال)

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم نورا اضا العالمين

رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک نور تھے جن کی روشنی سے سارے جہان روشن ہو گئے۔ (جواہر البحار ص ٦١)

كان اذا تبسم فى الليل اضاء البيت

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب رات کو مُسکراتے تو گھر روشن اور منّور ہو جاتا۔

(جواہر البحار ص ۴۳۴)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وجود نُور کی طَلعتوں سے آج بھی زمانہ پُرنور ہے آپ ہی کی بدولت نُور ہدایت سے قلوب منور ہو رہے ہیں آپ کے اوصاف وکمالات کو بیان کرنا ہمارے بس میں کہاں یہ تو آپ کے حضور غلامانہ حاضری ہے اللہ قبول فرمائے۔

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی

گردنِ اقدس

جن کے چہرے پر مقصودؔ فدا ہیں حضرت یُوسف بھی
اُن کی نوری نُوری گردن چاند کو بھی شرماتی تھی

متناسب اور پُرنور گردن

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حُسن و جمال کا کامل نمونہ تھے آپ کے تمام اعضائے مبارکہ خوبصورت اور معتدل تھے سر سے پاؤں تک ایک ایک عضو کمالات ظاہری و باطنی کا مظہر تھا

اُن کی گردن نُوری خوب تھی پیاری پیاری
چمک دمک میں یکتا تھی انوار لٹانے والی

(محمد مقصود مدنی)

قارئین محترم!

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نُوری گردن کے حوالہ سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے ذوقِ نظر کا اظہار کیا ہے کسی نے گردن کی صفائی و خوشنمائی کو بیان کیا تو کسی نے گردن مبارک کے حُسنِ اعتدال کا ذکر کیا کسی نے چاندی کی طرح کیا تھا تو کسی نے احسن و اجمل کہا۔ بہرحال جو کچھ بھی بیان کیا اپنے ادراک کے مطابق کیا ورنہ شاہکارِ قُدرت کے بارے میں کوئی کیا بیان کرسکتا ہے۔

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردنِ اقدس چاندی کی طرح صاف و شفاف، پتلی اور قدرے لمبی تھی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے!

وكان أحسن عباد الله عنقاً. لا ينسب إلى الطول و لا إلى القصر.

"اور اللہ کے بندوں میں سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن سب سے بڑھ کر حسین وجمیل تھی، نہ زیادہ طویل اور نہ زیادہ چھوٹی"

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۰۴)

اُن کی گردن نُوری نُوری

حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں!

وفی عنقه سطع.

"رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گردنِ اقدس قدرے لمبی تھی۔"

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۰) (الریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۷۴)

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۳۱۰) (البدایہ والنہایہ ج ۳ ص ۱۹۲)

خُوبصورتی کا شہکار

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

كأن عنقه جيدُ دمية في صفاء الفضة.

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گردن مبارک کسی مُورتی کی طرح تراشی ہوئی اور چاندی کی طرح صاف تھی۔"

(شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۶) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۲۲)

سب سے اُونچی دِکھنے والی تھی گردن نُورانی
اُن کی گردن پاک نُورانی رِفعت کا عنوان

(محمد مقصود مدنی)

روشن اور منّور گردن مبارک

حضرت حافظ ابو بکر بن ابی خیثمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی گردنِ مبارک تمام لوگوں سے بڑھ کر خُوبصورت تھی۔ دُھوپ یا ہوا میں گردن کا نظر آنے والا حصّہ چاندی کی صُراحی کے مانند تھا، جس میں سونے کا رنگ اس طرح بھرا گیا ہو کہ چاندی کی سفیدی اور سونے کی سُرخی کی جھلک نظر آتی ہو اور گردن کا جو حصہ کپڑوں

میں چھپ جاتا وہ چودھویں کے چاند کی طرح روشن اور منور ہوتا۔

(سبل الھدیٰ والرشاد ج ۲ ص ۴۳)

قارئین! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کس قدر محبت کرتے تھے اس کا اندازہ لگانا امرِ محال ہے۔ محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبّت میں فنا ہونے والے صحابہ کرام کی محبت کے انداز نرالے نظر آتے ہیں آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حُسن و جمال کو دیکھ کر وارفتگی میں کھونے والے یہ خُوش نظر خوش نصیب کس طرح آپ کے اوصاف وکمالات بیان کرتے ہیں مندرجہ بالا روایت اس کا خوبصورت ودلنشین اظہار ہے۔

چاندی کی صُراحی نُوری میں سونے کا رنگ بھی شامل ہو
یُوں اُن کی گردن نُوری تھی مقصودؔ حدیث میں آیا ہے

(محمد مقصود مدنی)

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نُوری گردن مبارک کی توصیف محال تر ہے اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسمِ اقدس کو تمام کمالات کا مرقّع بنایا، عشّاق آپ کے حضور جو خراجِ عقیدت پیش کرتے ہیں یہ تو یُوسف کے خریداروں میں نام لکھانے والی بات ہے۔

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کا

پسینہ مبارک

خوشبو میں یکتا تھا میرے نبی کا پاک پسینہ
مُشک سے بھی اعلیٰ تھا میرے نبی کا پاک پسینہ
جدھر سے جاتے تھے مقصود وہ مہکنے لگتی راہیں
کون بتائے کیسا تھا میرے نبی کا پاک پسینہ

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شہکارِ دستِ قدرت ہیں آپ کے جسمِ اقدس خوشبوؤں کا مخزن تھا۔ وجودِ اقدس مُعنبر و معطّر تھا، سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا پسینہ مبارک بھی نہایت خوشبودار تھا۔

کُتب احادیث وسیَر میں یہ بات تواتر سے ثابت ہے کہ کوئی خُوشبو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسینہ مبارک کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ جب آپ یہ جان لیں کہ سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بے مثل ذات اور بے مثال وجودِ اقدس ہے اِس وجود کا جوہرِ خاص قربِ الٰہی میں مدتوں رہا اور اس وجودِ نُور کی تخلیق تمام تحقیقات سے پہلے ہوئی پھر یہ ثابت شدہ بات ہے کہ ہر شَے کا وجود بھی بعد میں ہے تو ہر خوشبو بھی آپ کے بعد تخلیق ہوئی گویا کہ ہر خُوشبو آپ ہی کے جوہر سے معطّر ہوئی۔ اگر انسان کپڑا استعمال کرے تو اُس میں پسینے کی بدبو آجاتی ہے کپڑا مَیلا بھی ہوجاتا ہے لیکن جب محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کپڑے استعمال فرماتے تو نہ کپڑے میلے نہ ہوتے بلکہ پسینہ مبارک کی خوشبو سے معطّر ہوجاتے۔

کستوری سے بڑھ کر خُوشبو

امام ابونعیم رحمۃ اللہ علیہ اور خطیب رحمۃ اللہ علیہ نے صبح میلاد کے حوالے سے تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی والدہ ماجدہ کا ایک دلنشین قول یوں نقل کیا ہے!

سیدہ آمنہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا!

نظرتُ إليه فإذا هو كالقمر ليلة البدر، ريحه يسطع كالمسك الأذفر.

"میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ اقدس کو چودھویں رات کے چاند کی طرح پایا، جس سے تروتازہ کستوری کے حُلّے پھوٹ رہے تھے۔"

(شرح المواہب اللدنیہ ج۵ ص۵۳۱)

حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رضاعت کے لئے اپنے گھر کی طرف لے کر چلیں تو راستے خوشبوؤں سے معطر ہو گئے۔ وادیٔ بنو سعد کا کوچہ کوچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدنِ اقدس کی نفیس خوشبو سے مہک اٹھا۔

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں!

و لما دخلت به إلى منزلي لم يبق منزل من منازل بني سعد إلا شممنا منه ريح المسك.

"جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے گھر لائی تو قبیلہ بنو سعد کا کوئی گھر ایسا نہ تھا کہ جس سے ہم نے کستوری کی خوشبو محسوس نہ کی۔"

(سبل الھدیٰ والرشاد ج ا ص ۳۸۷)

نُوری موتیوں کی صُورت میں پیشانی پر آتا
دِلوں کو نُور اُجالا دیتا اُن کا پاک پسینہ

(محمد مقصود مدنی)

سب سے بڑھ کر خُوشبودار

خوشبوؤں کا قافلہ عمر بھر قدم قدم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمرکاب رہا۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أحسن الناس لوناً وأطيب الناس ريحاً.

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رنگ کے لحاظ سے سب لوگوں سے زیادہ حسین تھے اور خُوشبو کے لحاظ سے سب سے زیادہ خوشبودار۔"

(سیرۃ النبویہ ابن عساکر ج ا ص ۳۲۱)

خُوشبو خُوشبو اُن کا بدن ہے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بچپن کے بارے میں ایک روایت حضرت

ابوطالب رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بھی ملتی ہے، وہ فرماتے ہیں!

فإذا هو في غاية اللين وطيب الرائحة كأنه غمس في المسك.

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ اطہر نہایت ہی نرم و نازک اور اس طرح خوشبودار تھا جیسے وہ کستوری میں ڈبویا ہوا ہو۔''

(تفسیر کبیر امام رازی ج ۳۱ ص ۲۱۴)

مہکتا تھا نوری بدن آپ کا

حضرت امام اسحاق بن راہویہ رحمۃ اللہ علیہ اس بات کی تصریح کرتے ہیں!

ان هذه الرائحة الطيبة كانت رائحة رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من غير طيب.

''یہ پیاری مہک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ مقدّسہ کی تھی نہ کہ اُس خوشبو کی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم استعمال فرماتے تھے۔''

(سبل الھدیٰ والرشاد ج ۲ ص ۸۸)

خُوشبو کا استعمال تعلیم کے لئے تھا

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خُوشبو استعمال کرنے کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ آپ کو خوشبو استعمال کرنے کی ہرگز ضرورت نہ تھی کوئی یہ نہ سمجھے کہ آپ خوشبو کا استعمال فرماتے تھے اس لئے آپ کے قرب میں خُوشبو محسوس ہوتی نہیں۔ نہیں نہیں یہ بات ہرگز نہیں بلکہ آپ کا تو جسم انور خوشبو کے استعمال کے بغیر ہی خوشبودار تھا۔

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ اقدس خوشبو کے استعمال کے بغیر بھی خوشبودار تھا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے باوجود پاکیزگی و نظافت میں اضافے کے لئے خوشبو استعمال فرما لیتے تھے۔''

(اتحافات الربانیہ ص ۲۶۳)

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں!

"مہک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ اطہر کی صفات میں سے تھی، اگرچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خُوشبو استعمال نہ بھی فرمائی ہوتی۔"

(شرح صحیح مسلم از امام نووی ج ۲ ص ۲۵۶)

اُن کے جسم کی خُوشبو ہر سُو پھیلی ہے
اُن کی مہک سے گُل مقصودؔ مہکتے ہیں

اِمام خفاجی رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس مُنفرد خصوصیت کا ذکر ان الفاظ میں کرتے ہیں!

"اللہ تعالیٰ نے بطور کرامت و معجزہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ اطہر میں خلقتاً اور طبعاً مہک رکھ دی تھی۔"

(شرح شفا نسیم الریاض ج ۱ ص ۳۴۸)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسمِ اقدس خوشبو کا مَعدن تھا، کوئی خوشبو بھی آپ کے پسینے سے بڑھ کر نہ تھی۔ جیسا کہ کتبِ حدیث میں بے شمار احادیث نقل کی گئی ہیں یہ آپ کے خصائص میں سے ہے کہ آپ کو خُوشبو کے استعمال کی ضرورت ہی نہ تھی، آپ کے جسمِ اقدس کی صفات میں سے ہے کہ آپ کا جسم خوشبودار ہے اللہ تبارک وتعالیٰ نے آپ کا جسمِ اقدس تخلیق کرتے وقت ہی آپ کی اُس کو ایسی خُوشبو کا مخزن بنا دیا جس کے آگے کسی بھی خوشبو کی کوئی حیثیت نہیں اور خوشبو کا استعمال آپ نے ہماری تعلیم کے لئے فرمایا۔

کوئی خُوشبو مقابلہ نہیں کر سکتی

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خوشبوئے بدن سے سارا عالم مہکبار ہے ہر گلشن میں ہر گل میں، پھولوں میں، کلیوں میں، کستوریوں میں عنبر میں ہر خوشبودار شے میں آپ ہی کی خوشبو کا ظہور ہے آپ کے جسم اطہر کی خوشبو سے کسی خوشبو کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے کہ آپ کے جسمِ اقدس کا اعجاز ہی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ قدرت سے اِسے بنا کر مخزنِ نُور بھی بنا دیا اور معدنِ خوشبو بھی جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے!

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک صفات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بغیر خوشبو کے استعمال کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ اطہر سے ایسی خوشبو آتی جس کا مقابلہ کوئی خوشبو نہیں کر سکتی۔"

(مدارج النبوۃ ج ۱ ص ۲۹)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا خوشبو استعمال کرنا خوشبو کی پسندیدگی کی وجہ سے تھا جیسا کہ شمائل رسول میں لکھا ہے!

"احادیث صحیحہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ اطہر سے خوشبو کی دلآویز مہک بغیر خوشبو لگائے آتی رہتی۔ ہاں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خوشبو کا استعمال فقط خوشبو میں اضافہ کے لئے کرتے۔"

(شمائل محمدی ص ۱۰۹)

خُوشبو کے حُلّے

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال کے بعد جب مولائے کائنات علیہ السلام نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیّتِ مبارکہ کے مطابق آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دیا تو آپ کے وجود پرنور، مخزنِ نظافت وخوشبو سے سوائے خوشبو دار ریح مبارک کے کچھ نہ نکلا تو مولائے کائنات علیہ السلام پکار اُٹھے کہ ہم نے اِس قدر نفیس خُوشبو کبھی نہ سونگھی تھی، روایت ملاحظہ فرمائیں!

"میں نے رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو غسل دیا، جب میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسم اطہر سے خارج ہونے والی کوئی ایسی چیز نہ پائی جو دیگر مُردوں سے خارج ہوتی ہے تو پکار اٹھا کہ اللہ کے محبوب! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ظاہری حیات اور بعد اَز وصال دونوں حالتوں میں پاکیزگی کا سرچشمہ ہیں۔"

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا!

وسطعت منه ريح طيبة لم نجد مثلها قط.

"(غسل کے وقت) حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسمِ اطہر سے ایسی خوشبو کے جلے شروع ہوئے کہ ہم نے کبھی ایسی خوشبو نہ سونگھی ہے۔"

(شفا شریف ج ۱ ص ۸۹)

اُن کی مہک نے دل کے غنچے کھلا دیئے ہیں

ایک دوسری روایت میں مذکور ہے!

فاح ریح المسك فی البیت لما فی بطنه.

"تمام گھر اس خوشبو سے مہک اٹھا جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شکمِ اطہر میں موجود تھی۔"

(شرح الشفا ملا علی قاری۔ ج ۱ ص ۱۶۱)

یُوں مدینہ مہک اُٹھتا

یہ روایت ان الفاظ میں بھی ملتی ہے کہ جب شکمِ اطہر پر ہاتھ پھیرا تو!

إنتشر فی المدینة. "پورا مدینہ اس خوشبو سے مہک اٹھا۔"

اُم المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

وضعت یدی علی صدر رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یوم مات، فمر بی جمع أکل وأتوضأ ما یذهب ریح المسك من یدی.

"میں نے وصال کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سینہ اقدس پر ہاتھ رکھا۔ اس کے بعد مدت گزر گئی، کھانا بھی کھاتی ہوں، وضو بھی کرتی ہوں (یعنی سارے کام کاج کرتی ہوں) لیکن میرے ہاتھ سے کستوری کی خوشبو نہیں گئی۔"

(خصائص الکبریٰ سیوطی ج ۲ ص ۲۷۴)

جسم کی خوشبو سے مقصود یہ کستوری بھی شرمائے
معجزہ ہے کہ جسم کی خُوشبو ہردم بڑھتی جائے

(محمد مقصود مدنی)

کستوری اور عنبر سے بڑھ کر

اصحابِ رسول کو یہ شرف حاصل ہے کہ اُنہوں نے آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مشامِ جاں کو معطر کر دینے والا پسینہ مبارک سونگھا، سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسینے کے بارے میں اُنہوں نے اپنی اپنی محبت کا اظہار فرمایا ہے چند روایات ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

ما شممت عنبراً قط ولا مسکا و لا شیئا أطیب من ریح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (کے پسینے) کی خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار عنبر اور کستوری یا کوئی اور خوشبودار چیز کبھی نہیں سونگھی۔''

(ترمذی شریف ج ۴ ص ۳۶۸) (بخاری شریف ج ۳ ص ۱۳۰۶)

اُن کے پاک پسینے کی خُوشبو ہے ہر گُل میں
گلشن گلشن کو مہکائے اُن کا پاک پسینہ

(محمد مقصود مدنی)

دُعائے رسول، امیر المومنین سیّدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک پسینے کی خوشبو کو کستوری سے بڑھ کر کہا ہے وہ مولوی صاحبان جو خود کو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثل قرار دیتے ہیں اپنے پسینے کو بھی سونگھیں اور اپنی بابت پھر سے غور کر لیں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے اس قول کو بھی سامنے رکھیں۔

کان ریح عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ریح المسك بأبي و أمي! لم أر قبله و لا بعده أحدا مثله.

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک پسینے کی خوشبو کستوری سے بڑھ کر تھی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جیسا نہ کوئی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پہلے میں نے دیکھا اور نہ بعد میں دیکھا۔''

(سیرۃ النبویہ ابن عساکر ج ۱ ص ۳۱۹)

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صحابہ آپ کے وجودِ مسعود کی ظاہری برکتوں سے بھی ہمہ وقت فیضیاب ہوئے، اُن کی آپ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ وہ آپ کے لعابِ دہن شریف کو بھی زمین پر نہ گرنے دیتے آپ کے خونِ مبارک اور بول مبارک کو بھی باعث برکت وشفا جانتے اسی طرح وہ آپ کے پسینہ مبارک کے حصول کی کوشش کرتے اور بعض صحابہ کرام تو آپ کا پسینہ مبارک شیشوں میں جمع کر لیتے اور خوشبو کے لئے استعمال فرماتے۔

خوشبو میں یکتا تھا میرے نبی کا پاک پسینہ
مشک سے بھی اعلیٰ تھا میرے نبی کا پاک پسینہ
جدھر سے جاتے تھے مقصود وہ مہکنے لگتی راہیں
کون بتائے کیسا تھا میرے نبی کا پاک پسینہ

(محمد مقصود مدنی)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اکثر ہمارے ہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ عموماً آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے ہاں قیلولہ بھی فرماتے۔ ایک دن میری والدہ ماجدہ حضرت اُمِّ سلیم رضی اللہ عنہا کسی کام سے گھر سے باہر گئی ہوئی تھیں، اُن کی عدم موجودگی میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمارے گھر میں جلوہ اَفروز ہوئے اور قیلولہ فرمایا۔

"انہیں اطلاع ملی کہ آپ کے ہاں تو سرورِ کونین حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم استراحت فرما رہے ہیں۔"

انہوں نے یہ مژدۂ جانفزا سُنا تو جلدی جلدی اپنے گھر کی طرف لوٹیں اور دیکھا کہ سیدالمرسلین حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم استراحت فرما رہے ہیں اور جسمِ مقدس پر پسینے کے شفاف قطرے موتیوں کی طرح چمک رہے ہیں اور یہ قطرے جسمِ اطہر سے جُدا ہو کر بستر میں جذب ہو رہے ہیں۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہما مزید فرماتے ہیں!

"میری والدہ ماجدہ نے ایک شیشی لے کر اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسینے کو جمع کرنا شروع کر دیا۔"

اِس اثنا میں سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری امی جان کو مخاطب کر کے فرمایا۔

''تُو یہ کیا کر رہی ہے؟''

امی جان نے احتراماً عرض کی!

''(یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم!) یہ آپ کا مبارک پسینہ ہے، جسے ہم اپنی خُوشبوؤں میں ملاتے ہیں اور یہ تمام خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار ہے۔''

ایک روایت کے مطابق حضرت اُمّ سلیم رضی اللہ عنہا کا جواب کچھ یوں تھا:

''ہم اسے (جسمِ اطہر کے پسینے کو) اپنے بچوں کو برکت کے لئے لگائیں گے۔''

حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

''تو نے درست کیا۔''

(سنن نسائی ج ۸ ص ۲۱۸) (مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۱۵)

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۴۲۸) (مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۲۲۱)

خُوشبو والوں کا گھر

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے جامع الصغیر میں روایت نقل فرمائی ہے کہ ایک صحابی سیدِ عالم سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیکَ وآلکَ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان ہوں، عنقریب میری بیٹی کی شادی ہونے والی ہے لیکن میرے پاس اسے دینے کے لئے کوئی خوشبو نہیں، اِس سلسلے میں میری مدد فرمایئے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے فرمایا!

ایتنی بقارورۃ واسعۃ الراس وعود شجرۃ.

''ایک کھلے منہ والی شیشی اور لکڑی کا کوئی ٹکڑا لے آؤ۔''

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی سنتے ہی وہ صحابی مطلوبہ شیشی اور لکڑی لے کر پھر خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکڑی سے اپنی مبارک کلائی کا پسینہ جو خوشبوؤں کا خزینہ تھا اس شیشی میں جمع فرمایا۔ وہ شیشی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک پسینے

سے بھر گئی۔ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

خذہ و أمر بنتك تطيب به.

"اِسے لے جا اور اپنی بیٹی سے کہہ کہ اسے خوشبو کے طور پر استعمال کرے۔"

خوش نصیب صحابی وہ شیشی جس میں تاجدارِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی کلائی مبارک کا پسینہ اپنے دستِ اقدس سے جمع فرمایا تھا لے کر اپنے گھر پہنچے اور گھر والوں کو عطائے رسول کی نوید سنائی۔ اس صحابی کے افرادِ خانہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کلائی مُبارک کے پسینے کو بطور خوشبو استعمال فرمایا تو ان کے گھر کی فضا جسمِ اقدس کے پسینے کی خوشبو سے مہک اٹھی، در و دیوار جھوم اٹھے۔ یہ مقدس خوشبو صرف ان کے گھر تک محدود نہ رہی بلکہ ساکنانِ شہرِ خنک نے بھی اس خوشبوئے رسول کو محسوس کیا اور اس کی کیفیت میں گم رہے۔ پُورے شہر میں ان کا گھر بیت المطیبین (خوشبو والوں کا گھر) کے نام سے مشہور ہو گیا، کتب احادیث میں درج ہے!

فكانت اذا تطيب شم أهل المدينة رائحة ذلك الطيب فسموا بيت المطيبين.

"جب بھی وہ خوش نصیب خاتون خُوشبو لگاتی تو جُملہ اہل مدینہ اس مقدس خوشبو کو محسوس کرتے، پس اس وجہ سے وہ گھر 'خوشبو والوں کا گھر' سے مشہور ہو گیا۔

یوں نسبتِ رسول نے ان کا نام تاریخ اسلام میں ہمیشہ کے لئے محفوظ کر دیا۔

(دلائل النبوۃ ابو نعیم ج ا ص ۵۹) (مسند ابی یعلیٰ ج ۱۱ ص ۱۸۵)

(جامع الصغیر ج ا ص ۴۴) (مجمع الزوائد ج ۴ ص ۲۵۵)

مدینہ مہک بار ہے

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اقدس کی خُوشبو سے اب بھی سارا مدینہ مہکبار ہے احادیث میں ہے، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام جس راہ سے گذرتے صحابہ جان لیتے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسی راہ سے گذرے ہیں وہ آپ کی خُوشبوئے بدن سے جان لیتے کہ جانِ جہاں یہاں سے گذرے ہیں اہلِ عشق جانتے ہیں کہ آج بھی آپ کے وجود کی مہک سے مدینہ طیبہ کی

کلیاں مہک رہی ہیں اسی حوالہ سے چند احادیث ملاحظہ فرمائیں۔

خُوشبو خُوشبو راستے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے! ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مدینہ منوّرہ کے جس کسی راستے سے گزر جاتے تو لوگ اس راہ میں ایسی پیاری مہک پاتے کہ پکار اُٹھتے کہ اِدھر سے اللہ تعالیٰ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گزر ہوا ہے۔''

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۶۷)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

''آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جس راستے سے بھی گزر جاتے تو بعد میں آنے والا شخص خوشبو سے محسوس کر لیتا کہ ادھر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا گزر ہوا ہے۔''

(تاریخ الکبیر بخاری ج ۱ ص ۳۹۹)

عاشقِ رسول کی وصیّت

حضرت ثمامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے مجھے وصیت کی!

ان یجعل فی حنوطہ من ذلك السُّكِ.

''(اُن کے وصال کے بعد) وہ خوشبو ان کے کفن کو لگائی جائے۔''

(بخاری شریف ج ۵ ص ۲۳۱۶) (مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۴۶۱)

ان کی اس وصیت و آرزو کو بعد از وصال پورا کیا گیا۔ حضرت حمید سے روایت ہے!

''جب حضرت انس رضی اللہ عنہ وصال کر گئے تو ان کی میت کے لئے اس خُوشبو کو استعمال کیا گیا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پسینے کی خُوشبو تھی۔''

(المعجم الکبیر ج ۱ ص ۲۴۹) (طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۲۵)

پسینہ اُن کے رُخ پہ اس طرح معلوم ہوتا تھا
رُخِ گل پر کہ جیسے موتی شبنم کے ٹھہر جائیں

فِدَاكَ کُلُّ شَیءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے دوش مبارک

چاندی میں ڈھلا ہے اُن کا بدن اصحابِ نبی یہ کہتے تھے
مقصودِ نبی کے جلووں میں اصحابِ نبی گم رہتے تھے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک کندھے مضبوط اعتدال سے فربہ تھے بلکہ خاص گولائی میں تھے۔ دونوں شانوں کی ہڈیوں کے درمیان مناسب فاصلہ تھا، جس نے سینہ اقدس کو فراخ اور دراز کر دیا تھا۔

دوشِ اقدس کی خُوبصورتی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم مشاش المنکبین.

"حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں کے جوڑ توانا اور بڑے تھے۔"

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۵)(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۶)

ابن سبع اور رزین فرماتے ہیں!

انہ کان اذا جلس یکون کتفہ اعلیٰ من جمیع الجالسین

کہ جب آپ لوگوں میں بیٹھے ہوتے تو آپ کا کندھا مبارک سب سے اونچا ہوتا۔

(زرقانی علی المواہب ج ۴ ص ۲۰۰)

مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ علیہ السلام سے روایت ہے!

کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مربوعاً بعید ما بین المنکبین.

"حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میانہ قد کے تھے، دونوں کاندھوں کے درمیان فاصلہ تھا۔"

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۳۰۳)(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۱۸)

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۸)(جامع ترمذی ج ۵ ص ۵۹۸)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسمِ اقدس خوبصورتی اور حُسن کا مرقع بھی تھا آپ کے جسمِ اقدس میں اللہ تعالیٰ نے سب خوبیاں جمع فرمادی تھیں، آپ کے بازوؤں میں قوتِ ربانی جلوہ گر تھی آپ کے کاندھوں کی طاقت کا اندازہ کون کرسکتا ہے یہ وہی کاندھے ہیں جنہیں بارِ دوعالم کی پرواہ نہیں۔"

مثل میرے مُصطفےٰ کی ہوسکے ممکن نہیں
اُن کی ہے مقصودؔ عظمت کی گواہی رب نے دی

(محمد مقصود مدنی)

مُلّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس صفتِ مبارکہ کا ذکر یوں کرتے ہیں!

كان إذا جلس يكون كتفه أعلى من الجالس.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب (کسی مجلس میں) تشریف فرما ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کندھے تمام اہلِ مجلس سے بلند نظر آتے۔

(جمع الوسائل ج ۱ ص ۱۳)

یہ بلندی اور عظمت مُصطفےٰ کو رب نے دی
دیکھئے مقصودؔ مدنی شان و رفعت دیکھئے

دوشِ اقدس کی سفیدی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کندھے مبارک جب کبھی ننگے ہوجاتے!

فكانما سبيكة فضة

تو یوں معلوم ہوتا جیسے چاندی کے ڈھلے ہوئے ہیں۔

(خصائص کبریٰ)

چاندی میں ڈھلا ہے اُن کا بدن اصحابِ نبی یہ کہتے تھے
مقصودؔ نبی کے جلوؤں میں اصحابِ نبی گم رہتے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات کوئی دیہاتی آ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قمیص کھینچ لیتا تو

فکأنما انظر حین بدا منکبه الی شقة القمر من بیاضه صلی اللہ علیه وآله وسلم.

"دوشِ اقدس سفیدی اور چمک کے باعث یوں نظر آتے جیسے ہم چاند کا ٹکڑا ملاحظہ کر رہے ہوں۔"

(سبل الھدیٰ والرشاد ج ۲ ص ۴۳)

رسولِ اکرم کے دوشِ انور کی کون لکھ پائے شان و عظمت
صحابہ کہتے تھے چاندی میں جسم سارا اُن ڈھلا ہوا تھا

(مقصود مدنی)

فِدَاكَ كُلُّ شَیءٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کے

بازُو مبارک

خوبصورت اور توانا بازو تھے سرکار کے
خوبصورت، معتدل وہ دلنشیں مقصود تھے

مُصطفٰے کے بازو پیارے خُوبصورت خُوشنما
تھی کلائیاں مصطفٰے کی دلنشیں و دِلربا
آپ کا جسم مبارک مظہرِ نُورِ خدا
بازوؤں کے حسن پر مقصودؔ سورج ہو فِدا

(محمد مقصود مدنی)

سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بازوئے اقدس خُوبصورتی میں اپنی مثال آپ تھے، طوالت کے اِعتبار سے اِعتدال کا خوبصورت اور دلکش نمونہ تھے، کلائیوں پر بال مبارک تھے، بازو اور کلائیاں سفید اور چمکدار تھیں اور حسن و جمالِ مصطفٰی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آئینہ دار تھیں۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اعضائے مبارکہ کے اعتدال و تناسب کو آپ کے صحابہ کرام نے بڑی باریک بینی سے بیان کیا ہے آپ کے نُوری بازوؤں کے حوالہ سے بھی کتب حدیث و سیرت میں روایات موجود ہیں آپ کے بازوؤں کے بارے میں ایک روایت ملاحظہ فرمائیں جو آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم الساعدین۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بازو (اعتدال کے ساتھ) بڑے تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۵) (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۹)

خُوبصورتی اور مَوزُونیت

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں!

کان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سَبْطَ القصب۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بازو مبارک اور پنڈلیاں موزوں ساخت کی تھیں۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۲۲)

یعنی آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بازو مبارک چھوٹے نہ تھے کہ خوبصورت نہ لگیں اور نہ ہی اس قدر طویل تھے کہ لمبائی کا احساس ہونے لگے بلکہ آپ کے بازو مبارک اعتدال کے ساتھ بڑے تھے اور بازوؤں پنڈلیوں کی ساخت کے حوالہ سے روایات میں آیا ہے موزوں ساخت کی تھیں یعنی بہت موٹی نہ تھیں اس حوالے سے امام بیہقی بیان کرتے ہیں!

وکان عبل العضدین والذراعین، طویل الزندین.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مچھلیاں سفید اور چمکدار اور کلائیاں لمبی تھیں۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۰۵)

کلائیوں پر بال

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أشعر الذراعین.

”حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک کلائیوں پر بال موجود تھے۔“

(شمائل ترمذی)(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۲۲)

بعض لوگوں کے بازوؤں پر بہت زیادہ بال ہوتے ہیں جو آنکھوں کو بھلے نہیں لگتے بلکہ انسان کو وحشت کا احساس ہونے لگتا ہے اور اگر مرد کلائیوں پر بال نہ ہوں تو یہ بھی عجیب صورت ہوتی ہے ہمارے آقا و مولا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی کلائیاں صاف اور روشن تھیں۔

فِدَاكَ کُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دُرودِ مدنی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاٰبَائِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِکَ یَآاَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

اُن کی عظمت کو بیاں کیسے کروں
حُسنِ کامل کو عیاں کیسے کروں
میرا ہے مقصود ہر اِک لفظ خام
سوچ کو پھر ترجماں کیسے کروں

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بغل مبارک

اُن کی بغلوں کی سفیدی پر خجل ہے چاند بھی
مہر کو مقصود دیتا نُور ہے اُن کا وجود

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغل مبارک معطر معنبر سفید اور روشن تھی، سیرت نگار لکھتے ہیں کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ اقدس جس طرح پُرنور اور سفید تھا اُسی طرح آپ کی بغل مبارک بھی سفید تر تھی۔ عام طور پر مشاہدہ کیا گیا ہے کہ انسان کی بغل رنگ متغیر ہو جاتا ہے لیکن اعجازِ جسم نبوی ہی ہے کہ آپ کی بغل مبارک باقی جسم کی طرح سفید تھی۔

مصطفےٰ جانِ رحمت میں لکھا ہے!

یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خصوصیات میں سے ہے ورنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا تمام لوگوں کی بغل کا رنگ جُدا اور اس میں سیاہی کی جھلک ہوتی ہے۔

پیارے آقا کے یہ جسم کا خاص اعجاز تو دیکھو
بغل مبارک بھی مقصود نبی کی نوری نوری

(محمد مقصود مدنی)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمِ اقدس کی سفیدی ظاہر اعضا میں تو ظاہر ہی تھی آپ کی بغلیں مبارک بھی سفید، روشن اور خوشبودار تھیں۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغل مبارک کی سفیدی کا مشاہدہ کرنے والے صحابہ نے اسے یوں بیان کیا ہے!

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سجدہ کرتے تو آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آیا کرتی۔

(طبقات ابن سعد) (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۶۳)

بغل مُبارک کی خُوشبو

ایک دفعہ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے وضو کا پانی پیش کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خُوش ہو کر اُنہیں دُعا دی اور اپنے مبارک ہاتھوں کو بلند

فرمایا۔ وہ اپنا مشاہدہ بیان کرتے ہیں کہ!

ورأیتُ بیاض إبطیه.

''میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔''

(بخاری شریف ج ۵ ص ۲۳۴۵)(زرقانی ج ۵ ص ۲۶۰)

(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۹۴۴)(نسائی شریف ج ۵ ص ۲۴۰)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مُبارک بغلوں کی خُوشبودار ہونے کے حوالے سے بنی حریش کا ایک شخص اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میں اپنے والدِ گرامی کے ساتھ بارگاہِ نبوی میں حاضر ہوا، اُس وقت حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ عنہ کو اُن کے اقرارِ جرم پر سنگسار کیا جارہا تھا۔ مجھ پر خوف سا طاری ہوگیا، ممکن تھا کہ میں بے ہوش ہوکر گر پڑتا۔

فضمنی إلیه رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم. فسال علیّ مِن عرقِ إبطه مثل ریحِ المسك.

''پس رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ لگالیا (گویا گرتے دیکھ کر مجھے تھام لیا) اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مبارک بغلوں کا پسینہ مجھ پر گرا جو کستوری کی خوشبو کی مانند تھا۔''

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۱۶)(سنن دارمی ج ۱ ص ۳۴)

بغل مُبارک کی سفیدی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

رایت رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم یرفع یدیه فی الدعاء حتی یریٰ بیاض ابطیه۔

کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دُعا استسقاء میں اس قدر بلند ہاتھ اُٹھائے ہوئے دیکھا ہے کہ آپ کی بغلوں کی سفیدی نظر آرہی تھی۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۹۳۸)(مسلم شریف ج ۱ ص ۲۹۳)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بغل میں بال نہ تھے لیکن کچھ لوگ اس میں کلام کرتے

ہیں کہ یہ ثابت نہیں ہے جلد کی سفیدی سے یہ لازم نہیں آتا کہ بغل میں بال ہی نہ ہوں اور بعض حدیث میں نتف ابطیہ آیا ہے، یعنی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بغل مبارک کے بالوں کو اکھیڑ ڈالا کرتے تھے اور بعض حدیث یں عفر ابطیہ واقع ہوا ہے، عفرہ ایسی سرخ وسفیدی جس میں سرخی کی جھلک ہو۔

ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ سے بغل گیر ہوئے تو آپ کی بغل شریف کے پسینہ سے مشک کی مانند خوشبو مہکنے لگی۔

(سیرت مصطفٰے جانِ رحمت ج ۲ ص ۵۳۸)

عام طور پر انسان کی بغلوں میں پسینہ آتا ہے جو ملنے والے کے لئے ناگوار ہوتا ہے لیکن سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسم اقدس تو ہر خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار تھا جو بھی آپ سے مصافحہ یا معانقہ کرتا وہ بھی معطر ہو جاتا یہ سب میرے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیت ہے۔

پیارے آقا کے یہ جسم کا خاص اعجاز تو دیکھو
بغل مبارک بھی مقصود نبی کی نوری نوری

فِدَاكَ كُلُّ شَيْءٍ يَا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

کے

ہاتھ مُبارک

دستِ قُدرت کا ہیں مَظہر مُصطفٰے کے نُوری ہاتھ
کرتے ہیں پل میں تونگر مُصطفٰے کے نُوری ہاتھ
نَرم ریشم سے زیادہ خُوبصورت ، دلنشیں
بانٹیں گے مقصود کوثر مُصطفٰے کے نُوری ہاتھ

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے ہاتھ قرار دیا ہے
آپ کے دستِ اقدس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا مظہر کامل بنادیا تھا سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس برکاتِ ظاہری اور فیوضاتِ باطنی کے حامل تھے۔ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس کے معجزات وکمالات کا بیان حدوحصر سے باہر ہے۔
جس شے کو سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس کا لمس حاصل ہوا وہ شے بھی باکمال ہوگئی۔ آپ نے کسی شاخِ شجر کو چھوا تو وہ مشعلِ نور بن کر رات کی تاریکیوں کو مٹانے لگی۔
آپ نے میدانِ جنگ میں شاخ اُٹھا کر دی تو وہ تلوار بن گئی۔
آپ نے سنگریزے اُٹھائے تو وہ کلمہ پڑھنے لگے۔
آپ نے کسی کے سر پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو اُس کے بال ہمیشہ کے لئے بابرکت ہوگئے اور کبھی سفید نہ ہوئے۔
آپ نے اگر کسی بیمار کو ہاتھ مبارک لگایا تو وہ شفایاب ہوگیا اور آخری دم تک تندرست ہوگیا۔
آپ نے اگر کسی کے سینے کو ہاتھ لگایا اُس کے سینے میں علم وحکمت کے خزانے ڈال دیئے،
آپ نے کھجوروں کے درخت لگائے تو وہ پھل دینے لگے۔
آپ نے رُومال سے دستِ اقدس صاف کئے تو وہ آپ کے دستِ اقدس کے لمس کی بدولت آگ سے نہ جلا۔

اُن کے ہاتھوں پر ہُوا ہے دستِ قُدرت کا ظہور
برکتیں ہیں رحمتیں ہیں مُصطفیٰ کے ہاتھ میں
ہے یداللہ اُنؐ کے ہاتھوں کو کہا اللہ نے
کیا کمی مقصودؔ ہوگی پھر خُدا کے ہاتھ میں

آقا دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس اِنتہائی نرم اور ملائم تھے، شبنم کے قطروں سے بھی نازک، پھولوں کا گداز بھی اس کے آگے پانی پانی ہوجائے، دستِ اقدس سے ہمہ

وقت خوشبوئیں لپٹی رہتیں، مصافحہ کرنے والا ٹھنڈک محسوس کرتا، انگشت مبارک قدرے لمبی تھیں، چاند کی طرف اُٹھتیں تو وہ بھی دولخت ہو جاتا۔

۶ ھ میں حدیبیہ کے مقام پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اپنے جاں نثاروں کے ساتھ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہیں، کفار و مشرکینِ مکہ آمادۂ فتنہ و شر ہیں۔ سفراء کا تبادلہ جاری ہے اور حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ سفیرِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حیثیت سے مکہ میں داخل ہوتے ہیں۔ دوسری طرف بیعتِ رضوان کا موقع آتا تو اللہ رب العزّت اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیتا ہے!

اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ۭ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ فَمَنْ نَّكَثَ فَاِنَّمَا يَنْكُثُ عَلٰى نَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ اَوْفٰى بِمَا عٰهَدَ عَلَيْهُ اللّٰهَ فَسَيُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝۱۰

وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے تو جس نے عہد توڑا اس نے اپنے بڑے عہد کو توڑا اور جس نے پورا کیا وہ عہد جو اس نے اللہ سے کیا تھا تو بہت جلد اللہ اسے بڑا ثواب دے گا۔

(سورۃ الفتح آیت ۱۰)

ایک دوسرے مقام پر ارشادِ خداوندی ہے!

وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى

اور اے محبوب وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی تھی بلکہ اللہ نے پھینکی۔

(سورۃ الانفال آیت ۱۷)

ہتھیلیاں فراخ تھیں

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے سراپا مبارک بیان کرتے ہوئے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مقدس ہاتھوں کا ذکر ان الفاظ میں کیا گیا ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم. رحب الراحة.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتھیلیاں فراخ تھیں۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۲۲) (جامع الصغیر ج ۱ ص ۳۵)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے!

وکان بسط الکفین.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتھیلیاں کشادہ تھیں۔

(فتح الباری ج ۱۰ ص ۳۵۹) (بخاری شریف ج ۵ ص ۲۲۱۲)

ریشم سے بھی نرم ہاتھ مُبارک

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس ریشم سے بھی بڑھ کر نرم اور خُوشبودار تھے، حضرت مستورد بن شداد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں!

أتیتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فأخذتُ بیدہ فإذا ھی ألین من الحریر وأبرد من الثلج.

میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا، پس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ہاتھ تھام لیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس ریشم سے زیادہ نرم و گُداز اور برف سے زیادہ ٹھنڈے تھے۔

(معجم الکبیر ج ۷ ص ۲۷۲) (الاصابہ ج ۳ ص ۴۲۳)

مقصودِ مُصطفےٰ کے ہے اصحاب نے کہا
ریشم سے نرم مُصطفےٰ کے نُوری ہاتھ تھے

نرمی ریشم ودِیباج سے بڑھ کر

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے!

مَا مَسِسْتُ حریراً ولا دیباجاً ألین من کف النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم.

میں نے کسی ایسے ریشم یا دیباج کو نہیں چھُوا جو نرمی میں رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ہاتھ مبارک سے بڑھ کر ہو۔

(بخاری ج ۳ ص ۱۳۰۶)(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۱۵)

(جامع ترمذی ج ۴ ص ۳۶۸)(مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۲۰۰)

اُن کے ہاتھوں کو خدا نے ہاتھ اپنے ہے کہا
لمس اُن ہاتھوں کا جن اصحاب نے بھی پا لیا
سب صحابہ بس یہی مقصودؔ تھے کہتے رہے
اُن کا ریشم سے زیادہ نرم نُوری ہاتھ تھا

(محمد مقصود مدنی)

مُعطّر ہاتھ تھے اُن کے

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس ہمیشہ معطر رہتے، جو لوگ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مصافحہ کرتے وہ کئی کئی دن دستِ اقدس کی خوشبو کی سرشاری کو مشامِ جان میں محسوس کرتے رہتے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک ہاتھ عطّار کے ہاتھوں کی طرح معطر رہتے، خواہ خوشبو لگائیں یا نہ لگائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مصافحہ کرنے والا شخص سارا دن اپنے ہاتھوں پر خوشبو پاتا اور جب کسی بچے کے سر پر دستِ شفقت پھیر دیتے تو وہ (بچہ) خوشبوئے دستِ اقدس کے باعث دُوسرے بچوں سے ممتاز ٹھہرتا۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۰۵)

نُوری ہاتھوں کی خُوشبو

حضرت جابر بن سُمرہ رضی اللہ عنہ اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آقائے محتشم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مسجد سے باہر تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے باری باری

سب بچوں کے رُخساروں پر ہاتھ پھیرا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرے رُخسار پر بھی ہاتھ پھیرا۔

فوجدتُ لیدہ برداً أو ریحاً کأنما أخرجھا من جؤنة عطّار.

پس میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک اور خُوشبو یُوں محسوس کی جیسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُسے ابھی عطّار کی ڈبیہ سے نکالا ہو۔

(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۱۴)

برکت دینے والے ہاتھ

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اِس اعجاز کو حضرت جابر بن سمرہ نے اپنے حوالہ سے بیان کیا ہے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس سے جو برکات حاصل کی وہ اُن کا تجربہ بیان کر رہے ہیں۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ نمازِ ظہر ادا کی پھر آپ اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئے اور میں بھی آپ کے ساتھ ہی نکلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ کر چھوٹے چھوٹے بچّے آپ کی طرف دوڑ پڑے تو آپ ان میں سے ہر ایک کے رُخسار پر اپنا دستِ رحمت پھیرنے لگے میں سامنے آیا تو میرے رخسار پر بھی آپ نے اپنا دستِ مبارک لگا دیا تو میں نے اپنے گالوں پر آپ کے دستِ مبارک کی ٹھنڈک محسوس کی اور ایسی خُوشبو آئی کہ گویا آپ نے اپنا ہاتھ کسی عطر فروش کی صندوقچی میں سے نکالا ہے۔"

(مسلم شریف ج ۲ ص ۲۵۶)

دستِ اقدس کی خُنکی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آقا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے محبت سے میرے سر اور سینے پر اپنا دستِ اقدس پھیرا۔ اس سے یہ کیفیت پیدا ہوئی

فما زلتُ أجد برده على كبدي فما يخال إلى حتى الساعة.
میں ہمیشہ اپنے جگر میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس کی ٹھنڈک اور خنکی پاتا رہا، مجھے خیال ہے کہ اس (موجودہ) گھڑی تک وہ ٹھنڈک پاتا ہوں۔

(بخاری ج ۵ ص ۲۱۴۲)(سنن نسائی ج ۴ ص ۶۷)

نبی کے ہاتھ سے مقصودؔ جس نے جام پیا
اُسے ستاتی کبھی تلخی پیاس نہیں

(محمد مقصودؔ مدنی)

کستوری سے زیادہ خُوشبودار

ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز ادا فرمائی، اس کے بعد!

و قام الناس، فجعلوا يأخذون يديه فيمسحون بهما وجوههم، قال: فأخذت بيده فوضعتها على وجهي، فإذا هي أبرد من الثلج، و أطيب رائحة من المسك.
"لوگ کھڑے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ اقدس پکڑ کر اپنے چہروں پر ملنے لگے، میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دستِ انور اپنے چہرے پر پھیرا تو وہ برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔"

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۳۰۴)

اُن کے ہاتھوں کی بھلا کیسے بیاں خُوبیاں
اُن کے دستِ پاک کی توصیف سے قاصر زباں
ظاہر اُن کے ہاتھوں سے ہیں مقصودؔ قُدرت کے نشاں
ان کے ہاتھوں میں خزانوں کی ہیں ساری کُنجیاں

کھجوروں میں برکت

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوۂ تبوک میں ایک رات نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا اے بلال! تمہارے پاس کچھ کھانے کو ہے؟

حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی حضور! آپ کے رب کی قسم ہم تو اپنے توشہ دان خالی کئے بیٹھے ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اچھی طرح دیکھو اور اپنے توشہ دان کو جھاڑو، شاید کچھ نکل آئے۔ سب نے اپنے اپنے توشہ دان جھاڑے تو کل سات کھجوریں برآمد ہوئیں۔ آپ نے ان کو ایک صحیفہ پر رکھا، پھر اُن پر اپنا دست مبارک رکھا اور فرمایا! بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔

ہم تینوں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دستِ مبارک کے نیچے سے ایک ایک کھجور اُٹھا کر کھا رہے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں گٹھلیاں بائیں ہاتھ میں رکھتا جاتا تھا۔ جب میں نے سیر ہو کر ان گٹھلیوں کو شمار کیا تو وہ چوّن (۵۴) تھیں اسی طرح ان دونوں نے بھی مجھ سے کم یا کچھ زیادہ کھائیں۔ جب ہم سیر ہو کر پیچھے ہٹے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دستِ مبارک اُٹھایا تو وہ ساتوں کھجوریں اسی طرح موجود تھیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اَے بلال اِن کو سنبھال رکھو، پھر کام آئیں گی۔ جب دُوسرا دن ہوا اور کھانے کا وقت ہوا تو آپ نے وہی سات کھجوریں لانے کا حکم دیا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر اسی طرح اپنا دستِ مُبارک ان پر رکھا اور فرمایا! بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ۔

اب ہم دس آدمی تھے، سب نے خُوب سیر ہو کر کھایا جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ مُبارک اُٹھایا تو وہ بدستور سات ہی کھجوریں موجود تھیں۔

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم لولا انی استحی من ربی لاکلنا من هذه التمرات حتی نرد المدینه عن اخرنا واعطاهن غلام فولی وهو یلو کهن

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اَے بلال اگر مجھے حق تعالیٰ سے شرم وحیا دامن گیر

نہ ہوتا تو یہی سات کھجوریں واپس مدینہ پہنچنے تک ہمارے لئے کافی تھیں پھر آپ نے وہ ایک لڑکے کو عطا فرما دیں اور وہ انہیں کھا کر جاتا رہا۔

(مسلم شریف ص ۲۲۵)(خصائص کبریٰ ج ا ص ۲۷۴)(الاصابہ ج ۴ ص ۵۴)

دستِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ کے بال عمر بھر سیاہ رہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابوزید انصاری رضی اللہ عنہ کے سر اور داڑھی پر اپنا دستِ اقدس پھیرا تو اُس کی برکت سے سو سال سے زائد عمر پانے کے باوجود اُن کے سر اور داڑھی کا ایک بال بھی سفید نہ ہوا۔ اس آپ بیتی کے وہ خود راوی ہیں!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ میرے قریب ہو جاؤ۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے سر اور داڑھی پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور دُعا کی: الٰہی! اسے زینت بخش اور ان کے حسن و جمال کو گندم گوں کر دے۔ راوی کہتے ہیں کہ اُنہوں نے سو سال سے زیادہ عمر پائی، لیکن اُن کے سر اور داڑھی کے بال سفید نہیں ہوئے، سیاہ رہے، ان کا چہرہ صاف اور روشن رہا اور تا دم آخر ایک ذرّہ بھر شکن بھی چہرہ پر نمودار نہ ہوئی۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۷۷)

دستِ اقدس کی فیض رسانی

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یمن کا گورنر تعینات کیا تو انہوں نے عرض کیا کہ مقدّمات کے فیصلے میں میری ناتجربہ کاری آڑے آئے گی۔ آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنا دستِ مبارک اُن کے سینے پر پھیرا جس کی برکت سے انہیں کبھی کوئی فیصلہ کرنے میں دشواری نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دستِ اقدس کی فیض رسانی کا حال آپ رضی اللہ عنہ یوں بیان کرتے ہیں

فضرب بیده فی صدری، و قال: اللهم اهد قلبه و ثبت لسانه. قال فما شککت فی قضاء بین اثنین.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ کرم میرے سینے پر مارا اور دُعا کی اے اللہ! اس کے دل کو ہدایت پر قائم رکھ اور اس کی زبان کو حق پر ثابت

رکھ۔ حضرت علی فرماتے ہیں کہ (خدا کی قسم) اُس کے بعد کبھی بھی دو آدمیوں کے درمیان فیصلے کرنے میں ذرہ بھر غلطی کا شائبہ بھی مجھے نہیں ہوا۔

(سنن ابن ماجہ ج ۲ ص ۷۷۴)(خصائص الکبریٰ ج ۲ ص ۱۲۲)

خشک ٹہنی تلوار بن گئی

غزوۂ بدر میں جب حضرت عکاشہ بن مُحصن رضی اللہ عنہ کی تلوار ٹوٹ گئی تو حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں ایک سوکھی لکڑی عطا کی جو اُن کے ہاتھوں میں آ کر شمشیرِ آبدار بن گئی۔

فعاد سيفا في يده طويل القامة، شديد المتن أبيض الحديدة فقاتل به حتى فتح الله تعالىٰ على المسلمين و كان ذلك السيف يُسمّى العون.

جب وہ لکڑی اُن کے ہاتھ میں گئی تو وہ نہایت شاندار لمبی، چمکدار مضبوط تلوار بن گئی، تو اُنہوں نے اُسی کے ساتھ جہاد کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح عطا فرمائی اور وہ تلوار عون (یعنی مددگار) کے نام سے موسوم ہوئی۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۸۸)(سیرت ابن ہشام ج ۳ ص ۱۸۵)

شاخِ شجر مشعل بن گئی

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس کا مُعجزہ دیکھیے کہ جب آپ نے چُھوا تو شاخ بن کر روشنی دینے لگی۔ حضرت ابوسعید خُدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ ایک اندھیری رات میں طُوفانِ بادو باراں کے دَوران دیر تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں بیٹھے رہے۔ جاتے ہُوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں کھجور کی

ایک شاخ عطا فرمائی اور فرمایا!

إنطلق به فإنه سيضئ لك مِن بين يديك عشرا، و مِن خلفك عشراً، فإذا دخلت بيتك فسترى سواداً فأضربه حتى يخرج فإنه الشيطان.

اسے لے جاؤ! یہ تمہارے لئے دس ہاتھ تمہارے آگے اور دس ہاتھ تمہارے پیچھے روشنی کرے گی اور جب تم اپنے گھر میں داخل ہو گے تو تمہیں ایک سیاہ چیز نظر آئے گی پس تم اُسے اتنا مارنا کہ وہ نکل جائے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۶۵) (شفا شریف۔ج ا ص ۲۱۹)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ وہاں سے چلے تو وہ شاخ ان کے لئے روشن ہو گئی یہاں تک کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو گئے اور اندر جاتے ہی اُنھوں نے اُس سیاہ چیز کو پالیا اور اتنا مارا کہ وہ نکل گئی۔

ابو ہریرہ کا توشہ دان

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک جنگ میں سینکڑوں کی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے جن کے کھانے کے لئے کچھ نہ تھا۔فرماتے ہیں کہ اُس موقع پر میرے ہاتھ ایک توشہ دان (ڈبہ) لگا، جس میں کچھ کھجوریں تھیں۔حضور کے پُوچھنے پر میں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کھجوریں ہیں۔آپ نے فرمایا! لے آؤ۔میں وہ توشہ دان لے کر حاضر خدمت ہو گیا اور کھجوریں گنیں تو وہ کل اکیس نکلیں۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا دستِ اقدس اُس توشہ دان پر رکھا اور پھر فرمایا!

دس آدمیوں کو بُلاؤ! میں نے بلایا۔وہ آئے اور خوب سیر ہو کر چلے گئے۔اسی طرح دس دس آدمی آتے اور سیر ہو کر اٹھ جاتے یہاں تک کہ تمام لشکر نے کھجوریں کھائیں اور کچھ کھجوریں میرے پاس توشہ دان میں باقی رہ گئیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اے ابو ہریرہ! جب تم اس توشہ دان

سے کھجوریں نکالنا چاہو ہاتھ ڈال کر ان میں سے نکال لیا کرو، لیکن توشہ دان نہ انڈیلنا۔ حضرت ابُو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں اس سے کھجوریں کھاتا رہا اور پھر حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق و عثمان غنی رضی اللہ عنھم کے پُورے عہدِ خلافت تک اس میں سے کھجوریں کھاتا رہا اور خرچ کرتا رہا۔ اور جب عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو جو کچھ میرے پاس تھا وہ چوری ہو گیا اور وہ توشہ دان بھی میرے گھر سے چوری ہو گیا۔ کیا تمہیں بتاؤں کہ میں نے اس میں سے کتنی کھجوریں کھائیں ہوں گی؟ تخمیناً دو سو وسق سے زیادہ میں نے کھائیں۔

(مسند اسحاق بن راہویہ ج ۱ ص ۷۵)(جامع ترمذی ج ۵ ص ۶۸۵)

دستِ شفا سے ٹُوٹی ہُوئی پنڈلی جُڑ گئی

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عتیک دشمنِ رسول ابورافع یہودی کو جہنم رسید کر کے واپس آ رہے تھے کہ اُس کے مکان کے زینے سے گر گئے اور اُن کی پنڈلی ٹُوٹ گئی۔ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اپنی ٹانگ کھولو۔ وہ بیان کرتے ہیں۔

فبسطتُ رجلي، فمسحها، فكأنّما لم أشتكها قط.

"میں نے اپنا پاؤں پھیلا دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس پر اپنا دستِ شفا پھیرا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ کرم کے پھیرتے ہی میری پنڈلی ایسی دُرست ہوگئی کہ گویا کبھی وہ ٹوٹی ہی نہ تھی۔"

(بخاری شریف ج ۴ ص ۱۴۸۳)(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۱۲۵)

اُمِ مَعبد کی بکری

سفرِ ہجرت کے دوران جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ہمراہ اُم معبد رضی اللہ عنہا کے ہاں پہنچے اور اُن سے کھانے کے لئے گوشت یا کچھ کھجوریں

خریدنا چاہیں تو ان کے پاس یہ دونوں چیزیں نہ تھیں۔ حضور علیہ السلام کی نگاہ اُن کے خیمے میں کھڑی ایک کمزور دُبلی سُوکھی ہوئی بکری پر پڑی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا یہ بکری یہاں کیوں ہے؟

حضرت اُمِ مَعبد نے جواب دیا! لاغر اور کمزور ہونے کی وجہ سے یہ ریوڑ سے پیچھے رہ گئی ہے اور یہ چل پھر بھی نہیں سکتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پُوچھا! کیا یہ دُودھ دیتی ہے؟

اُنہوں نے عرض کیا! نہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر اجازت ہو تو دُودھ دوہ لوں؟

عرض کیا! دُودھ تو یہ دیتی نہیں، اگر آپ دوہ سکتے ہیں تو مجھے کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دوھا، آگے روایت کے الفاظ اس طرح ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُسے منگوا کر بسم اللہ کہہ کر اُس کے تھنوں پر اپنا دستِ مبارک پھیرا اور اُمِ مَعبد کے لئے ان کی بکریوں میں برکت کی دعا دی۔ اس بکری نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے اپنی دونوں ٹانگیں پھیلا دیں، کثرت سے دودھ دیا اور تابع فرمان ہو گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا برتن طلب فرمایا جو سب لوگوں کو سیراب کر دے اور اُس میں دودھ دوہ کر بھر دیا، یہاں تک کہ اُس میں جھاگ آ گئی۔

پھر اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کو پلایا، وہ سیر ہو گئیں تو اپنے ساتھیوں کو پلایا یہاں تک کہ سب سیر ہو گئے۔ سب کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نوش فرمایا، پھر دوسری بار دودھ دوہا۔ یہاں تک کہ وہی برتن پھر بھر دیا اور اُسے بطورِ نشان اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑا اور اُسے اِسلام میں بیعت کیا، پھر سب وہاں سے چل دیئے۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۶۰) (مُستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۰) (ریاض النضرہ ج ۱ ص ۱۷۴)

تھوڑی دیر بعد حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا کا خاوند آیا، اُس نے دودھ دیکھا تو حیران ہو کر کہنے لگا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ حضرت اُمِ معبد رضی اللہ عنہا نے جواباً آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ شریف اور سارا واقعہ بیان کیا، چنانچہ وہ دونوں میاں بیوی مدینہ منورہ پہنچ

کر مسلمان ہو گئے۔

حضرت ابو ہریرہ کی قُوّتِ حافظہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں!

میں نے عرض کیا! یارسول اللہ! میں آپ صلی اللہ علیک وسلم سے بہت کچھ سنتا ہوں مگر بھول جاتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: اپنی چادر پھیلا؟

میں نے پھیلا دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے لپ بھر بھر کر اس میں ڈال دیئے اور فرمایا! اسے سینے سے لگا لے۔ میں نے ایسا ہی کیا، پس اس کے بعد میں کبھی کچھ نہیں بھولا۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۵۶) (مسلم شریف ج ۴ ص ۱۹۴۰)

(جامع ترمذی ج ۵ ص ۶۸۴) (الاصابہ ج ۷ ص ۴۳۶)

دُنیا دے وچ کسے نبی دی شان نہیں ایسے پائے
دین دُنی دے کُل خزانے ہتھ نبی دے آئے
اللہ کولوں لے کے خلقت نوں سوہنا ورتاوے
جو چاہوے مقصود محمد اوہو ای ہُندا جاوے

صحابہ دست بوسی کرتے

آج کل کچھ لوگ دست بوسی کو شرک اور بدعت سے موسوم کر رہے ہیں! حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لشکروں میں سے ایک لشکر میں تھے، لوگ کفار کے مقابلے سے بھاگ نکلے اور ان بھاگنے والوں میں، میں بھی شامل تھا پھر جب پشیمان ہوئے تو سب نے واپس مدینہ جانے کا مشورہ کیا اور عزمِ مصمّم کر لیا کہ اگلے جہاد میں ضرور شریک ہوں گے۔ وہاں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس جانے کی تمنّا کی کہ خود کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے پیش کر دیں۔ اگر ہماری توبہ قبول ہو گئی تو مدینہ میں ٹھہر جائیں گے ورنہ کہیں اور چلے جائیں گے۔

پھر ہم نے بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں آ کر عرض کیا! یارسول اللہ صلی

اللہ علیک وسلم! ہم بھاگنے والے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہماری طرف متوجّہ ہوئے اور فرمایا!

لا، بل أنتم العَكّارون. قال: فدنونا فقبلنا يده. فقال: أنا فِئَة المسلمين.

نہیں، بلکہ تم پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ (یہ سن کر ہم خوش ہو گئے) آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک گئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دست اقدس کو بوسہ دیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں مسلمانوں کی پناہ گاہ ہوں (یعنی ان کا ملجا و ماویٰ ہوں، وہ میرے سوا اور کہاں جائیں گے)۔

(سنن ابوداؤد ج ۳ ص ۴۶) (تفسیر ابن کثیر ج ۲ ص ۲۹۵)

امِّ ابان بنت وازع بن زارع اپنے دادا زارع بن عامر جو وفدِ عبدالقیس کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تھے، سے روایت کرتی ہیں کہ انہوں نے بیان کیا:

لما قَدِمنا المدينة فجعلنا نتبادرُ من رواحِلنا، فَنُقَبِّلُ يَدَ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و رِجلَه.

جب ہم مدینہ منّورہ گئے تو اپنی سواریوں سے جلدی جلدی اُترے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے لگے۔

(سنن ابوداؤد) (بخاری تاریخ الکبیر ج ۴ ص ۴۴۷)

دستِ رحمت کی برکتیں

سیدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بے مثل دستِ اقدس کی خیر و برکتیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حاصل کیں اور اپنی زندگیوں میں بارہا ان مبارک ہاتھوں کی خیر و برکت کا مشاہدہ کیا۔ وہ خود بھی اُن سے فیض حاصل کرتے رہے اور دُوسروں کو بھی فیض یاب کرتے رہے، روایات ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ذیال بن عبید رضی اللہ عنہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک جلیل القدر صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ ان کے والد نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان کے حق میں دعائے خیر کے لئے عرض کیا!

فقال ! ادن یا غلام. فدنا منه فوضع یده علی رأسه. وقال:
بارك الله فيك!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بیٹا! میرے پاس آؤ، حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آ گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک اُن کے سر پر رکھا اور فرمایا، اللہ تعالیٰ تجھے برکت عطا فرمائے۔

حضرت ذیال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

میں نے دیکھا کہ جب کسی شخص کے چہرے پر یا بکری کے تھنوں پر ورم ہو جاتا تو لوگ اسے حضرت حنظلہ رضی اللہ عنہ کے پاس لے آتے اور وہ اپنے ہاتھ پر اپنا لعابِ دہن ڈال کر اپنے سر پر ملتے اور فرماتے بسم اللہ علی اثر ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور پھر وہ ہاتھ ورم کی جگہ پر مل دیتے تو ورم فوراً اُتر جاتا۔ سبحان اللہ

(طبقات ابن سعد ج ۷ ص ۷۲)(الاصابہ ج ۲ ص ۱۳۳)

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی
انگشتانِ مبارک

اُن کی نُوری انگلیوں کے معجزے ہیں بے شمار
اُنگلیوں کے حُسن پر مقصودؔ نُوری بھی نثار

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نوری انگشتان مبارک اِعتدال کے ساتھ دراز، سیدھی اور نہایت خوبصورت تھیں انہیں انگشتانِ مبارک سے کئی مرتبہ سینکڑوں بلکہ ہزاروں پیاسوں کی تشنہ لبی دُور ہوئی اور اِنہی انگشتانِ مُبارک کے اِشارے سے پتھر پانی تیرے اور ڈوبا ہوا سورج واپس لوٹا اور چاند کے دو ٹکڑے ہوئے۔

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے !

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سائل الأطراف.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگشتانِ مبارک لمبی اور خوبصورت تھیں۔

(جامع الصغیر للسیوطی ج ۱ ص ۳۵)(شعب الایمان ج ۲ ص ۱۵۵)

نہ بہت موٹی نہ پتلی تھیں نبی کی اُنگلیاں
دلنشیں چاندی کی ڈلیوں جیسی اُن کی اُنگلیاں
شاخِ طُوبیٰ کو بھی جن سے حُسن و رعنائی ملے
ہیں وہی مقصود اُن کی پیاری پیاری اُنگلیاں

حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں!

خرجت فی حجة حجها رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، فرأيتُ رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم وطول اصبعه التي تلي الابهام أطول على سائر أصابعه، وقال: في موضع آخر روى عن أصابع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم، أن المشيرة كانت أطول من الوسطى، ثم الوسطى أقصر منها، ثم البنصر من الوسطى.

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ حجۃ الوداع کے موقع پر باہر نکلی تو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انگوٹھے کے ساتھ شہادت والی انگلی کی لمبائی کو دیکھا کہ وہ باقی سب انگلیوں سے دراز ہے۔ اور حضور صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اُنگلیوں کے بارے میں دوسری جگہ روایت ہے کہ اشارے کرنے والی انگلی (شہادت والی انگلی) درمیانی انگلی سے لمبی تھی، درمیانی انگلی شہادت والی سے چھوٹی اور انگوٹھی والی انگلی درمیانی انگلی سے چھوٹی تھی۔

(فیض القدیر ج ۵ ص ۱۹۵) (نوادر الاصول حکیم ترمذی ج ا ص ۱۶۷)

روایات میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوبصورت انگلیوں کو چاندی کی ڈلیوں سے تشبیہ دی گئی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں!

كأن أصابعه قضبان فضة.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں مبارک چاندی کی ڈلیوں کی طرح تھیں۔

(دلائل النبوۃ ج ا ص ۳۰۵)

اُنگلیوں سے چشمے جاری ہونا

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے بے حد و حصر اختیارات عطا فرما رکھے ہیں لیکن بعض لوگ آپ کے اختیارات تسلیم کرنے سے دانستہ گریز کرتے ہیں، آپ کی شان وعظمت تو یہ ہے کہ انسان تو انسان درخت، پتھر، سورج، چاند، ستارے بلکہ کائنات کی ہر چیز آپ کا حکم مانتی ہے اب ہم آپ کی خدمت میں ایک معروف معجزہ کی روایت پیش کر رہے ہیں،

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ غزوہ حدیبیہ میں پانی ختم ہو گیا اور لشکرِ اسلام پر پیاس کا غلبہ ہوا اور سرکار مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صرف ایک پیالہ میں پانی تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جلدی سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو گئے، آپ نے پوچھا ! کیا بات ہے ؟

عرض کیا ! آقا جو آپ کے پاس پانی ہے اس کے سوا ہمارے پاس پینے کے لئے بھی پانی نہیں ہے۔ پس آپ نے پیالہ میں ہاتھ مبارک رکھا تو آپ کی مبارک انگلیوں سے چشموں کی طرح پانی جوش مارنے لگا۔

ہم نے وہ پانی پیا بھی اور وضو بھی کیا، راوی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ

سے پوچھا کہ تم کتنے تھے۔

فرمایا ! اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو پانی کافی ہوتا ہم پندرہ سو تھے۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۵۹۸)(مسلم شریف ص ۱۸۸)(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۴۰)

نوری نوری انگلیوں سے چشمے جاری ہو گئے
مصطفےٰ کی اُنگلیوں کی شان و عظمت دیکھئے (مقصود مدنی)

ڈوبا سُورج واپس لوٹ آیا

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ غزوۂ خیبر سے واپسی پر صہباء کے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم شیر خُدا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی گود میں سرِ انور رکھ کر سو گئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم عصر کی نماز پڑھ چکے تھے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے ابھی نماز عصر ادا کرنا تھی چنانچہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کبھی سُورج کی طرف دیکھتے ہیں جو غروب ہوتا جارہا تھا اور کبھی چہرۂ رسول کی طرف دیکھتے ہیں پھر خیال آتا ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے

چنانچہ مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو نہ جگایا جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیدار ہوئے تو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا اے علی کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے؟

عرض کیا ! نہیں

اس کے بعد حضور سیدِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے لئے ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی۔ اے اللہ! بے شک علی تیری اور تیرے رسول کی اطاعت میں تھا پس سُورج کو واپس لوٹا دے۔

حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ ڈوبا ہوا سُورج واپس آگیا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے عصر کی نماز اپنے وقت پر ادا کی۔

(حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۹۸)

حکم پر مقصودؔ پلٹا جس کے ڈُوبا آفتاب
اُس کی رحمت اور عظمت کا نہیں حد و حساب

چاند دو ٹکڑے ہو گیا

اُنگلی نال اشارا جس دم پاک نبی فرمایا
سینہ چیر کے چن قدماں نُوں بوسہ دین لئی آیا

ایک دفعہ کفّارِ مکہ حضور سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے !

اگر آپ اللہ کے نبی ہیں تو کوئی مُعجزہ دکھاؤ۔

آپ نے فرمایا ! کون سا مُعجزہ دیکھنا چاہتے ہو ؟

کہنے لگے! آپ کے حکم سے چاند دو ٹکرے ہو جائے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ میں چاند دو ٹکڑے ہوا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا پہاڑ کے دوسرے جانب تھا۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا گواہ ہو جاؤ۔

جب کیا انگشت سے تھا اِک اشارا آپ نے
چاند توڑا اور جوڑا پھر دوبارا آپ نے

ایک روایت یہ ہے کہ جب مشرکین نے دیکھا کہ واقعی چاند دو ٹکڑے ہو کر زمین پر آ گیا ہے، تو کہنے لگے! ہم پر محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے جادو کر دیا ہے۔

چن دے ٹوٹے کیتے آپ نے مُڑ کے جوڑ دکھایا
انھّیاں نُوں مقصودؔ نبی دا شان نظر نہ آیا

(بخاری شریف ج ۲ ص ۷۲۱) (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۳۹۶)

اُنگلیاں نال اشارا کر کے چنّ تھلّے لاہ لیندا
اوہ ای ہُندا چاندا اے مقصودؔ جو سوہنا کہندا

بادلوں کا اشاروں پر چلنا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ لوگ سخت قحط میں مبتلا ہو گئے بارش

نہیں ہو رہی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جُمعۃ المبارک کا خطبہ ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا!

هلك الاموال وجاع العلال فادع الله

یارسول اللہ! مال تباہ ہو گئے، اہل وعیال بُھوک سے تڑپنے لگے ہیں خُدا سے دعا کیجئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے دونوں مبارک ہاتھوں کو اُوپر کیا۔ آسمان پر کہیں بادل کا نام ونشان تک نہ تھا۔

فوالذی نفی بيده ما وضعهما حتیٰ ثار السحاب کامثال الجبال ينزل عن منبره حتیٰ رايت المطر يتحافه علی لحيته صلی الله عليه وآله وسلم

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ابھی اپنے مُبارک ہاتھوں کو نیچے نہیں کیا تھا کہ بادل بڑے جوش وخروش سے پہاڑوں کی طرح اُوپر آ کر چھا گئے پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خُطبہ دے کر منبر سے نیچے اُترنے نہیں پائے تھے کہ آپ کی داڑھی مبارک پر بارش کی بُوندیں گرتی دیکھیں۔

راوی فرماتے ہیں کہ اس روز خُوب مینہ برسا، پھر آئندہ روز، پھر آئندہ روز حتیٰ کہ آئندہ جمعہ تک مسلسل مینہ برستا رہا۔ دُوسرے جمعہ وہی دیہاتی یا کوئی دُوسرا تھا کھڑا ہوا اور عرض کی، یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! بارش کی کثرت سے مکان گر رہے ہیں۔ مال ومتاع ڈُوبا جا رہا ہے اللہ سے دعا کیجئے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دُعا کے لئے دونوں مبارک ہاتھوں کو اُٹھایا اور یوں دعا کی! اے اللہ! ہمارے اِردگرد مینہ برستا رہے، ہمارے اُوپر نہ برسا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی انگشت مبارک سے جدھر جدھر اشارہ فرماتے تھے، بادل اُس طرف سے چھَٹ جاتے تھے۔ مدینہ منورہ کے اِردگرد بادل چھا گئے اور مدینہ پاک کا مطلع صاف ہو گیا۔ وادیوں میں مہینہ بھر تک ندی نالے بہتے رہے اور بیرون شہر سے جو شخص بھی آتا کثرتِ بارش کا ذکر کرتا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۱۵) (نسائی شریف ج ۱ ص ۱۵۴) (مشکوٰۃ شریف ص ۵۳۶)

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا

سینۂ مُبارکہ

مصطفےٰ کا نُوری سینہ ہے خزینہ علم کا
مصطفےٰ مقصود ہیں نُوری مدینہ علم کا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب کے سینہ مبارک کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا!

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۝۱

اَے حبیب ہم نے تیرا سینہ نہیں کھول دیا۔

یعنی ہم نے آپ کے سینہ کو کشادہ اور وسیع کیا ہدایت و معرفت اور مَوعظت و نبوّت اور علم و حکمت کے لئے یہاں تک کہ عالمِ غیب و شہادت اس کی وُسعت میں سما گئے اور علائقِ جسمانیہ، انوارِ روحانیہ کے لئے مانع نہ ہو سکے اور علومِ لدنّیہ و حِکمِ الٰہیہ و معارفِ ربّانیہ و حقائقِ رحمانیہ سینۂ پاک میں جلوہ نُما ہوئے۔

(تفسیر خزائن العرفان)

جن کا سینہ ہے خزینہ نُور کا عرفان کا
جن کا سینہ ہے کُشادہ فیصلہ رحمٰن کا
جن کے سینے میں علُومِ بے بہا مقصود ہیں
اُن کا سینہ ہے خزینہ اللہ کے قُرآن کا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوبِ کریم علیہ التحیۃ والثناء کے سینے مبارک کے اِنشراح کی نسبت اپنی طرف کر کے یہ اعلان فرما دیا کہ اُس نے تمام حقائق و معارف سے آپ کے سینۂ مقدّس کو بھر رکھا۔ ملک و ملکوت کی ہر شے آپ پر منکشف کر دی، عالم لاہُوت و جبروت آپ پر منکشف کر دیئے گئے۔

آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سینہ علوم معارف کا گنجینہ اور حُسن خوبی کا مرقع تھا۔ روایات میں ہے کہ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینۂ اقدس کا اُبھرا ہوا اور چوڑا تھا۔

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا شکم و سینہ اقدس دونوں ہموار اور برابر تھے نہ شکم سینہ مبارک سے اونچا تھا اور نہ سینہ شکم سے اُونچا تھا۔ سینہ مبارک کے اوپر مقدس بالوں کی ایک پتلی سی لکیر چلی گئی تھی۔ آپ کی مقدس چھاتیاں اور پورا شکم مبارک بالوں سے خالی تھا۔

ایک دوسری روایت میں آتا ہے!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فسیح الصدر.

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس سینے میں وسعت پائی جاتی تھی۔

(سیرۃ النبویہ ج۱ ص ۳۳۰)

سینہ ء انور کی فراخی

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ سینہ اقدس کے فراخ اور کُشادہ ہونے کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. عریض الصدر.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سینہ انور فراخی (کشادگی) کا حامل تھا۔

(شمائل ترمذی)(مجمع الزوائد ج۸ ص ۲۷۳)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا!

اِنْ یُّوْحٰٓی اِلَیَّ اِلَّآ اَنَّمَآ اَنَا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ

مجھے تو یہی وحی ہوتی ہے کہ میں نہیں مگر روشن ڈر سنانے والا۔(سورۃ ص آیت ۷۰)

دارمی اور ترمذی کی حدیثوں میں ہے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اپنے بہترین حال میں اپنے رب عزّ وجلّ کے دیدار سے مشرف ہوا۔(حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میرے خیال میں یہ واقعہ خواب کا ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ حضرت ربُّ العزّت عزّ وعلا وتبارک وتعالیٰ نے فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) عالَمِ بالا کے ملائکہ کس بحث میں ہیں؟ میں نے عرض کیا یا رب تو ہی دانا ہے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر ربُّ العزت نے اپنا دستِ رحمت وکرم میرے دونوں شانوں کے درمیان رکھا اور میں نے اس کے فیض کا اثر اپنے قلبِ مبارک میں پایا تو آسمان و زمین کی تمام چیزیں میرے علم میں آگئیں۔ پھر اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا یا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا تم جانتے ہو کہ عالَمِ بالا کے ملائکہ کس اُمر میں بحث کررہے ہیں میں نے عرض کیا ہاں اے رب میں جانتا ہوں وہ کفّارات میں بحث کررہے ہیں اور کفّارات یہ ہیں نمازوں کے بعد مسجد میں ٹھہرنا اور پیادہ پا جماعتوں کے لئے جانا اور جس وقت سردی وغیرہ کے باعث پانی کا استعمال ناگوار

ہو اس وقت اچھی طرح وضو کرنا جس نے یہ کیا اس کی زندگی بھی بہتر، موت بھی بہتر اور گناہوں سے ایسا پاک صاف نکلے گا جیسا اپنی ولادت کے دن تھا اور فرمایا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نماز کے بعد یہ دعا کیا کرو۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنَ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ

بعض روایتوں میں یہ ہے کہ حضرت سیّدِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا مجھے ہر چیز روشن ہوگئی اور میں نے پہچان لی اور ایک روایت میں ہے کہ جو کچھ مشرق و مغرب میں ہے سب میں نے جان لیا۔ امام علامہ علاؤ الدین علی بن محمد ابنِ ابراہیم بغدادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں اس کے معنیٰ یہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سینۂ مبارک کھول دیا اور قلب شریف کو منوّر کر دیا اور جو کوئی نہ جانے اس سب کی معرفت آپ کو عطا کر دی تا آنکہ آپ نے نعمت و معرفت کی سردی اپنے قلبِ مبارک میں پائی اور جب قلب شریف منوّر ہو گیا اور سینۂ پاک کھل گیا تو جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے باعلامِ الٰہی جان لیا۔ (خزائن العرفان)

سینہء اقدس کی آب و تاب

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سینہء اقدس کی خوبصورتی اور تابانی کا یہ عالم تھا کہ فراخی اور کشادگی میں اُس کی مثال ممکن نہیں۔ کائناتِ عالم میں حُسن و جمال کا پیکر آپ سے بڑھ کر کوئی نہیں، آپ کا سینہ آئینہ کی طرح شفاف اور فیوضاتِ ربانیہ کی بُرہان تھا۔

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے! حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سینۂ اقدس فراخ اور کشادہ، آئینہ کی طرح سخت اور ہموار تھا، کوئی ایک حصّہ بھی دوسرے سے بڑھا ہوا نہ تھا اور سفیدی اور آب و تاب میں چودھویں کے چاند کی طرح تھا۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۰۴)

اُن کا سینہ آئینہ ہے نُور کا
اُن کا سینہ بدرِ کامل کی ضیاء
ہے علومِ حق کا مخزن بھی وہی
اُن کا ہے مقصود سینہ دِلربا

فِدَاكَ كُلُّ شَيْءٍ يَارَسُوْلَ الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

کا

قلب مبارک

مُصطفےٰ کا قلبِ نُورانی ہے مخزن نُور کا
اس پہ ہی مقصودِ قُرآں اُترا معدن نُور کا

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وہ بلند مرتبہ اور مقامِ رفیع عطا فرمایا جو کسی اور کو عطا نہیں فرمایا۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب علیہ الصّلوٰۃ والسلام کے اعضائے نُورانیہ کی تخلیق خصوصی اہتمام سے فرمائی یہی وجہ ہے کہ آپ کا جسمِ اقدس کمالات کا مَخزن ہے۔ آپ کا قلبِ اطہر تجلّیاتِ ربّانیہ کا مرکز ہے جسے اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے کلام کے نزول کے لئے بھی چُنا اور اپنے راز کا امین بھی بنایا ہے۔

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قلبِ اطہر حکمتوں کا خزانہ ہے، یہی وہ قلب ہے جس میں رازِ خداوندی محقق ہے۔ آپ کے قلبِ اطہر کی وسعت کا عالم نہ پوچھیے، یہی وہ قلبِ اطہر ہے جس نے اس امانتِ الٰہیہ کو برداشت فرمالیا جسے عالمِ دُنیا کی کوئی چیز برداشت نہ کرسکتی۔

مُصطفٰے کے قلبِ اطہر کی نرالی شان ہے
اِس کی وسعت دیکھ کر خُود عقل بھی حیران ہے
مُصطفٰے کے قلب کی مقصودؔ عظمت کیا کہوں
وحیِ حق کا راز وہ ہے حاملِ قرآن ہے

یہ حقیقت پایۂ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ جس مرتبۂ کمال پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوبِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فائز فرمایا ہے کسی اور کے لئے یہ منزلت رفیعہ ثابت نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے راز اور اخلاص کا مقام دل کو بنایا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس بندے کے دل کو چُن لیتا ہے اس کو اپنے راز کا امین بنالیتا ہے اور سب سے پہلے جس مُبارک دل کو اللہ تعالیٰ نے اپنے راز کا امین بنایا وہ قلب مبارک سید الخلق رحمۃ اللعالمین محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم خلق میں سب سے پہلے ہیں اور ظہور میں سب انبیاء سے آخر میں ہیں۔

(سیرت مصطفٰے جانِ رحمت ج ۲ ص ۵۲۴)

اللہ ربُّ العزت نے قرآن حکیم میں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قلبِ اطہر اور سینۂ اقدس کا ایک ہی مقام پر تمثیلی پیرائے اور استعاراتی انداز میں یوں ذکر فرمایا!

اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ؕ اَلْمِصْبَاحُ فِىْ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِىْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ؕ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ؕ يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ؕ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَىْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۳۵﴾

اللہ نور ہے، آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے، جو نہ پورب کا نہ پچھم کا۔ قریب ہے کہ اس کا تیل بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے نور پر نور ہے، اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے جسے چاہتا ہے اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

(سورۃ النور آیت ۳۵)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نور کی مثال بیان فرمائی ہے، اللہ کا نور کیا ہے اور اس مثال کا مطلب کیا ہے؟

نور کے متعلق حضرت کعب احبار اور ابن جبیر رضی اللہ عنہما ارشاد فرماتے ہیں! اللہ تعالیٰ کے ارشاد مثل نورہ میں نور ثانی سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(شفا شریف ج ۱ ص ۱۰)

اور مثال کے متعلق حضرت علامہ علاؤ الدین علی بن محمد خازن البغدادی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خازن میں لکھتے ہیں!

اور کہا گیا ہے کہ یہ تمثیل نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب احبار رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول مثل نورہ کمشکوۃ کا معنی مجھے بتاؤ؟

هذا مثل ضربه الله لنبيها، فالمشكوة صدره، والزجاجة

قلبه. والمصباح فيه النبوة توقد من شجر مباركة هي شجرة النبوة.

انہوں نے فرمایا! اس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مثال بیان فرمائی ہے تو مشکوٰۃ (طاق) سے مراد آپ کا سینہ ہے اور زجاجہ (فانوس) سے مراد آپ کا قلب اور مصباح (چراغ) سے مُراد نبوت ہے جو نبوّت کے مبارک شجر سے روشن ہے

اور اس نورِ محمدی کی روشنی اور چمک ایسی کہ اگر آپ اپنے نبی ہونے کا بیان نہ بھی فرمائیں تب بھی لوگوں پر ظاہر ہو جائے جیسا کہ قریب ہے کہ وہ تیل روشن ہو جائے اگرچہ اُسے آگ نہ چھُوئے۔

حضرت عبداللہ بن عُمر رضی اللہ عنہما اس آیت کریمہ کی تفسیر میں فرماتے ہیں! کہ طاق تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا سینہ اور فانُوس قلب مبارک ہے۔

(تفسیر خازن ج ۳ ص ۳۳۲)

شمع دل مشکوٰۃ تن سینہ زُجاجہ نُور کا
تیری صُورت کے لئے آیا ہے سُورہ نُور کا (اعلیٰحضرتؒ)

اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ رب العزت نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک سینے کو انوار و معارفِ الٰہیہ کا خزینہ بنایا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا قلبِ منّور سوز و گُداز اور محبّت و شفقت کا مخزن تھا۔ انسان تو انسان آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کسی جانور پر بھی تشدّد برداشت نہ کر سکتے تھے۔ حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم انتہائی رقیق القلب تھے، دُوسروں کے دُکھ درد میں شریک ہوتے، اُن کا غم بانٹتے اور اُن کے زخموں پر شفا کا مرہم رکھتے، ہر وقت دوسروں کی مدد کے لئے تیار رہتے، بیماروں کی عیادت فرماتے، حرفِ تسلّی سے اُن کا حوصلہ بڑھاتے اور اُنہیں اِعتماد کی دولت سے نوازتے۔ قرآنِ مجید کا فرمان ہے کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نرم دل اور رقیق القلب نہ ہوتے تو پروانوں کا ہجوم شمعِ رسالت کے گرد اِس طرح جمع نہ ہوتا۔

ارشادِ ربانی ہے!

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ ۚ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ

تو کیسی کچھ اللہ کی مہربانی ہے کہ اے محبوب تم ان کے لئے نرم دل ہوئے اور اگر تم مزاج سخت دل ہوتے تو وہ ضرور تمہارے گرد سے پریشان ہو جاتے

(سورۃ آل عمران آیت ۱۵۹)

اللہ نے پسند فرمایا

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

ان اللہ تعالیٰ نظر الی قلوب العباد فاختار منھا قلب محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاصطفاہ لنفسہ

اللہ تعالیٰ نے بندوں کے دلوں پر نظر فرمائی تو ان میں سے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دل کو پسند فرمایا اسے اپنی ذاتِ کریم کے لئے چُن لیا۔

(تجلی الیقین با مہینا سید المرسلین بحوالہ سیرت مصطفیٰ)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلبِ اطہر پر ہر وقت تجلّیاتِ الٰہیہ کا نزول ہوتا ہمہ وقت آیاتِ ربانیہ کا نزول ہوتا رہتا سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قلب سوتا نہیں۔ اللہ ربّ العزت نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قلبِ بیدار عطا کیا تھا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

ان عینی تنامان ولا ینام قلبی.

بیشک میری آنکھیں تو سوتی ہیں لیکن میرا دل نہیں سوتا۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۳۸۵) (مسلم شریف ج ۱ ص ۵۰۹)

(جامع ترمذی ج ۱ ص ۳۰۲) (ابوداؤد ج ۲ ص ۴۰) (نسائی ج ۳ ص ۲۳۴)

قلبِ مُبارک کی وُسعت

ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت میں ہے کہ! صحیح حدیث میں آیا کہ ساتوں آسمان و زمین کرسی کے

سامنے ایسے ہیں کہ ایک لق ودق میدان میں جس کا کنارہ نظر نہیں آتا ایک چھلا پڑا ہو۔

ما السموات والارض السبع مع الکرسی الا کحلقة ملقاة فی ارض فلاة

یہ سب زمین وآسمان کرسی کے آگے ایسے ہیں کہ ایک لق ودق میدان میں ایک چھلا پڑا ہو۔

اور ان سب عرش وکرسی وزمین وآسمان کی وسعت ایسی ہی ہے عظمت قلب مبارک سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اور قلب مبارک کی عظمت کو کوئی نسبت ہی نہیں ہو سکتی۔ عظمت رب العزۃ جل جلالہ سے یہ غیر متناہی وہ متناہی اور متناہی کو غیر متناہی سے نسبت محال۔

(الملفوظ چہارم)(سیرت مصطفٰے جانِ رحمت ج ۲ ص ۵۲۷)

فِدَاكَ کُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم

کا

شکمِ اقدس

کیا کروں مقصود اُن کے بطن کی عظمت بیاں
دیکھتا جو جسم اُن کا ہوتا وہ مسرور تھا

مُصطفٰے کے شکمِ اطہر کی نرالی شان ہے
مُصطفٰے کا بطنِ اقدس آیہء رحمان ہے
اُن کے نُور بطن پر مقصودؔ جان و دل فِدا
اُن کے بطنِ پاک پر ہر اہلِ دل قُربان ہے

بطنِ اقدس کی خُوبصورتی

حضرت اُمِّ ہلال رضی اللہ عنہا تاجدارِ کائنات حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے شکمِ اطہر کا ذکر کرتے ہوئے فرماتی ہیں!

ما رأیتُ بطن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قط إلا ذکرت القراطیس المثنیة بعضها علی بعض.

میں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بطنِ اقدس کو ہمیشہ اِسی حالت میں دیکھا کہ وہ یوں محسوس ہوتا جیسے کاغذ تہہ در تہہ رکھے ہوں۔

(مجمع الزوائد ج ۸ ص ۲۸۰) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۹)

حضرت اُمِّ معبد رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شکم مبارک نہ تو بہت بڑھا ہوا تھا اور نہ بالکل ہی پتلا۔ اُن سے مروی روایت کے الفاظ ہیں!

لم تعبه ثُجلة

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پیٹ کے بڑا ہونے کے (جسمانی) عیب سے پاک تھے۔

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۱۰) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۲۳۱)

شکم و سینہ مُبارک برابر تھے

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سواء البطن والصدر.

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا شکم مبارک اور سینہ انور برابر تھے۔

(شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۶) (شعب الایمان ج ۲ ص ۱۵۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شکمِ اقدس پر بال نہ تھے، ہاں بالوں کی ایک لکیر سینۂ انور سے شروع ہو کر ناف پر ختم ہو جاتی تھی۔ لیس فی بطنه و لا صدره شعر غيره.
اُس لکیر کے علاوہ سینۂ انور اور بطنِ اقدس پر بال نہ تھے۔

(تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۲۱) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم أبيض الكشحين
رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں پہلو سفید تھے۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۴) (الادب المفرد بخاری ج ۱ ص ۹۹)

سینہ اُن کا بالیقیں انوار سے بھرپُور تھا
اُن کے سینے سے ہی ہر اِک شے نے پایا نُور تھا
کیا کروں مقصودؔ اُن کے بَطن کی عظمت بیاں
دیکھتا جو جسم اُن کا ہوتا وہ مسرور تھا

پیٹ پر پتّھر باندھے

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فقر اختیاری تھا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فقر و فاقہ کی زندگی بسر کی۔ غزوہ احزاب میں خندق کی کُھدائی کے دوران صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے فاقہ کی شکایت کی اور عرض کیا کہ میں نے بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بطنِ اقدس سے کپڑا ہٹایا جہاں دو پتھر بندھے تھے۔ حدیثِ مبارکہ میں اِس کا ذکر اس طرح ہوا ہے۔

فرفع رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن بطنه عن حجرين.
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شکمِ اطہر سے کپڑا اُٹھایا تو اُس پر دو پتھر بندھے تھے۔

(جامع ترمذی ج ۴ ص ۵۸۵) (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۵۳)

پیٹ پر باندھے تھے پتھر جب صحابی بھوک سے
مُصطفےٰ کے پیٹ پر مقصودؔ دو پتھر بندھے

روٹی پیٹ بھر کر نہیں کھائی

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی ایک دفعہ بعض لوگوں نے دعوت کی، اور انہیں کھانے کو بکری کا بھنا ہوا گوشت پیش کیا، اس پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عاشقِ زار کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا زمانہ یاد آ گیا اور وہ معذرت کرتے ہوئے فرمانے لگے!

خرج رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم من الدنيا ولم يشبع من خبز الشعير.

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس حال میں وصال فرما گئے کہ آپ نے تادمِ وصال جو کی روٹی بھی کبھی پیٹ بھر کر نہیں کھائی۔

(بخاری شریف ج ۵ ص ۲۰۶۶) (مسند ابویعلی ج ۸ ص ۳۵)

جَو کی روٹی بھی نبی نے پیٹ بھر کھائی نہیں
لَب پہ پھر بھی شکر ربِ مقصود تھا اُن کے رہا

آلِ محمدؐ کی غذا

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں

وكان أكثر خبزهم خبز الشعير.

آلِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غذا اکثر و بیشتر جَو کی روٹی ہوتی تھی۔

(جامع ترمذی ج ۴ ص ۵۸۰) (حلیۃ الاولیا ابونعیم ج ۳ ص ۳۴۲)

کبھی پتلی روٹی نہیں کھائی

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

وما أكل خبزاً مرققاً حتى مات.

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آخری دم تک پتلی روٹی نہیں کھائی۔

(بخاری شریف ج ۵ ص ۲۳۶۹) (جامع ترمذی ج ۴ ص ۵۸۱) (سنن نسائی ج ۴ ص ۱۵۰)

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیّدالکونین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

کی

ناف مبارک

اُن کا ہے ہر عضو مبارک سب اَوصاف مبارک
نُور کا مخزن تھی مقصودؔ نبی کی ناف مبارک

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اِس عالمِ رنگ و بو میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدائش کے وقت ہی کئی حوالوں سے ممتاز اور منفرد اوصاف کے حامل تھے۔ عام انسانوں کے برعکس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش اِس حال میں ہوئی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ تھے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں!

ان رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وُلِد مختوناً مسروراً

یعنی مقطوع السرۃ.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تھے۔

(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۶۵۷) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰۳)

اُن کا ہے ہر عُضوِ مُبارک سب اَوصاف مبارک
نُور کا مخزن تھی مقصودؔ نبی کی ناف مبارک

(محمد مقصود مدنی)

حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ''الشفاء'' میں ایک روایت نقل کی ہے!

کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد وُلِد مختوناً.

مقطوع السرۃ.

بیشک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بُریدہ پیدا ہوئے۔

(الشفاء ج ۱ ص ۴۲)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے والدِ گرامی سے روایت فرماتے ہیں!
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ پیدا ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جدِ امجد حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس پر متعجب ہوئے اور فرمایا میرا یہ بیٹا یقیناً عظیم شان کا مالک ہوگا۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۰۳) (الاستیعاب ج ۱ ص ۵۱)

فِدَاكَ کُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پُشتِ اقدس

پُشتِ انور پر سجی مُہرِ نبوّت نُور سے
اُن کے جسمِ نُور کی مقصود زینت نُور سے

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت مبارک ایسی تھی جیسی پگھلی ہوئی چاندی یعنی پاک وصاف اور سفید ہموار اور مہر نبوت ایک ایسی اُبھری ہوئی چیز تھی جو ہم رنگ بدن، مشابہ جسد اطہر اور صاف نُورانی تھی اسی کو خاتم النّبوۃ یا مُہر نبوّت کہتے ہیں یہ وہ علامت ہے جس سے آپ پہچان لیے جائیں کہ آپ ہی وہ نبی آخر الزماں ہیں جس کی بشارت دی گئی ہے۔

مُستدرک میں حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کوئی نبی مبعوث نہ ہوا مگر یہ کہ ان کے داہنے ہاتھ میں کوئی علامت نبوّت ہوتی لیکن ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی علامت نبوت آپ کے دونوں شانوں کے درمیان تھی۔ روایات میں آتا ہے کہ مہر نبوت نوری تھی جو چمکتی تھی۔

(مصطفےٰ جانِ رحمت ج ۲ ص ۵۱۳)

چاندی کے ٹکڑے کی طرح

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پُشتِ اقدس کُشادہ اور خُوبصورتی و دلکشی میں اپنی مثال آپ تھی،

حضرت محرش بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ انہوں نے سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مقامِ جعرانہ سے عمرہ کے ارادہ سے احرام باندھتے دیکھا۔

فنظرتُ الی ظهره كانها سبيكة فضة.

میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کمر مبارک کی جانب نظر اٹھائی تو اُسے چاندی کے ٹکڑے کی طرح پایا۔

(سنن نسائی ج ۵ ص ۲۲۰) (مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۳۸۰)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے!

و كان واسع الظهر.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پُشت مبارک کُشادہ تھی۔

(دلائل النبوۃ ج ا ص ۳۰۴)

چاندی دے وچ ڈھلیا ہوا پاک وجود نبی دا
حسن نہ لفظاں وچ آسکدا اے مقصود نبی دا

ریڑھ کی ہڈی مبارکہ طویل تھی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے ایک دوسری روایت بھی مذکور ہے!

وكان طويل مسْرُبة الظهر.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ریڑھ کی ہڈی لمبی تھی۔

(دلائل النبوۃ ج ا ص ۳۰۴)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اعجازِ وجود دیکھئے کہ آپ کے ہر ہر عُضو کی تفصیلات ہمارے سامنے موجود ہیں، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اُمّت پر کس قدر عظیم احسان ہے کہ آج ہم آقائے دو عالم نُورِ مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراپا مبارک سے آگاہ ہو سکتے ہیں۔

مُہرِ نبوّت

پشت پر مُہرِ نبوّت کا نشاں موجود تھا
وہ ، جو شاہِ دوجہاں اللہ کا مقصود تھا

(محمد مقصود مدنی)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے محبوب سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو آخری نبی بنا کر مبعوث فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پشتِ انور دو کندھوں کے درمیان مہر نبوت تخلیق فرمائی تھی۔ مہرِ نبوت کا نظارہ کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کیا اور اُنہوں نے اپنے الفاظ میں مہر نبوت کی شان وعظمت بیان کی ہے۔

حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ!

قمت خلف ظهر النبی صلی الله علیه وآله وسلم فنظرت الی خاتمه بین کتفیه مثل زر الحجلة.

میں حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیچھے کھڑا ہوا اور میں نے آپ کی مہرِ نبوت کو دونوں شانوں کے درمیان پالکی کے بٹن کی طرح دیکھا۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۲۵۹)

خُوشبو کا مخزن

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مہر نبوت سے خُوشبو خارج ہوتی رہتی جس کا احوال صحابی رسول حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

فالتقمتُ خاتم النبوة بفيّ فكان ينمّ عليّ مسکاً۔

پس میں نے مہرِ نبوت اپنے منہ کے قریب کی تو اُس کی دِلنواز مہک مجھ پر غالب آرہی تھی۔

(سبل الھدیٰ والرشاد ج ۲ ص ۵۳)

مہرِ نبوّت کی کیفیت

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

اتیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فالقیٰ الی رداءہ وقال انظر الی ما امرت بہ فرایت الخاتم بین کتفیہ مثل بیضۃ الحمامۃ۔

کہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی چادر مجھ پر ڈالی اور فرمایا جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے وہ دیکھ تو میں نے آپ کی مُہرِ نبوّت کو دونوں شانوں کے درمیان کبوتری کے انڈے کی مثل دیکھا۔

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۵۹)

حضرت عبداللہ بن سرجیس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں!

فنظرتُ إلی خاتمِ النبوۃ بین کتفیہ عند ناغض کتفہ الیسریٰ۔

میں نے مہرِ نبوت دونوں کندھوں کے درمیان بائیں کندھے کی ہڈی کے قریب دیکھی۔

(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۲۳)

آپ خاتم النبیّین تھے

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے پوتے حضرت ابراہیم بن محمد کہتے ہیں!

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات گنواتے تو طویل حدیث بیان فرماتے اور کہتے کہ دونوں شانوں کے درمیان مہرِ نبوت تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین تھے۔

(جامع ترمذی ج ۵ ص ۵۹۹) (سیرت ابن ہشام ج ۲ ص ۲۴۸)

مولائے کائنات حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گردن گویا چاندی کی صُراحی تھی اور دونوں شانوں کے درمیان ماہِ کامل کی مانند ایک دائرہ تھا جس میں نورانی حروف میں دو سطریں تحریر تھیں۔

اُوپر کی سطر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ

اُور نیچے کی سطر مُحَمَّدُ الرَّسُوْلُ اللّٰہ

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۸۲) (نشر الطیب ص ۱۸۲)

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشتِ اقدس پر مہرِ نبوت گوشت کے ٹکڑے کی مانند تھی جس میں گوشت کے ساتھ قدرتی طور پر لکھا ہوا تھا۔ ''محمد رسول اللہ'' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

(خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۸۲)

اُبھرے ہُوئے گوشت کی صُورت

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں!

كان خاتم رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يعني الذى بين كتفيه غدّة حمراء مثل بيضة الحمامة.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں مبارک شانوں کے درمیان مہرِ نبوّت تھی، جو کبوتر کے انڈے کی مقدار سرخ ابھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۲۵) (جامع ترمذی ج ۵ ص ۶۰۲)

آخری نبی کی علامت ہے

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت انور پر مُہر نبوت تھی جس کا ذکر الہامی کتب میں موجود تھا اور کئی اہلِ کتاب اس نشانی کو دیکھ کر مسلمان ہوئے حضرت سلمان فارسی کا واقعہ کتب حدیث میں مرقوم ہے کہ اُنہوں نے بھی اِس نشانی کو دیکھ کر اسلام قبول کیا۔ سیرت کی کتب میں یہ واقعہ موجود ہے!

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشتِ اقدس پر مہرِ نبوّت کی تصدیق کر لینے کے بعد ہی ایمان لائے تھے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے قبولِ اسلام کا واقعہ کتبِ تاریخ وسیر میں تفصیل سے درج ہے۔ آتش پرستی سے توبہ کر کے عیسائیت کے دامن سے وابستہ ہوئے۔ پادریوں اور راہبوں سے حصولِ علم کا سلسلہ بھی جاری رہا، لیکن کہیں بھی دل کو اطمینان حاصل نہ ہوا۔

اسی سلسلے میں اُنہوں نے کُچھ عرصہ عموریا کے پادری کے ہاں بھی اس کی خدمت میں گزارا۔ عموریا کا پادری الہامی کُتب کا ایک جیّد عالم تھا۔ اس کا آخری وقت آیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ اب میں کس کے پاس جاؤں؟

الہامی کتب کے اُس عالم نے بتایا کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا زمانہ قریب ہے۔ یہ نبی دینِ ابراہیمی کے داعی ہوں گے۔ اور پھر عموریا کے اُس پادری نے مدینہ منّورہ کی تمام نشانیاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو بتا دیں کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے کھجوروں کے جھنڈ والے اس شہرِ دلنواز میں سکونت پذیر ہوں گے۔

عیسائی پادری نے اللہ کے اس نبی کے بارے میں بتایا کہ وہ صدقہ نہیں کھائیں گے البتہ ہدیہ قبول کر لیں گے اور یہ کہ ان کے دونوں کندھوں کے درمیان مُہرِ نبوّت ہوگی۔ پادری اس جہانِ فانی سے کوچ کر گیا، تلاشِ حق کے مسافر نے عموریا کو خدا حافظ کہا اور سلمان فارسی شہرِ نبی کی تلاش میں نکل پڑے۔

سفر کے دوران حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ چند تاجروں کے ہتھے چڑھ گئے لیکن تلاشِ حق کے مسافر کے دل میں نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی تڑپ ذرا بھی کم نہ

ہوئی بلکہ آتشِ شوق اور بھی تیز ہوگئی، یہ تاجر اُنہیں مکہ لے آئے، جس کی سرزمین نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مولد پاک ہونے کا اِعزاز حاصل کر چکی تھی۔ تاجروں نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کو اپنا غلام ظاہر کیا اور اُنہیں مدینہ جو اُس وقت یثرب تھا، کے بنی قریظہ کے ایک یہودی کے ہاتھ فروخت کر دیا۔ اُنہوں نے یہودی کی غلامی قبول کر لی... یہودی آقا کے ساتھ جب وہ یثرب (مدینہ منورہ) پہنچ گئے تو گویا اپنی منزل کو پالیا۔

عموریا کے پادری نے یثرب کے بارے میں انہیں جو نشانیاں بتائی تھیں وہ تمام نشانیاں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے دیکھ لیں، وہ ہر ایک سے نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کے بارے میں پوچھتے رہتے لیکن ابھی تک قسمت کا ستارا، ثریا پر نہ چمک پایا تھا اور وہ بے خبر تھے کہ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے اس شہرِ خنک میں تشریف لانے والے ہیں۔ بعض روایات میں مذکور ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ ایک دن اپنے یہودی مالک کے کھجوروں کے باغ میں کام کر رہے تھے، کھجور کے ایک درخت پر چڑھے ہوئے تھے کہ اُنہوں نے سنا کہ اُن کا یہودی مالک کسی سے باتیں کر رہا تھا کہ مکہ سے ہجرت کر کے قبا میں آنے والی ہستی نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہونے کی داعی ہے۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا دل مچل اٹھا، اور تلاشِ حق کے مسافر کی صعوبتیں لمحہء مسرت میں تبدیل ہو رہی تھیں۔ وہ ایک طشتری میں تازہ کھجوریں سجا کر والیءکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یہ صدقے کی کھجوریں ہیں۔ آقائے دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ کھجوریں واپس کر دیں کہ ہم صدقہ نہیں کھایا کرتے۔ عموریا کے پادری کی بتائی ہوئی ایک نشانی سچ ثابت ہو چکی تھی۔

دوسرے دن پھر ایک خوان میں تازہ کھجوریں سجائیں اور کھجوروں کا خوان لے کر رسولِ ذی حشم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ عرض کی یہ ہدیہ ہے، قبول فرمالیجئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ تحفہ قبول فرمالیا اور کھجوریں اپنے صحابہ میں تقسیم فرمادیں۔

دونشانیوں کی تصدیق ہو چکی تھی۔ اب مُہرِ نبوت کی زیارت باقی رہ گئی تھی۔ سیّدالمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت البقیع میں ایک جنازے میں شرکت کے لئے تشریف لائے اور ایک جگہ جلوہ افروز ہوئے،

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ آقائے دو جہاں کی پُشت کی طرف بے تابانہ نگاہیں لگائے بیٹھے تھے۔ آقائے کائنات صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے نُورِ نبوّت سے دیکھ لیا کہ سلمان کیوں بے قراری کا مظاہرہ کر رہا ہے،

مخبرِ صادق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اَزرہِ محبّت اپنی پُشت اُنور سے پردہ ہٹالیا تا کہ مہرِ نبوّت کے دیدار کا طالب اپنے من کی مراد پالے۔

پھر کیا تھا حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی کیفیت ہی بدل گئی، تصویر حیرت بن کے آگے بڑھے، فرطِ محبت سے مہرِ نبوت کو چوم لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان لا کر ہمیشہ کیلئے دامنِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے وابستہ ہو گئے۔

(مستدرک حاکم ج ۳ ص ۶۹۸) (دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۴۰)

مُہرِ نبوّت پر چند بال بھی تھے

حضرت ابوزید عمرو بن اخطب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس مُہرِ نبوّت کو بالوں کے گچھے جیسا کہا۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُنہیں اپنے پشتِ مبارک پر مالش کرنے کی سعادت بخشی تو اُس موقع پر اُنہوں نے مہرِ اقدس کا مشاہدہ کیا۔ حضرت علیاء (راوی) نے عمرو بن اخطب سے اُس مہرِ نبوت کی کیفیت دریافت کی تو انہوں نے کہا!

شعر مجتمع علی کتفه

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مبارک کندھوں کے درمیان چند بالوں کا مجموعہ تھا۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۲۶) (مستدرک حاکم ج ۲ ص ۶۶۳)

ابوسعید خُدری کی روایت

حضرت ابونضرۃ عوفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں !

سألتُ أبا سعيد الخدري عن خاتم رسول الله صلى الله

عليه وآله وسلم يعني خاتم النبوة، فقال! كان في ظهره بضعة ناشزة.

میں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی مُہر یعنی مُہرِ نبوّت کے متعلق دریافت کیا تو اُنہوں نے جواب دیا وہ (مہرِ نبوت) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پُشتِ اقدس میں ایک اُبھرا ہوا گوشت کا ٹکڑا تھا۔

(شمائل ترمذی ج ا ص ۴۶)(تاریخ طبری ج ۲ ص ۲۲۲)

اُستاذی المکرم، فنافی الرسول حضرت علامہ صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب ''ایمانِ ابی طالب'' میں لکھتے ہیں!

مکہ معظمہ پر پھر ایک بار قحط مسلط ہو جاتا ہے لیکن اب حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انتقال فرما چکے تھے لوگ پریشانی کے عالم میں سردارِ بطحا اور جانشین حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں بارش کے لئے ملتجی ہوتے ہیں وہ باپ کی دعاؤں کا مشاہدہ کر چکے تھے اب بیٹے کی طرف نظریں تھیں قریش مکہ جانتے تھے کہ باپ کی وراثت حاصل کرنے والا بیٹا ابو طالب ہی اس آڑے وقت میں ہماری مدد کر سکتا ہے اور وہ جانتے تھے کہ یہی وہ مُستجاب الدعوات لوگ ہیں جو بتوں کے بجائے کسی ایسے خُدا سے بارش طلب کرتے ہیں جو اِن کو مایوس نہیں فرماتا۔

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ باپ کے عقیدہ کو جانتے تھے وہ قریش مکہ سے بڑھ کر جانتے تھے کہ حضرت عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دُعا کس سے مانگی تھی اور کس طرح مانگی تھی وہ باپ ہی کی طرح پُورے پُورے اعتماد و یقین کے ساتھ اُٹھتے ہیں رُخِ انور پر وہی ایمان کا تقدس جلوہ افروز ہے اور سینے میں انہی تجلیات توحید کی نورانیت ہے اور گود میں وہی تاجدارِ دو عالم ہے جس کے وسیلہ سے باپ نے دعا مانگی تھی۔

بہر حال! حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی آنکھوں کے نُور دل کے سرور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ساتھ لے کر حرم محترم میں تشریف لے آئے کعبہ شریف میں بُت رکھے ہوئے تھے اس لئے بجائے کعبے کی طرف رخ کرنے کے پشتِ انور کو کعبہ سے لگایا اور حضور رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی انگلی آسمان کی طرف اُٹھا دی اور وسیلۂ کائنات کو وسیلہ بنا کر خالقِ کائنات سے

بارش طلب کرتے ہیں ملاحظہ ہو،

اخرج ابن عساکر عن جلهمة عرفة قال قدمت مكة وهم في قحط فقالت قريش يا ابا طالب اقحط الوادى واجدب ایصال فهلم واستسق فخرج ابو طالب و معه غلام كانه شمس وجن تجلت عنه سحابة قتما و حوله اغيلمة فاخذ ابو طالب فانصق ظهره بالكعبة ولاذباصبعه الغلام و ما فى السمآء قنعةفا قبل السحاب من هاهنا و ها هنا وا غدق و اغدوق والفجر له الوادى اخصب البادى والنادى ففى ذالك يقول اباطلب۔

ابن عساکر جلہمۃ بن عرفتہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ میں مکہ میں آیا اور مکہ والے قحط سالی میں مبتلا تھے

قریش نے کہا اے ابوطالب وادیٔ مکہ انتہائی قحط زدہ ہے پس تشریف لایئے اور بارش طلب کیجئے حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اُن کے ساتھ آئے آپ کے ساتھ ایک بچہ تھا گویا کہ سُورج کا ٹکڑا تھا جس سے شُعاعیں نکل رہی تھی اس کے گرداگرد چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔

پس ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی پُشت کو کعبے کے ساتھ ملایا اور اس خوبصورت بچے کی اُنگلی کو پکڑا حالانکہ آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہیں تھا یعنی مطلع بالکل صاف تھا۔

یکا یک بادل ادھر سے اُٹھا ادھر آیا گرجا چمکا اور زور کی بارش شروع ہوگئی جس سے شہر کے اندر اور باہر پانی ہی پانی ہوگیا۔

حضرت ابوطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا!

ابيض يستسقى الغمام بوجهه
ثمال اليتامىٰ عصمة لله رامل

ترجمہ! آپ خوبصورت مکھڑے والے ہیں آپ کے چہرہ انور کے وسیلہ سے بارش طلب کی جاتی ہے آپ یتیموں کی پرورش کرنیوالے ہیں اور بیواؤں کی جائے پناہ ہیں۔

آلِ ہاشم سے ہلاک ہونے والے آپ کے ساتھ پناہ حاصل کرتے ہیں اور وہ آپ کے پاس نعمتوں اور آسائشوں میں ہیں۔

(ایمان ابی طالب ج ۲ ص ۹۷)

اُن کی پشت پاک کعبے سے تھی جب چُھونے لگی
رب کی رحمت جوش میں مقصودؔ فوراً آ گئی

مُصطفٰے نے جب اُٹھائی اپنی تھی انگشت پاک
مکہ میں پھر بدلی رحمت کی تھی فوراً چھا گئی

اُن کے رُوئے پُرضیاء کا صدقہ تھی بارش مِلی
قحط کے ماروں نے بھی مقصودؔ سُکھ کی سانس لی

(محمد مقصود مدنی)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نورانی انگلیوں کے مُعجزات بے حد و حساب ہیں اللہ کے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مبارک اُنگلیوں کی توصیف ممکن ہی نہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب پاک صاحبِ لولاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تخلیق دستِ قدرت سے فرمائی شہکارِ قدرت کی تعریف کون کرسکتا ہے؟

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سیّدالکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے
زانوئے مبارک

اُن کے زانو نُور کے اُن کا دوشالہ نُور کا
ہے وجودِ پاک ہی مقصودِ اعلیٰ نُور کا

حُسنِ جاناں کی تعریف کرنا کیسے ممکن ہو سکتا ہے جبکہ آپ کا جمال اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی آنکھوں سے چھُپا رکھا ہے اعتدال و کمالِ وجودِ نبوی کا ذکر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اپنے اپنے انداز میں کیا، اُنہوں نے آپ کی جلالت و عظمت آپ کی رفعت و بلندی، آپ کی بزرگی و کمال کو اپنی اپنی فکر کے مطابق بیان یہی وجہ ہے کہ آپ کے اعضائے نورانیہ کا ذکر کتبِ حدیث میں تفصیل سے مرقوم ہے۔

مولائے کائنات علیہ السلام نے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سراپا مُبارک بیان کرتے ہوئے فرمایا!

کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم ضخم الکرادیس

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھٹنے پُر گوشت تھے۔

(شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۱)

جوڑوں کی مبارک ہڈیاں

ایک روایت میں مذکور ہے!

کان رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم جلیل المشاش.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جوڑوں کی ہڈیاں موٹی تھیں۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۱) (شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۳)

مقصودِ وجودِ نُور کی تخلیق نُور سے
قُرآن اُن کی دیتا ہے تطبیق نُور سے

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

کی

مبارک راتیں

نور سے اپنی بنائی ہیں مبارک راتیں
رب نے مقصود سجائی ہیں مبارک راتیں

رانیں چمکدار اور سفید تھیں

دوسرے حصوں کی طرح آپ کی مبارک رانیں چمکدار اور سفید تھیں۔ حضرت ابوامامہ حارثی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں!

کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یجلس القرفصاء

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے تو رانین شکمِ اطہر کے ساتھ لگی ہوتیں۔

(البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۴۰)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور سیّد الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غزوہ خیبر کے لیے گئے تو ہم نے صبح کی نماز، خیبر کے نزدیک اندھیرے میں ادا کی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سوار ہوئے، حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھے اور میں اُن کے پیچھے بیٹھ گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خیبر کی گلیوں میں جارہے تھے اور میرا گھٹنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ران سے لگتا تھا۔

ثم حسر الازار عن فخذہ حتی انّی انظر الی بیاض فخذ نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ران مبارک سے تہبند ہٹائی تو میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ران مبارک کی سفیدی دیکھی۔

(بخاری شریف ج ۱ ص ۱۴۵) (مسلم شریف ج ۲ ص ۱۰۴۴)

جسم پُرنور پرہوں ہمیشہ دُرود
اُن کی رانوں کی طلعت پہ لاکھوں سلام
نُور میں تھا ڈھلا اُن کا نُوری بدن
اُن کی مقصودِ عظمت پہ لاکھوں سلام

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمِ اقدس نُور میں ڈھلا ہوا تھا۔ آپ کے وجود کی نرمی دیکھئے آپ تشریف فرما ہوتے تو آپ کی مبارک رانیں شکمِ اطہر سے چھو جاتی تھیں، آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مثلّیت کا دعویٰ کرنے والے بتائیں کہ اُن کا جسم بھی ایسا ہے؟

نُور میں تھا ڈھلا اُن کا نُوری بدن
اُن کی مقصودِ عظمت پہ لاکھوں سلام

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی جسم اقدس کے خصائص وکمالات کا شمار ممکن نہیں اِنسان کی سوچ کہاں اور قُدرت کا شہکار ہاں بارگاہ نور میں حاضری کے لئے اور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خوانِ کرم سے ٹکڑا حاصل کرنے کے لئے میں نے یہ الفاظ تحریر کئے ہیں اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دُرودِ مدنی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَاٰبَائِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ
بِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

دُرودوں کا سلاموں کا اُجالا ہے مِرے گھر میں
نبی کے مُوئے اقدس کا حوالہ ہے مِرے گھر میں

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی
مبارک پنڈلیاں

مہر کو شرماتی ہیں مقصود اُن کی پنڈلیاں
ماہ کو شرمندہ کرتا اُن کا نُوری جسم ہے

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اعضائے نورانیہ اعتدال و موزونیت کا شہکار تھے آپ کی نُوری پنڈلیاں نرم و گداز تھیں چمکدار اور خوبصورت تھیں۔

مصطفےٰ جانِ رحمت میں لکھا ہے! آپ کی دونوں پنڈلیاں قدرے پتلی اور صاف و شفاف تھیں اور پاؤں کی نرمی اور نزاکت کا یہ عالم تھا کہ ان پر ذرا بھی پانی نہیں ٹھہر پاتا تھا۔

نُوری پنڈلیاں پتلی تھیں

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں!

كان في ساقي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم حموشة.

''حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک پنڈلیاں پتلی تھیں۔''

(جامع ترمذی ج۵ ص ۶۰۳)(مستدرک حاکم ج۲ ص ۶۶۲)

سراقہ کا بیان

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نُوری پنڈلیوں کی سراقہ کو زیارت نصیب ہوئی اُنہوں نے اس منظر کو یوں بیان فرمایا ہے!

پس جب میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب پہنچا، اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹنی پر سوار تھے، تو مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پنڈلی کی زیارت ہوئی، یُوں لگا جیسے کھجور کا خوشہ پردے سے باہر نکل آیا ہو۔''

(شمائل الرسول ص ۱۲)(البدایہ والنہایہ ج۶ ص ۲۲)

اُن کی نُوری پنڈلیوں کی شان و عظمت دیکھئے
کی بیاں اصحاب نے مقصودِ طلعت دیکھئے

اُن کی نُوری پنڈلیاں

حضرت ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک روز آقائے محتشم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے خیمے سے باہر تشریف لائے تو مجھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک پنڈلیوں کو دیکھنے کا شرف حاصل ہوا۔ چشمِ تصور میں آج بھی اس منظر کی یاد اسی طرح تازہ ہے!

كأني أنظر إلى وبيص ساقيه.

گویا میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پنڈلیوں کی سفیدی دیکھ رہا ہوں۔

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۳۰۷)(مسلم شریف ج ۱ ص ۳۶۰)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پنڈلیاں کی نورانیت کا مشاہدہ کرنے والے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے یہ کہا ہے کہ وہ نوری پنڈلیاں سفید اور پُرنور تھیں سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سارا وجود پاک ہی صناعِ حقیقی کا شاہکار ہے۔

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دُرودِ مدنی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا

مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاٰبَائِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ

بِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ

ہیں قدم پُرنور ایسے آپ کے
ہر گُلستاں میں ہیں جلوے آپ کے
عظمتیں مقصود کیا اُن کی کہے
عرش نے چُومے ہیں تلوے آپ کے

سیّد الکونین صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

کے

قدم مبارک

سید الکونین کے قدموں کو چُومے عرش بھی
لامکاں تک ہیں گئے مقصود یہ نُوری قدم

اقصیٰ و سدرہ عرش پر اور لامکاں پر
مقصود کملی والے کے قدموں کے ہیں نشان

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نُوری نُوری قدم مبارک پُر گوشت، نہایت نرم تھے کہ جن پر پانی بھی نہ ٹھہر پاتا تھا۔ دیگر اعضائے نُورانیہ کی طرح آپ کے قدم مبارک تخلیقِ دست قدرت کا شاہکار تھے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے آپ کے نوری نوری ہاتھوں اور نُوری نُوری قدموں کو بوسے دینے کا شرف حاصل کیا اور آپ کے نورانی قدموں کی زیارت سے اپنی آنکھوں کو منور کیا۔ سراپائے مبارک بیان کرنے والے صحابہ نے خصوصی طور پر قدمین شریفین کا ذکر کیا ہے جو کتب حدیث میں موجود ہے۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کُتب سے ماخوذ سیرت مصطفیٰ جانِ رحمت میں لکھا ہے!

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کی توصیف میں شثن القدمین (یعنی دونوں قدم مبارک فربہ تھے) وارد ہوا ہے جس طرح شثن الکفین دونوں دست اقدس نرم وفربہ تھے واقع ہوا ہے۔ ایک روایت میں خمصان الاخمصین آیا ہے، خمص قدم کے اس باطنی حصہ کو کہتے ہیں جو زمین پر قدم رکھتے وقت زمین سے نہ ملے "الاخمص" اسے کہتے ہیں جس کے پاؤں زمین سے بہت بلند ہوں۔

اور ایک روایت میں مسیح القدمین آیا ہے یعنی آپ کے دونوں قدم مبارک ہموار تھے جن میں آلودگی اور شکستگی بالکل نہ تھی۔

ینبو عنھا الماء اگر اس پر پانی ڈالا جائے تو اپنی لطافت و پاکیزگی کی وجہ سے بہہ جائے اور تیزی سے پانی گزر جائے۔ ابن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی اسی طرح آیا ہے۔
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ جب آپ زمین پر قدم مبارک رکھ کر چلتے تو پُورے قدم رکھ کر چلتے اور اخمص یعنی اُبھری ہوئی جگہ نہ تھی اسے بیہقی نے روایت کیا۔

ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پائے اقدس میں اخمص یعنی اُبھار نہ تھا اور زمین پر پورا قدم مبارک رکھتے اسے ابن عساکر نے روایت کیا۔

سب سے خُوبصورت قدم مبارک

حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے!

ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان أحسن البشر قدماً.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قَدمین شریفین تمام انسانوں سے بڑھ کر خوبصورت تھے۔

(مصطفےٰ جانِ رحمت ج ۲ ص ۵۳۹) (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۱۲۸) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۹)

قدم مُبارک پُر گوشت تھے

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں!

کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شثن القدمین و الکفین.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتھلیاں اور دونوں پاؤں مبارک پُر گوشت تھے۔

(بخاری شریف ج ۵ ص ۲۲۱۲) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۵)

قدم مبارک اِعتدال کے ساتھ بڑے تھے

حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں:

کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ضخم القدمین.

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمینِ مقدسہ اعتدال کے ساتھ بڑے تھے۔

(مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۱۲۵)

قدم مبارک ہموار اور نرم تھے

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نُوری قدمین شریفین کی خوبصورتی، حُسن، دلکشی، رعنائی کا بیان صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نہایت محبت وعقیدت سے کیا ہے اور آپ کے قدمین شریفین کی باریک ترین تفصیلات سے بھی ہمیں آگاہ کیا ہے۔ قدمین شریفین کی ہمواری کے حوالہ سے شمائل ترمذی کی روایت ملاحظہ فرمائیں!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مسيح القدمين.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدمین شریفین ہموار اور نرم تھے۔

(شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۷) (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۳۲)

قدمین کی نُوری نُوری اُنگلیاں

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاؤں مبارک حُسن و جمال کا نمونہ تھے اور اعتدال کے ساتھ بڑے تھے اسی لئے قدم مبارک کی انگشتانِ دلربا تناسب کے ساتھ لمبی تھیں۔ آپ کے نُوری قدموں کی زیارت سے فیضیاب ہونے والی صحابیہ حضرت میمونہ بنت کردم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ مجھے اپنے والد گرامی کے ساتھ سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُونٹنی پر سوار تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے دستِ اقدس میں چھڑی تھی۔

میرے والدِ گرامی نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاؤں مبارک کو تھام لیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رسالت کی گواہی دی۔ اُس وقت مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قدمین شریفین کی انگلیوں کی زیارت نصیب ہوئی جو میں آج تک نہیں بھولی۔ فرماتی ہیں!

فما نسيتُ فيما نسيتُ طول أصبع قدمه السبابة على سائر أصابعه.

پس میں آج تک حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاؤں مبارک کی سبابہ

(انگوٹھے کے ساتھ والی انگلی) کا دوسری انگلیوں کے مقابلہ میں حُسنِ طوالت نہیں بھولی۔

(طبقات ابن سعد ج ۸ ص ۳۰۴) (لاصابہ ج ۸ ص ۱۴۳)

سیّد الکونین کے مبارک تلوے

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک تلوے قدرے گہرے تھے جو کہ زمین پر نہ لگتے تھے۔ حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ نے سراپائے محبوب بیان کرتے ہوئے آپ کے نوری تلووں کے بارے میں یوں فرمایا ہے!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم شثن القدمين خمصان الأخمصين.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمینِ مقدسہ پُر گوشت تھے اور تلوے قدرے گہرے تھے۔

(شمائل ترمذی ج ۱ ص ۳۷) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۲۲)

اُن کے تلوے چومتا ہے آفتاب
اُن کے تلوے چومتا ہے ماہتاب
لے کے تلووں سے مہک مقصودؔ خوب
لہلہائے اور جھومے ہر گلاب

ایک دوسری روایت میں تلووں کے برابر ہونے کا ذکر بھی ہے

كان يطأ بقدمه جميعاً ليس لها أخمص.

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے وقت پورا پاؤں زمین پر لگاتے، کوئی حصہ ایسا نہ ہوتا جو زمین پر نہ لگتا۔

(دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۲۴۵) (البدایہ والنہایہ ج ۶ ص ۱۹)

حضرت ہند بن ابی ہالہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چلتے تو قوّت سے قدم اٹھاتے مگر تواضع کے ساتھ چلتے،

زمین پر قدم آہستہ پڑتا نہ کہ زور سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سبک رفتار تھے اور قدم ذرا کشادہ رکھتے، (چھوٹے چھوٹے قدم نہیں اٹھاتے تھے)۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم چلتے تو یوں محسوس ہوتا گویا بلند جگہ سے نیچے اتر رہے ہیں۔

معجزۂ رفتار

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی رفتار کا معجزہ تھا کہ آپ بڑے اطمینان اور سکون کے ساتھ قدم اُٹھاتے مگر کوئی صحابی آپ کے ساتھ تیزی میں مقابلہ نہ کرسکتا، اس بات کو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا ہے کہ میں نے کسی کو راہ میں رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ تیز چلتے نہیں دیکھا گویا کہ زمین آپ کے قدموں کے نیچے لپٹی جاتی تھی اور ہم آپ کی ہمراہی میں تکان اور محنت محسوس کرتے تھے لیکن آپ کو کچھ بھی محسوس نہ ہوتا تھا اور آپ معمول کے مطابق بے تکلف چلتے تھے اور اصلاً اضطراب نہ فرماتے تھے یہ چلنا اولوالعزم، اہلِ ہمت اور شجاعت کا آئینہ دار ہے اور یہ چلنا اقسامِ رفتار میں قوی واعتدل پر ہے اس سے اعضاء کو راحت و آرام ملتا ہے۔

(سیرت مصطفےٰ جانِ رحمت ج ۲ ص ۵۵۰) (مدارج النبوۃ)

معجزہ دیکھئے اُن کی رفتار کا
تھی سمٹ جاتی قدموں تلے سب زمیں
وہ ہیں مقصود، مطلوب و محبوبِ رب
اُن کا کوئی بھی دُنیا میں ثانی نہیں

مبارک ایڑیاں

مُصطفٰے کی پیاری پیاری ایڑیاں پُر نور تھیں
مُصطفٰے کی ایڑیاں مقصودؔ رشکِ طور تھیں

مُصطفٰے کی ایڑیوں کی شان ہو کیسے بیاں
بوسہ گہ جبریل کی ہیں مُصطفٰے کی ایڑیاں

چاند شرماتا تھا اُن کی ایڑیوں کو دیکھ کر
مہر گہناتا تھا اُن کی ایڑیوں کو دیکھ کر

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین کی ایڑیاں بھی مرقعِ حسن و جمال تھیں، ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں!

كان رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم منهوس العَقِبَيْن.

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک ایڑیوں پر گوشت کم تھا۔

(مسلم شریف ج ۴ ص ۱۸۲۰) (طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۴۱۶)

(خصائص الکبریٰ ج ۱ ص ۱۲۴)

چاندی کی ڈلیوں سے روشن جگمگاتی ایڑیاں
مُصطفٰے کی عاشقوں کا دل لبھاتی ایڑیاں
ہیں منور کر رہیں مقصودؔ طیبہ کو کبھی
عرشِ اعظم سے کبھی آگے ہیں جاتی ایڑیاں

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں!

أنّ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان إذا مشی علی الصخر غاصت قدماہ فیہ وأثرت.

جب حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پتھروں پر چلتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاؤں مبارک کے نیچے وہ نرم ہو جاتے اور قدم مبارک کے نشان اُن پر لگ جاتے۔

(شرح مواہب اللدنیہ ج ۵ ص ۴۸۲)(جامع الصغیر ج ۱ ص ۲۷)

نال قدم دے قدم مبارک آپ اُٹھا کے دھر دے
ذرّے چم کے قدم مبارک بن دے ٹکڑے زر دے
جتھے قدم مبارک دھر دے پتھر نرم سی ہندے
بل دے بے آپ دے قدماں دے نال یٰسین ٹھر دے

(مقصود مدنی)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمین شریفین بڑے ہی بابرکت اور منبعِ فیوضات و برکات تھے۔ حضرت عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا حضرت ابوطالب کے ساتھ عرفہ سے تین میل دور مقام ذی المجاز میں تھے کہ اُنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پانی طلب کرتے ہوئے کہا:

عطشتُ و لیس عندی ماءٌ. فنزل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ضرب بقدمہ الأرض، فخرج الماء، فقال: اشرب.

"مجھے پیاس لگی ہے اور اس وقت میرے پاس پانی نہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی سواری سے اُترے اور اپنا پاؤں مبارک زمین پر مارا تو زمین سے پانی نکلنے لگا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (اے چچا جان!) پی لیں۔

(طبقات ابن سعد ج ۱ ص ۱۵۲)(نسیم الریاض ج ۳ ص ۵۰۷)

جب اُنہوں نے پانی پی لیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ اپنا قدمِ مبارک اُسی

جگہ رکھا تو وہ جگہ باہم مل گئی اور پانی کا اِخراج بند ہو گیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ وہ ایک دفعہ سخت بیمار ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عیادت فرمائی اور اپنے مبارک پاؤں سے ٹھوکر ماری جس سے وہ مکمل صحت یاب ہو گئے۔ روایت کے الفاظ ہیں!

فضر بني برجله، و قال! "اللهم اشفه، اللهم عافه"
فما اشتكيت وجعي ذالك بعد.

"پس حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا مبارک پاؤں مجھے مارا اور دعا فرمائی: اے اللہ! اسے شفا دے اور صحت عطا کر۔ (اس کی برکت سے مجھے اسی وقت شفا ہو گئی اور) اس کے بعد میں کبھی بھی اس بیماری میں مبتلا نہ ہوا۔"

(سنن نسائی رقم ۱۰۸۹۷) (مسند احمد بن حنبل ج ۱ ص ۸۳)

کمزور جانور تیز ہو جاتے

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدمِ مبارک اگر کسی ست رفتار کمزور جانور کو لگ جاتے تو وہ تیز رفتار ہو جاتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آ کر اپنی اُونٹنی کی ست رفتاری کی شکایت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پائے مبارک سے اُسے ٹھوکر لگائی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

والذي نفسي بيده لقد رأيتها تسبق القائد.

قسم اُس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! اس کے بعد وہ ایسی تیز ہو گئی کہ کسی کو آگے بڑھنے نہ دیتی۔"

(مستدرک حاکم ج ۲ ص ۱۹۳)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے اُونٹ کو بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غزوۂ ذات الرقاع کے موقع پر اپنے مبارک قدموں سے ٹھوکر لگائی تھی، جس کی برکت سے وہ تیز رفتار ہو گیا تھا۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے!

فضربه برجله ودعا له. فسار سير ألم يسر مثله.

"تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پائے مبارک سے اُسے ٹھوکر لگائی اور ساتھ ہی دُعا فرمائی، پس وہ اتنا تیز رفتار ہوا کہ پہلے کبھی نہ تھا۔"

(مسلم شریف ج ۳ ص ۱۲۲۱) (مسند احمد بن حنبل ج ۳ ص ۲۹۹)

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ اُن سے دریافت کیا کہ اب تیرے اُونٹ کا کیا حال ہے تو اُنہوں نے عرض کیا!

بخير قد أصابته بركتك.

"بالکل ٹھیک ہے، اُسے آپ صلی اللہ علیک وسلم کی برکت حاصل ہوگئی ہے۔"

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۰۸۳)

نعلینِ مُقدّس

حضور سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو نعلین پاک استعمال فرمائے وہ بھی بڑے بابرکت ہو گئے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان نعلین پاک کو تبرکاً محفوظ رکھا اور ان کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوتے رہے۔ ان بابرکت نعلین پاک کے حوالے سے چند احادیث مبارکہ درج ذیل ہیں!

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین پاک اور ایک پیالہ بھی محفوظ تھا جس میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پانی نوش فرماتے تھے۔ نعلین پاک کے حوالے سے حضرت عیسیٰ بن طہمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں!

أخرج إلينا أنس نعلين جرداوين، لهما قبالان، فحدثني ثابت البُناني بعد عن أنس: أنهما نعلا النبي صلى الله عليه وآله وسلم.

"حضرت انس رضی اللہ عنہ نے ہمیں بغیر بال کے چمڑے کے دو نعلین مبارک نکال کر دکھائے جن کے دُو تسمے تھے۔ بعد میں ثابت بُنانی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہوئے یہ حدیث بیان کی کہ یہ

دونوں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعلین مبارک ہیں۔"

(بخاری شریف ج ۳ ص ۱۱۳۱)

ایک دفعہ حضرت عبید بن جُریج نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ "میں آپ کو بالوں سے صاف کی ہوئی کھال کی جُوتی پہنے ہوئے دیکھتا ہوں۔ اس کی کیا وجہ ہے۔"
حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا!

فإني رأيت رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يلبس النعل التي ليس فيها شعر و يتوضأ فيها فأنا أحب أن ألبسها.

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسی جُوتیاں پہنے ہوئے دیکھا ہے جس میں بال نہیں ہوتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میں وضو فرماتے تھے لہٰذا میں ایسی جوتیاں پہننا پسند کرتا ہوں۔"

(بخاری شریف ج ۱ ص ۷۳) (سنن ابوداؤد ج ۲ ص ۱۵۰)

تکلیف دُور ہوگئی

ابوجعفر احمد بن عبدالمجید جو کہ بہت بڑے عالم باعمل اور متقی و پرہیزگار شخص تھے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ایک طالب علم کو نعلین پاک کا نقش بنوا دیا۔ ایک دن وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے گزشتہ رات اس نقش کی ایک حیران کُن برکت کا مشاہدہ کیا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تو نے کونسی ایسی عجیب برکت دیکھی ہے؟ تو وہ کہنے لگا کہ میری اہلیہ کو اچانک اتنا شدید درد ہوا کہ جس کی وجہ سے وہ قریب المرگ تھی پس میں نے نعلین پاک کا یہ نقش اس کے درد والی جگہ پر رکھا اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی!

"اَللّٰھُمَّ اَرِنَا بَرَکَۃَ صَاحِبِ ھٰذَا النَّعلِ"

"اے اللہ! آج ہم پر صاحب نعل (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی برکت و کرامت ظاہر فرما دے۔" اس طالب علم نے بیان کیا کہ پس اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے میری بیوی کو فوراً شفا عطا فرمائی۔

(مواہب الدنیہ ج ۲ ص ۴۶۷)

فِدَاكَ کُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دُرودِ مدنی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰی سَیِّدِنَا

وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاٰبَائِهٖ

وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِكَ یَااَرْحَمَ

الرّٰحِمِیْنَ

منظومات

طیبہ کی گلیوں میں

زمانے بھر کے مِٹ جاتے ہیں غم طیبہ کی گلیوں میں
ہمیشہ ملتا ہے اُن کا کرم طیبہ کی گلیوں میں

پڑیں جب میری نظریں گُنبدِ خضریٰ کے جلووں پر
مِری آنکھیں ہوئیں فوراً ہی نَم طیبہ کی گلیوں میں

گُزر جائے یہ میری زندگی آقا مدینے میں
نِکل جائے خُدایا میرا دَم طیبہ کی گلیوں میں

مدینہ پاک کے گُلشن میں مہکے پُھول تازہ ہیں
نہیں ہوتی کبھی بھی خُوشبو کم طیبہ کی گلیوں میں

وہاں آکر ولی سارے جبھی سَر کو جُھکاتے ہیں
لگے آقا کے ہیں نُوری قدم طیبہ کی گلیوں میں

عَطا فرمایا رِبن مانگے مُجھے شاہِ مدینہ نے
رکھا محبوب نے میرا بھَرم طیبہ کی گلیوں میں

درودِ پاک پڑھ کر میں نے جو مانگی دُعائیں تھیں
ہوئیں پُوری وہ ساری ایک دم طیبہ کی گلیوں میں

درِ محبوب سے مقصود ہے دامن بھرا میرا
میں کر کے جان پہ جب پہنچا ستم طیبہ کی گلیوں میں

نظارے یاد آتے ہیں

درِ سرکار کے جب بھی نظارے یاد آتے ہیں
مِری سوچوں میں نعتوں کے ستارے جگمگاتے ہیں

تڑپتا رہتا ہوں دن رات اَب میں ہجرِ طیبہ میں
مجھے جب چھوڑ کر ساتھی مدینہ پاک جاتے ہیں

مِرے دل کی تمنّا ہے رہوں جاکر مدینے میں
مجھے ہروقت میرے دل کے یہ ارماں ستاتے ہیں

لگی رہتی ہے ہر دم بھیڑ منگتوں کی وہاں یارو
مِرے آقا کرم کرکے ہر اِک نعمت لُٹاتے ہیں

چمک جاتے ہیں مہر و ماہ اُن کے نُوری جلووں سے
رُخِ پُرنور سے سرکار جب پردہ اُٹھاتے ہیں

کیا ہے دیں کو زندہ آل نبی نے اپنا لہو دے کر
سخی شبیرؓ لاشے خون میں ڈوبے اُٹھاتے ہیں

عجب کیف و خمار آتا ہے اہلِ دل کی محفل میں
نبی کی نعت جب بھی حضرتِ صائمؔ سناتے ہیں

میں کیسے بھول جاؤں لمحے جو گزرے ہیں طیبہ میں
مجھے مقصودؔ مدنی ہر گھڑی آنسو رُلاتے ہیں

ہمیں در پر بُلانا یارسول اللہ

کرم کر کے ہمیں در پر بُلانا یارسول اللہ
پھر آئے وقت وہ پیارا سُہانا یارسول اللہ

اِسی اُمید پہ زندہ ہوں دیکھوں پھر حسیں گُنبد
یہ دُوری طیبہ کی اَب تو مِٹانا یارسول اللہ

رہے جو کھیلتے تھے آپ کی آغوش میں آقا
ہمیں صدقہ نواسوں کا دلانا یارسول اللہ

مُجھے بھی حضرتِ "حسان و صائم" کی ملے نسبت
عطا ہو مجھ کو حالِ دل سُنانا یارسول اللہ

مِرے آقا مِری اُمید کا گُلشن بھی کِھل جائے
ہوا ہے روتے روتے اِک زمانہ یارسول اللہ

مقدّر میں میرے بھی شہرِ طیبہ کی فضائیں ہوں
جہاں ہے تیرا نُوری آستانہ یارسول اللہ

کرو مقصودؔ مدنی پر بھی اب نظرِ کرم آقا
زیارت پھر مجھے اپنی کرانا یارسول اللہ

چمکتے رہتے ہیں ہردم

جو سر کے بَل درِ محبوب پر آیا نہیں کرتے
مسرّت زندگی میں وہ کبھی پایا نہیں کرتے

نہیں ملتی، نہیں ملتی اُنہیں سرکار کی رحمت
درودِ پاک سے جو دل کو چمکایا نہیں کرتے

ہیں کرتے اُمتی مجھ پر جفا آقا نے فرمایا
جو حج کر کے زیارت کو مِری آیا نہیں کرتے

ہیں ذرّے مُصطفٰے کی جو نظر نے کر دیئے تاباں
چمکتے رہتے ہیں ہر دم وہ گہنایا نہیں کرتے

جنہیں حکمِ خداوندِ دوعالم یاد رہتا ہے
درِ محبوب پر جانے سے شرمایا نہیں کرتے

غلامی جن کو حاصل ہوگئی آلِ محمد کی
کبھی طوفانِ درد و غم سے گھبرایا نہیں کرتے

بڑے خُوش بخت ہیں مقصود دیوانے محمد کے
کبھی بھی جان دینے سے وہ کترایا نہیں کرتے

تر بہ تر یادِ مدینہ میں

مری پلکیں سدا ہیں تَر بہ تَر یادِ مدینہ میں
رہے دل یادِ آقا میں نظر یادِ مدینہ میں

مرا دل ہے تڑپتا رہتا طیبہ کے نظاروں کو
مری ہو زندگی ساری بسر یادِ مدینہ میں

ہیں نظریں ڈھونڈتی میری مدینہ کی بہاروں کو
مکمل زندگی کا ہو سفر یادِ مدینہ میں

مرے اشکوں نے کی سیراب پھر کھیتی مرے دل کی
ہوئی شاخِ تمنّا باثمر یادِ مدینہ میں

میں خوابوں میں سدا دیکھوں مدینہ پاک کی گلیاں
گزرتے ہیں مرے شام و سحر یادِ مدینہ میں

مِری سوچوں کا محور ہیں سُنہری جالیاں نُوری
ہے خوشبو رہتی میری ہمسفر یادِ مدینہ میں

بیاں مقصودؔ مدنی کس طرح الفاظ میں کرلوں
خوشی ملتی ہے مجھ کو کس قدر یادِ مدینہ میں

فرماتے کرم خاص ہیں سرکار ہمیشہ

لب پر مرے آقا کے ہیں اذکار ہمیشہ
دامن میں مرے رہتے ہیں انوار ہمیشہ

سرکار کی نعتوں سے مہکتا ہے جو آنگن
محسوس سبھی کرتے ہیں مہکار ہمیشہ

ہر روز درودوں کی صداؤں کی بدولت
دل اشکوں سے ہوتے ہیں گہر بار ہمیشہ

جب موئے مبارک کی زیارت کا ہو لمحہ
فرماتے کرم خاص ہیں سرکار ہمیشہ

جن آنکھوں میں رہتی ہے تڑپ اُن کی گلی کی
جاتے ہیں وہی طیبہ میں حبدار ہمیشہ

سرکار کی مدحت میں جو مصروف ہیں رہتے
زندہ وہی رہتے ہیں قلمکار ہمیشہ

مقصودؔ مجھے اُن کی ہے رحمت نے نوازا
اُن کے ہی کرم سے رہوں سرشار ہمیشہ

السلام اے سید الکونین السلام

السّلام اَے سیّد اَولادِ آدم السّلام
اَے امام الانبیاء سب سے مکرّم السلام

السّلام اے آمنہ بی بی کے پیارے السّلام
السّلام عبداللہ کے اَے ماہ پارے السّلام

السّلام اَے وَالضحیٰ پیشانی والے السّلام
السّلام اے صُورت سُبحانی والے السّلام

السّلام اَے جدّ حَسنین الکریمین السّلام
السّلام اَے قلبِ زہرا پاک کا چین السلام

السّلام اَے مالکِ مُلک جلالت السلام
السلام اَے پیکرِ صدق و صداقت السلام

السّلام اَے والقمر رُخسار والے السّلام
السّلام اَے دلنشیں گُفتار والے السّلام

السّلام اَے حُسنِ ربّانی کے مظہر السّلام
السّلام اے سب سے بہتر سب سے برتر السّلام

السّلام اَے مالکِ خُلد اور جنّت السّلام
السلام اَے نُورِ رحمت جانِ رحمت السّلام

السّلام اَے سائبانِ دین و دُنیا السّلام
السّلام اَے سیّدہ زَھرا کے بابا السّلام

السّلام اَے سیّد و سالارِ اعلیٰ السّلام
السّلام اَے شان میں ہر اِک سے بالا السّلام

السّلام اَے شافعِ یَومِ قیامت السّلام
السّلام اَے صاحبِ فضل وکرامت السلام

السّلام اَے حامیِ مقصود عاصی السّلام
ہو اِسے ہرایک غم سے اَب خلاصی السلام

فِدَاكَ كُلُّ شَیْءٍ یَارَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

دُرودوں کا سلاموں کا اُجالا ہے مِرے گھر میں
نبی کے موئے اقدس کا حوالہ ہے مِرے گھر میں

دُرود محل شریف

دُرودِ مدنی

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا
مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَزْوَاجِهٖ وَاٰبَائِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

زیرسرپرستی

مُبلّغ اسلام ابواحمد محمد مقصود مدنی

ہر جمعۃ المبارک کو بعد نمازِ عصر تا مغرب ''درود محل شریف'' میں محفل درود شریف منعقد ہوتی ہے۔ الحمدللہ! مدنی بھائی اور بہنیں پوری دُنیا میں ذکر و درود پاک کی محافل کا انعقاد کرتے ہیں اور دُرودِ مدنی پڑھا جاتا ہے۔

جامعہ نُورالاسلام کے شعبہ جات

دورۂ حدیث شریف ❁ شعبہ درسِ نظامی

(۱) عامہ کورس (۲) خاصہ کورس (۳) شہادۃ العالیہ (۴) شہادۃ العالمیہ ایم،اے کے برابر

❁ ترجمۃ القرآن ❁ تفسیر القرآن

❁ شعبہ حفظ القرآن ❁ شعبہ ناظرہ

❁ شعبہ تجوید وقرأت

دیگر شعبہ جات

❁ فاضل عربی ❁ شعبہ نعت

❁ شعبہ بیان وخطاب ❁ انگلش میڈیم سکول

❁ شعبہ کمپیوٹر ❁ دستکاری سکول

❁ فری ڈسپنسری

جامعہ میں تمام کورسز فری ہیں ماہانہ اور داخلہ فیس نہیں لی جاتی۔

مستحق طالبات کی شادی اور جہیز کے اخراجات ادارہ ادا کرتا ہے

ادارہ نُورالاسلام

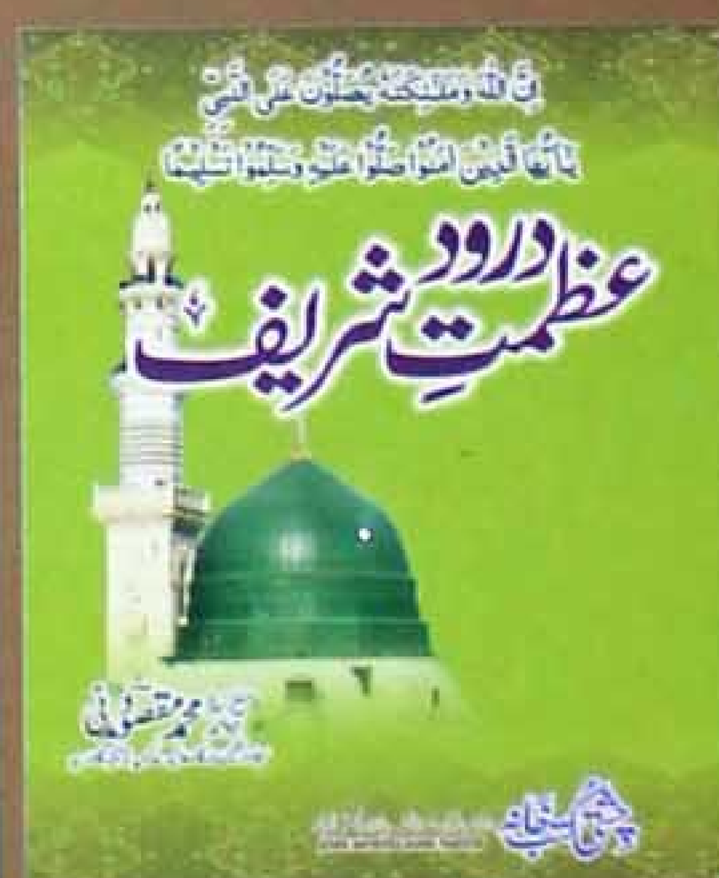
مدینہ منزل گلی نمبر 1 حاکم علی روڈ بغدادی چوک فیصل آباد

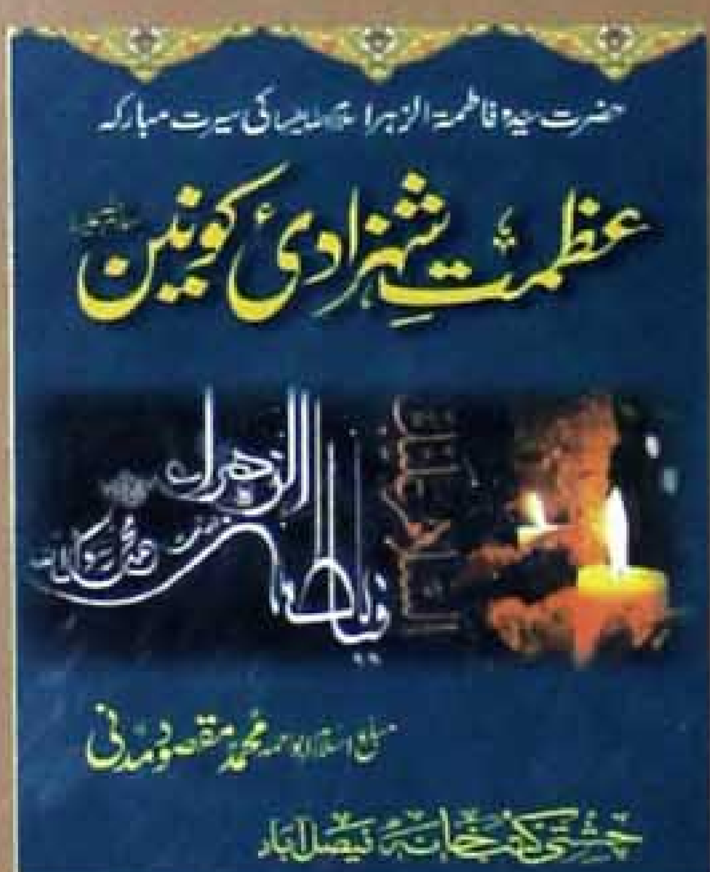
03007903711.03006690097

درودوں کا سلاموں کا اُجالا ہے مرے گھر میں
نبی کے موئے اقدس کا حوالہ ہے مرے گھر میں

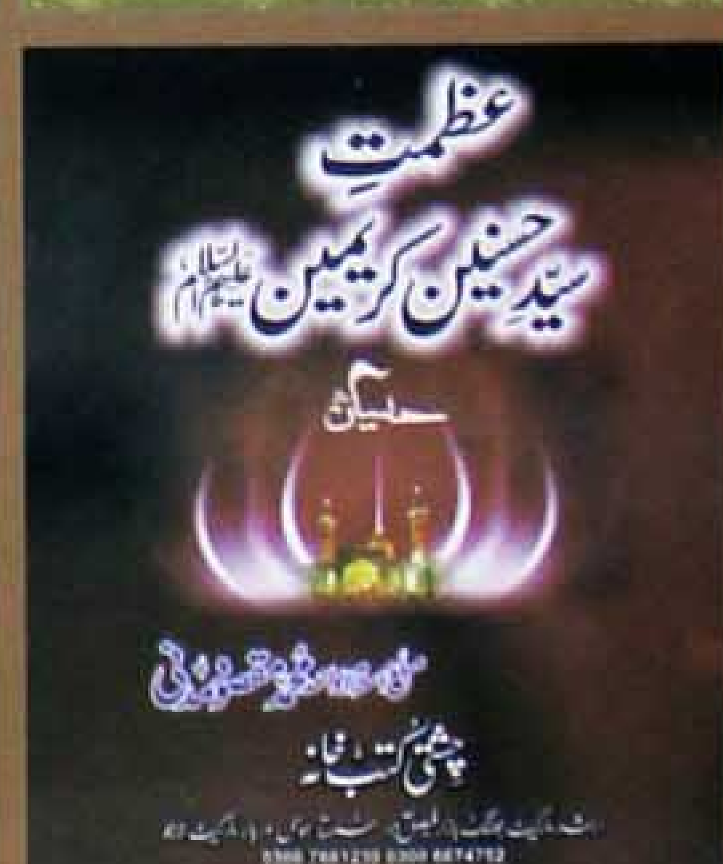
مبلغ اسلام ابو احمد محمد مقصود مدنی کی دیگر تصانیف

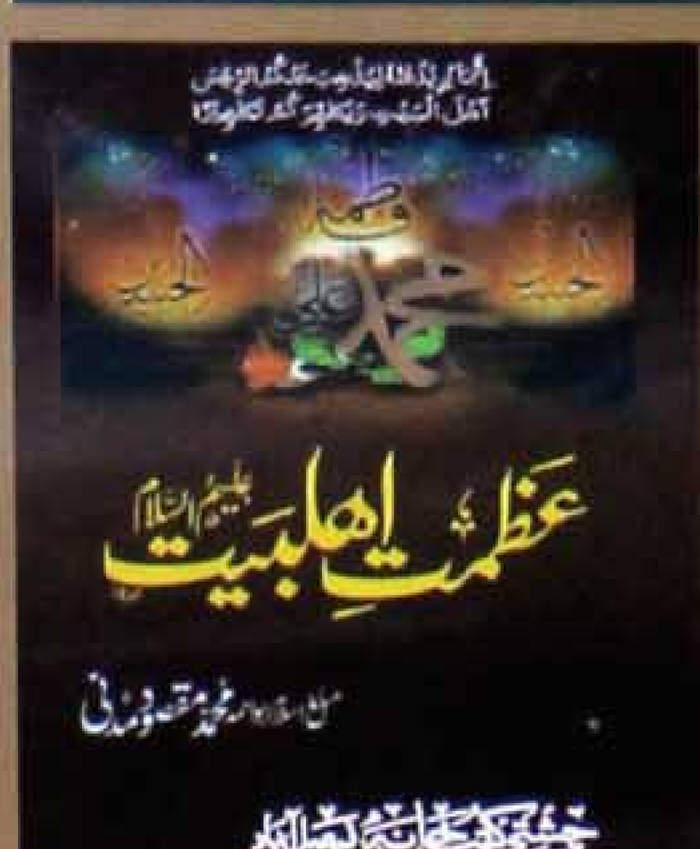












چشتی کتب خانہ

ارشد مارکیٹ جھنگ بازار فیصل آباد   سستا ہوٹل دربار مارکیٹ لاہور

0300 7681230   0300 6674752